الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

اسرار تصوف کا مخزن، روحانیت کا بحر ذخار، سلوک کا مجتمہ، معرفت الٰہیہ کا سرچشمہ
مقامات مجددیہ کا رہنما، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا پیشوا، وصول الی اللہ کا زینہ،
حقائق و معارف لدنیہ کا آئینہ، نکات طریقت کا دفینہ، حکم و دقائق کا خزینہ

یعنی رسالہ

ہدایۃ الطالبین

از تالیفات

حضرت صاحبزادہ حافظ شاہ ابو سعید صاحب دہلوی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

مع ترجمہ اردو و تصحیح

جناب علامہ اجل حضرت الحاج مولٰنا مولوی نور احمد صاحب مد ظلہ العالی

سامانہ پبلشرز
آف
پٹیالہ مضافات سرہند شریف

یا اللہ

حق حق

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون الذین آمنوا وکانوا یتقون

لہم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الآخرۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد از حمد و صلوٰۃ کمینہ درویشاں بلکہ ننگ و عارِ ایشاں ابو سعید مجددی نسباً[له] وطریقۃً[دہلوی ۱۲] عُفِیَ عنہ وکان اللہ لہٗ عوضاً عن کل شئ[۲] واضح مینماید کہ بعضے یارانِ طریقہ کہ للہ فی اللہ جلیسِ صحبت بودند، متضرع گردیدند، کہ آنچہ در راہِ سلوک اسرار و واردات بر تو وارد

حمد و صلوٰۃ کے بعد کمینہ درویش بلکہ درویشوں کی ننگ عار ابو سعید (دہلوی) مجددی النسب والطریقت (اُسکے قصور معاف ہوں، اور ہر چیز کے عوض میں اُسکو خدا ہی ملے) بیان کرتا ہے کہ بعضے احباب طریقت جو للہ فی اللہ میری صحبت میں رہتے تھے، اس امر کے درپے ہوئے، کہ جو اسرار اور واردات راہِ سلوک میں آپ

له اما نسباً فالشیخ ابو سعید قدس سرہ ابن الشیخ صفی القدر و ہو ابن الشیخ عزیز القدر و ہو ابن الشیخ محمد عیسیٰ و ہو ابن الشیخ سیف الدین و ہو ابن الشیخ محمد معصوم و ہو ابن الشیخ احمد سرہندی الملقب بالمجدد للالف الثانی قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم ۔ و اما طریقۃً فالشیخ ابو سعید اخذہا عن الشیخ غلام علی و ہو اخذہا عن الشیخ میرزا مظہر جانجاناں عن الشیخ السید نور محمد البدایونی عن الشیخ سیف الدین عن الشیخ محمد معصوم عن الشیخ احمد السرہندی رحمہم اللہ تعالیٰ و افاض علینا من برکاتہم آمین یا رب العالمین ۱۲ لمصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ

۲ لکلِ شئٍ اذا فارقتہ عوضٌ ۔ ولیس للہ اِن فارقتَ من عوضٍ لمصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ

شدہ اند، وتوجہ مشائخ کرام دریں راہ
کَشْفاً وَ وِجْدَاناً دریافتہ، واذکار ومراقبات
کہ در ہر مقام بعمل آوردہ برائے ما بنویس
کہ آنرا سند خود دانستہ مُوافِق آں
معمول خود سازیم، حقیر گفت کہ مکتوباتِ
قُدسی آیاتِ اِمام ربّانی مجدّدِ الفِ ثانی
حضرت شیخ احمد سرہندی وکلام فرزندانِ
آنحضرت کہ بتفصیل تمام از مسائل و
اسرارِ جمیع اقسام مستغنی فرمائے ہر
خاص وعام است، وہمچنیں با وجودِ
اختصار وایجاز رسائل قطب الاقطاب
حضرت پیر دستگیرِ ما[1] کہ در نصائح و بیانِ
طریقہ تحریر یافتہ برائے طالبان راہِ
یقین کافی اند وبندہ را باین ہمہ عدم لیاقت
کہ حاصلِ روزگارِ خود دارد، دریں راہ
چیزے نگاشتن تحصیل حاصل است
چونکہ آں مخلصاں را باین کمترین حسن
ظنے بمیاں بود ہرگز از سوال خود باز
نماندند وگفتند، کہ ہر کسے را بوقت
رخصت از مشائخ خود تبرکے عنایت

پر وارد ہوئے ہیں، اور مشائخ کرام کی توجہ سے
اس راہ میں کشف و وجدان کے ذریعہ آپ نے
معلوم کئے ہیں، اور جو اذکار و مراقبات ہر مقام میں
آپکے عمل میں آئے ہیں، آپ ان سبکو ہمارے
واسطے تحریر فرمائیں، تاکہ ہم لوگ اُنکو اپنی سند سمجھکر
اُنکے موافق اپنا معمول ٹھیرائیں، اس حقیر نے جواباً
کہا، کہ امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی
کے مکتوبات قدسی آیات اور آپکے فرزندوں کا کلام جو
کہ پوری تفصیل کیساتھ تمام قسموں کے مسائل و
اسرار سے ہر خاص و عام کو استغنا بخشنے والا ہے،
اور نیز ہمارے پیر دستگیر قطب الاقطاب کے رسائل جو کہ
نصائح و بیان طریقت میں معرض تحریر میں آچکے ہیں
باوجود اختصار و ایجاز کے طالبان راہ کیلئے کافی
وافی ہیں، اور بندہ کو باوجود اپنی عدم استعداد کے
اس بارہ میں قلم اٹھانا محض تحصیل حاصل ہے
اُن مخلصوں کو اس کمترین کے ساتھ چونکہ حسن
عقیدت تھی، لہٰذا اپنے اُسی سوال پر مُصر
رہے، اور کہنے لگے، کہ ہر ایک شخص کو رخصت
کے وقت اپنے بزرگوں سے کچھ نہ کچھ
تبرک عنایت ہوا ہی کرتا ہے، ہم لوگ

[1] یعنی صاحب کمالات سنیہ ومقامات رفیعہ حضرت خواجہ عبداللہ المعروف بشاہ غلام علی نقشبندی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ
۱۲ مصحح سلمہ اللہ تعالےٰ

بیشود ما کہ باَوطانِ خود باز گردیم، ہمیں
تحریرِ ہذا را بتبرک خود سازیم، ہرچند از
باعثِ عدمِ فرصت بلیت ولعل می
پرداختم، لیکن از سوالِ ایشان چارہ
نداشتم، چونکہ از اتفاقاتِ زمانہ واردِ
بلدۂ لکھنؤ گردیدم، فی الجملہ فرصتے
دست داد، لہٰذا باوجود نااہلی خود از
اجابتِ مسئول چارہ ندیدم، وآنچہ دریں
راہ بتوجہ پیرانِ کبار بریں خاکسار وُرُود
یافتہ، اظہاراً للشکر کہ مامور[1] بہ است
تحریر نمودہ میشود، لیکن باید دانست
کہ آنچہ دریں رسالہ تحریر یافتہ، از وارداتِ
وکشوفِ خود کہ از فضلِ الٰہی و توجہ
حضرت پیر دستگیر کہ عنقریب نام نامی
آنحضرت ذکر میابد، ایں ذرۂ بیمقدار
راعنایت گردیدہ، قلمی میگردد، مگر در
بعضے جا کہ تفصیلے وتطویلے کردہ
ام، از معلومات ومسموعات نیز تحریر یافتہ
است، واز تقلیدِ صرف ودریافتِ علمی
محض نہ فہمند، وکفیٰ باللّٰہِ شہیدًا اگ

جو اپنے اپنے وطن کو واپس جاتے ہیں آپکی
اس تحریر ہی کو اپنے لئے تبرک سمجھیں گے
ہرچند میں عدم فرصت کے باعث لیت ولعل کرتا
مگر اُن کے سوال سے کوئی چارہ نہ دیکھتا، پھر
چونکہ اتفاقات زمانہ سے لکھنؤ شہر میں میرا جانا ہوا
تو کسیقدر فرصت مل گئی لہٰذا باوجود اپنی عدم
لیاقت کے اُنکے سوال کا جواب دینے سے کوئی
چارہ نہ دیکھا، اور اس راہ میں پیران کبار کی توجہ سے
اس خاکسار پر جو کچھ وارد ہوا ہے، اظہاراً للشکر
جو کہ شرعاً مامور بہ ہے، لکھا جاتا ہے، لیکن جاننا
چاہیئے کہ اس رسالہ میں جو کچھ لکھا گیا ہے، وہی
واردات وکشوف ہیں، جو خدا کے فضل سے حضرت
پیر دستگیر کی توجہ کی طفیل جن کا نام نامی
عنقریب مذکور ہوگا، اس ذرہ بیمقدار کو عنایت
ہوئے، مگر بعض جگہ جہاں میں نے کچھ تفصیل اور
طوالتِ کلام اختیار کی ہی، وہاں اپنے
معلومات اور مسموعات بھی درج کر دیئے
ہیں، اُنہیں بھی محض تقلید اور صرف علمی دریافت
ہی خیال نہ کریں، اور اس پر خدا ہی کافی
گواہ ہے، اور وہی مجھ کو بس ہے، اور وہی

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ رواہ احمد والترمذی ۱۲ لمصنفہ سلمہ اللہ تعالیٰ

هُوَ حَسْبِی وَنِعْمَ الْوَکِیْل، چونکہ عنایتِ
ازلی شامل حال ایں فقیر گردید، بتاریخ
ہفتم ماہ محرم الحرام ابتدائے سنہ
یکہزار و دو صد و بست و پنج ۱۲۲۵ از ہجرتِ
رسالت پناہی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ در حضرتِ دہلی بقدمبوسی حضرتِ
قُطْبُ الْاَقْطَاب غَوْثُ الشَّیْخ وَالشَّبَاب
مجدد مائۃ ثلٰثۃ عشرۃ نائبِ حضرتِ
خیر البشر خلیفۂ خدا مروجِ شریعت مصطفٰے
کہ لقب آنحضرت از حضرت خاتمیت
عبد اللہ است، و اسم سامی ایشاں از
جناب حضرت امیر المومنین علی مرتضٰی
علی است، اَلْمُشْتَهِرُ فِی الْآفَاق حضرتِ
غلام علی الدہلوی الاحمدی اَفَاضَ اللّٰہُ
اِفَاضَتَہٗ عَلٰی مَفَارِقِ الطَّالِبِیْنَ مشرف
گردید، نوازش فرمودہ قبولش کردند و
بشغل اسم ذات، و نفی و اثبات، و مراقبۂ
احدیت و معیت امر فرمودند و توجہات
بر لطائف خمسہ عالم امر نمودند، در چند
روز لطائف را جذبات الٰہیہ در رسید
و ایں لطائف را سیر بطرف اصول خود

بہت اچھا کارساز ہے، پھر جب عنایت ازلی
اس فقیر کے شامل حال ہوئی، تو محرم الحرام کی
ساتویں تاریخ سن بارہ سو پچیس ہجری کو دہلی
شریف میں حضرت قطب الاقطاب (غوث
پیر و جوان مجدد وقت نائب پیغمبر خلیفہ خدا
مروج شریعت عزّا المشتہر فی الآفاق کہ لقب
مبارک اُن کا حضرت خاتمیت سے عبد اللہ
ہے، اور حضرت امیر المومنین علی مرتضٰی سے علی
ہے، جناب حضرت غلام علی شاہ دہلوی نقشبندی
مجددی اللہ تعالیٰ طالبان راہ حق کے سر پر اُن کا
سایہ قائم و دائم رکھے) کی قدمبوسی کا شرف
مجھ کو حاصل ہوا، آپ نے نہایت مہربانی فرما کر
اپنے حلقہ ارادت میں داخل فرما لیا، اور اسم
ذات (اللہ) اور نفی و اثبات (لا الٰہ الا
اللہ) کے شغل کا اور نیز احدیت و معیت کے
مراقبہ کا مجھ کو حکم دیا، اور میرے لطائف پنجگانہ
عالم امر پر توجہات فرمائیں، بفضلہ تعالیٰ
چند ہی روز میں لطائف کو جذبات الٰہیہ
نے آ پایا، اور ان لطائف کو اپنے اُصول
کی جانب سیر حاصل ہوئی، جو کہ فوق العرش
ہیں، اور لامکانیت کے ساتھ بھی تعلق رکھتے

کہ فوقِ عرشِ مجید اند، و بلا مکانیت تعلق دارند، واقع شد، و فنائے جذبہ کہ عبارت از عدمیت ست، حاصل گردید، و سیر دائرہ امکانؒ تمام نمودہ، باصل اصولِ خود کہ در دائرہ ولایت صغریٰ است عروج فرمودند، و فنا و بقا در انجا نیز حاصل گشت و انوار و اسرار ایں ہر دوؒ دائرہ موافق استعدادش فائض گردید فالحمدُ للہ علیٰ ذٰلک، چوں سیر ایں دوؒ دائرہ مرقوم گردید، لازم آمد، کہ چیزے تفصیل در بیانِ لطائف عشرہ نمودہ شود

فصل

در بیان لطائف عشرہ و مشغولی آں

بدانکہ حضرتِ امام ربانی اعنی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہُ و تابعانِ ایشاں تحقیق فرمودہ اند، کہ انسان مرکب از دہؒ لطیفہ است پنج از عالم امر و پنج از عالمِ خلق آں پنج کہ از عالمِ امر اند قلب

ہیں، اور فنائے جذبہ یعنی عدمیت بھی حاصل ہوئی، اور دائرہ امکان کی سیر پوری کرکے اپنے اصلؒ الاصول کی طرف جو دائرہ صغریٰ میں ہے، عروج فرمایا، اور فنا و بقا بھی اس جگہ حاصل ہوئی اور ان دونوں دائروں کے انوار اور اسرار بھی حسب حیثیت حاصل ہوئے فالحمدُ للہ علیٰ ذٰلک، چونکہ اس مقام پر ان دو دائروں کی سیر اجمالاً لکھی گئی ہے، لہٰذا ضروری ہوا، کہ یہاں پر لطائف دہ گانہ کے بیان میں کسی قدر تفصیل بھی کیجائے۔

فصل

دس لطیفوں اور انکی مشغولی کے بیان میں

جاننا چاہیے، کہ حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی رضؓ اور آپ کے تبعین کے نزدیک ثابت ہوا ہے، کہ انسان دسؒ لطیفوں سے مرکب ہے، پانچ تو عالم امر سے ہیں، اور پانچ عالم خلق سے، عالم امر کے پانچ یہ ہیں، قلبؒ

ؒ بدانکہ تعبیر از مقامات و درجات قرب کہ بکشف صحیح و معاینہ صریح دیدہ اند، بدائرہ مناسب یافتہ اند، کہ آں مقامات بے جہت و بیچون است، و دائرہ ہم بے جہت است ۱۲ ؒ یعنی دائرہ امکان و دائرہ ولایت صغرای ۱۲ المعصوم سلمہ اللہ تعالےٰ

نایاب نایاب نایاب نایاب

و روح و سِر و خفی و اَخفیٰ است و لطائف
عالمِ خلق لطیفہ نفس و عناصر اربع[۱] است
و عالم امر آنرا گویند، کہ بمجرد امر کن بظہور
آمدہ است، و عالم خلق آنرا گویند کہ بتدریج
مخلوق گردیدہ، و دائرہ امکان متضمن
این ہر دو عالم است

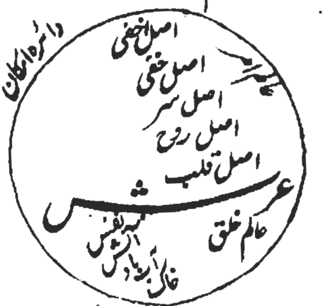

نیمہ دائرہ امکان از عرش تا ثریٰ است و
نیمہ آن بالائے عرش است و عالم امر در نیمہ
بالا است، و عالم خلق زیر عرش است چونکہ
اللہ تعالیٰ ہیکلِ جسمانی انسانی را آفریدہ
لطائف عالمِ امر را بمواضع چند از جسم انسان
تعلّقے و تعشّقے بخشید، قلب[۲] را زیر پستانِ
چپ بفاصلہ دو انگشت مائل بہ پہلو و
روح را زیر پستان راست بفاصلہ دو
انگشت و سِر را برابر پستانِ چپ بفاصلہ

روح، سِر، خفی، اخفیٰ اور عالم خلق کے پانچ
یہ ہیں، نفس اور عناصر اربع (یعنی آگ ہوا
خاک) عالم امر وہ ہے، جو فقط امر کن سے
ظاہر ہوا، اور عالم خلق وہ ہے، جو بتدریج
پیدا ہوا، اور دائرہ امکان دونوں پر مشتمل
ہے، اُس کا زیریں نصف حصہ عرش سے
تحت الثریٰ تک ہے، اور اُسکا بالائی
نصف حصہ عرش سے بالا بالا ہے، عالم امر
اُس کے بالائی نصف حصہ میں ہے، اور
عالم خلق اُس کے نصف حصہ زیریں میں۔
جب اللہ تعالےٰ نے انسانی جسمانی ہیکل
(شکل وصورت) کو پیدا فرمایا، تو عالم
امر کے لطائف پنجگانہ کو انسان کے جسم کی
چند جگہوں کے ساتھ عاشقانہ تعلق بخشا
چنانچہ قلب کو بائیں پستان سے دو انگلی
نیچے مائل بہ پہلو، اور روح کو دائیں پستان
سے دو انگلی نیچے، اور سر کو بائیں پستان
کے برابر دو انگلی سینہ کی طرف، اور
خفی کو دائیں پستان کے برابر دو انگلی
سینہ کی طرف، اور اخفیٰ کو عین وسط سینہ

[۱] از آب و آتش و باد و خاک ۱۲ [۲] یعنی بایں نہج کہ قلب را الخ ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالےٰ

دو انگشت بطرفِ سینہ وخفی را برابر
پستانِ راست بفاصلہ دو انگشت بطرف
سینہ و اخفیٰ را در وسطِ سینہ تعلق بخشیدہ،
حتّیٰ کہ ایں لطائف خود را و اصل خود را
کہ انوار مجرّدہ بودند، فراموش ساختہ باایں
پیکرِ جسمانی ظلمانی در ساختند، وتعشق خود
را باایں ظلمت کدہ در باختند، عارف رومی قدس سرہ
میفرماید، **مثنوی** (وظلمانی گردیدند ۱۲)

پایہ آخر آدم ست و آدمی
گشت محروم از مقام محرمی
گر نگردد باز مسکین زین سفر
نیست از وے ہیچکس محروم تر

چوں عنایت بغایت حضرتِ حق سبحانہ
شاملِ حال بندہ میشود، او را بخدمتِ
دوستے از دوستان خود میرساند، آں
بزرگ او را بریاضات و مجاہدات امر
فرمودہ، تزکیہ و تصفیہ باطنش میفرماید و
بکثرت اذکار و افکار لطائفش را بسوئے

میں عشقی تعلق عطا فرمایا، اس تعلق نے اس
حد تک ترقی کی، کہ ان لطائف نے اپنے
آپ اور اپنے اصول کو جو کہ انوار ہی انوار
ہیں، فراموش کر کے اس جسمانی ظلمانی پتلے
کے ساتھ موافقت کر لی، اور اپنا پورا تعشق
اسی تاریک محل میں صرف کر دیا، عارف
رومی قدس سرہٗ فرماتے ہیں، **مثنوی**
پایہ آخر آدم است الخ ترجمہ انسان[1] (غیر کامل)
بہت ہی ادنیٰ رتبہ میں ہے، اور انسان ہی
رازدانی اور رازداری کے مقام سے محروم
ہے، یہ بیچارہ مسکین اگر اس سفر سے (وطن
اصلی کی طرف) پھر کر نہ آئے، تو اس سے
بڑھکر کون محروم ہو سکتا ہے جب حضرت حق
سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت بے غایت کسی بندہ کے
شامل حال ہو جاتی ہے، تو اسکو اپنے دوستوں میں
سے کسی ایک دوست کیخدمت میں پہنچا دیتے ہیں، پھر وہ
بزرگ اسکو (اس کے مناسب حال) ریاضتوں اور مجاہدوں
کا حکم فرما کر اُسکے باطن کا تزکیہ و تصفیہ فرماتے ہیں کہ

لہ سب سے آخر رتبہ ہے انسان کا — اس لئے محروم ہی یہ رہ گیا
گر نہ لوٹے اس سفر سے یہ گدا — ہے پھر اس کے حال پر واہ حسرتا
رتبۂ انسان ہے سب سے اخیر — اس لئے محروم تر ہے یہ فقیر

اُصول خود متوجہ میگرداند، چونکہ ہمّتِ
طُلّاب در ینوقت قاصر اُفتاد، پیرانِ
نقشبندی رحمۃ اللہ علیہم اوّلاً طالب
رابطریق ذکر امر میفرمایند، و بجائے
ریاضات و مجاہدات شاقہ بتوسط در (میانہ روی ۱۲) (دشوار ۱۲)
عبادات و اعمال حکم می نمایند، و حدّ
اعتدال را در جمیع اوقات و احوال
مرعی میدارند، و توجہات خود را کہ چند
اربعین برابر یکے ازاں نمیتواند شد، ہر روز (چلہ ۱۲)
بطریق سبق درحق طالب بکار مے برند

بیت

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دین
سخرہ کند بردہ[1] و طعنہ زند بر چلہ
و طالبان را باتباع سنّت و اجتناب
از بدعت امر مے فرمایند و مہما اَمکن
عمل برخصت درحق او تجویز نمی نمایند (نامرضیہ ۱۲) (حتی المقدور)
لہٰذا ذکر خفی را در طریقہ خود اختیار
فرمودہ اند، کہ در حدیث شریف ہفتاد
درجہ فضل[2] آن برذکر جہر ثابت است، و

اور کثرتِ اذکار و افکار کے ذریعہ اُس کے لطائف
کو اُنکے (فراموش شدہ) اصول کی جانب متوجہ کر دیتے
ہیں، موجودہ زمانہ میں چونکہ طالبوں کی ہمتیں بہت
ہی قاصر ہو گئی ہیں، لہٰذا مشائخ نقشبندیہ رحمۃ
اللہ علیہم اول اول ہی مرید کو طریق ذکر کا امر
فرماتے ہیں، اور بجائے مشکل ریاضتوں
اور مجاہدوں کے عبادات اور اعمال میں میانہ روی
کا حکم کرتے ہیں، اور حدّ اعتدال کا تمام اوقات اور
احوال میں خیال رکھتے ہیں، اور اپنی توجہات کو
جو کئی چلہ کشیاں اُن میں سے کسی ایک کے برابر
نہیں ہو سکتیں، ہر روزہ سبق کے طور پر مرید کے حق
میں استعمال کرتے رہتے ہیں، بیت آنکہ بہ تبریز یافت
الخ ترجمہ جس شخص پر کہ شمس الدین تبریزی کی ایک
نظر بھی پڑ گئی، وہ تو دہ روزہ گوشہ نشینی اور چلہ
کشی پر تمسخر اُڑاتا اور طعنہ زنی کرتا ہے، (اور
مشائخ نقشبندیہ) اپنے مریدوں کو سنت کی
اتباع اور بدعت سے پرہیز کرنے کا امر فرماتے
ہیں، اور حتی المقدور اُنکے حق میں رخصت پر عمل
کرنا تجویز نہیں کرتے، اسی واسطے اُنہوں نے ذکر خفی

[1] قولہ بردہ یعنی خلوت دہ شبانہ روزہ و قولہ چلہ یعنی خلوت چہل شبانروزہ ۱۲ منہ بلکہ امر بعزیمت مے فرمایند ۱۲

[2] نقد اخرجہ ابو یعلی الموصلی فی مسندہٖ عن عائشہ رضی قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
معصم سلمہ اللہ تعالیٰ

طریقہ شغل اسم ذات

درین طریقہ سہ اشغال معمول ست ،
شغلِ اول ذکر ست، اسم ذات
باشد، یا نفی و اثبات اوّلاً طالب را بذکر
اسم ذات امر میفرمایند، طریقش آنست کہ
طالب را باید، کہ اول قلب خود را از جمیع
خطرات و حدیثِ النفس تہی کند و اندیشۂ
گذشتہ و آئندہ را از قلبِ خود نفی فرماید
و برائے رفع خواطر التجا و تضرع بجنابِ
حضرت حق سبحانہ نماید، و تصور صورتِ
بزرگے کہ از وے تلقینِ ذکر یافتہ، مقابل
دل یا درون دل نگاہداشتن برائے
رفع خواطر اثرے تمام دارد، و ہمیں
تصور صورت شیخ را ذکر رابطہ میگویند
بعد ازان مشغول بذکر شود، لیکن وقوفِ
(یعنی بعد رفع خواطر و حدیث نفس ۱۲)
قلبی را رعایت فرماید، کہ ذکر تنہا بے
نگاہداشت خواطر و بے وقوف قلبی فائدہ

ہی کو اختیار کر رکھا ہے، کہ حدیث شریف
سے ذکر جہر پر ستر (۷۰) درجہ اُس کی فضیلت ثابت
ہے، اور اس طریقہ نقشبندیہ میں تین اشغال
معمول بہا ہیں، پہلا شغل ذکر ہے، اسم ذات
(اَللّٰہ) ہو، یا نفی اثبات، اول اول مرید کو اسم
ذات کے ذکر کی تلقین فرماتے ہیں، اُس کا طریقہ
یہ ہے، کہ طالب (مرید) کو چاہیئے، کہ پہلے اپنے
دل کو تمام خطرات اور حدیث نفس (خیالی کلام کا سلسلہ)
سے پاک و صاف کرے، اور گذشتہ اور آئندہ کے اندیشہ کو
بھی دل سے نکال ڈالے، اور خطرات و خیالات دور
کرنیکے لیے جناب الٰہی میں خوب تضرع و زاری کرے، اور انکے
دور کرنیکے لیے اُس بزرگ کی صورت کا تصور و خیال
جس سے اسنے وہ ذکر حاصل کیا ہے، دل کے مقابل یا دلکے
اندر محفوظ رکھنا پورا پورا اثر رکھتا ہے، اور اسی تصور
صورت شیخ کو ذکر رابطہ بھی کہتے ہیں، خطرات و
حدیث نفس سے دلکو پاک کرنیکے بعد اب ہمہ تن ذکر قلبی

ذکر رابطہ یعنی تصور صورت شیخ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸) یفضل الذکر الخفی الذی لا یسمعہ الحفظۃ سبعون ضعفا- اذا کان یوم القیمۃ جمع اللہ الخلائق لحسابہم وجاءت الحفظۃ بما حفظوا وکتبوا قال لہم انظروا ہل بقی لہ من شیء فیقولون ما ترکنا شیئا مما علمناہ وحفظناہ الا وقد احصیناہ وکتبناہ فیقول اللہ ان لک عندی حسنا لا تعلمہ وانا اجزیک بہ وہو الذکر الخفی- ذکرہ السیوطی فی البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ ۱۲ مرقاۃ ۱۲ از حواشی حصن حصین جزری لمصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

نمی بخشد، و داخلِ حدیث النفس ست
امام الطریقہ حضرت شاہ نقشبند رضی
اللہ تعالیٰ عنہ وُقوفِ عددی را چنداں
لازم نمی شمردند، و وقوفِ قلبی را از شرائط
و واجبات میفرمودند، و وقوفِ قلبی عبارت
است، از توجہ طالب بسوئے دل خود
و توجہ دل بسوے ذاتِ الٰہی کہ مسمّٰی اسم
مُبارک اللہ است، پس بایں ذکر وبایں
نگاہداشت خواطر وبایں وقوفِ قلبی مشغول
باید شد، تا کہ حرکتِ ذکر از دل بسمعِ خیال
برسد، باز از لطیفہ روح ہمچنیں ذکر نماید
باز از لطیفہ سِر باز از لطیفہ خفی باز از لطیفہ
اخفیٰ باز از لطیفہ نفس کہ محل آں وسطِ
پیشانی ست، ذکر نماید، باز از تمام بدن کہ آنرا
لطیفہ قالبیہ میخوانند، اینقدر ذکر نماید، کہ
از ہر رگ و ریشہ و از ہر بُن موئے آوازِ
ذکر بسمع خیال برسد و ایں ذکر را دریں طریقہ
سلطان الاذکار گویند، باز ذکر نفی و اثبات
طالب را تلقین میفرمایند، طریقش آنست
کہ نفس را زیر ناف حبس نمودہ، لفظ لا را

میں مشغول ہو لیکن وقوف قلبی کی رعایت نہایت
ضروری امر ہے، کیونکہ ذکر تنہا اس کے بغیر کچھ فائدہ
نہیں کرتا، بلکہ ایسا ذکر تو حدیث نفس ہی میں داخل ہے
امام الطریقہ حضرت شاہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقوف
عددی کو تو چنداں ضروری نہیں سمجھتے، اور وقوفِ
قلبی کو تو منجملہ شرائط و واجبات کے شمار فرماتے ہیں، اور
وقوف قلبی دو چیز کے مجموعہ کا نام ہے، طالب کی توجہ
اپنے دل کی طرف اور اسکے دل کی توجہ ذات الٰہی کی طرف
جو اسم مبارک اللہ کا مسمّٰی و مصداق ہے پھر اس قلبی
ذکر اور نگہداشت خطرات اور وقوف قلبی کیساتھ اس حد تک
مشغول رہنا چاہیے کہ دل کے ذکر کی حرکت خیال کے
کانوں تک پہنچے، پھر اسیطرح لطیفہ روح سے ذکر کرے پھر
لطیفہ سر سے پھر لطیفہ خفی سے پھر لطیفہ اخفیٰ سے پھر
لطیفہ نفس سے، جسکا مقام وسط پیشانی ہے، ذکر کرتا
رہے، پھر تمام بدن سے جسکو لطیفہ قالبیہ کہتے ہیں
اسقدر ذکر کرے، کہ ہر رگ و ریشہ اور بال بال سے
ذکر کی آواز سمع خیال کو سنائی دینے لگے، اور آخر الذکر
ذکر کو سلطان الاذکار کہتے ہیں، حضرات نقشبندیہ
اسکے بعد مرید کو نفی و اثبات کا ذکر تلقین فرماتے ہیں
اسکا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر اپنا دم ناف کے تلے بند

لہ بالفتح عصب ہندی پٹھا ۱۲

سلطان الاذکار

ازناف برداشتہ تا پیشانی رساند والٰہ را
ازانجا بکتف راست آوردہ الّا اللہ را بر
قلب ضرب نماید، بطوریکہ گذرِ آں بر ہمہ
لطائف افتد، واثرِ ذکر بہمہ جوارح و
اعضا برسد، وایں ذکر را دریں طریقہ بحرکت
اعضاو جوارح میکنند، واگر حبس نفس
چیزے ضرر نماید بے حبس ذکر بکند، کہ
حبس شرط نیست، ومعنی کلمہ را ملحوظ دارند
کہ نیست ہیچ مقصودِ من بجز ذاتِ پاک
بعد از چند بار ذکر ایں الفاظ در دل بگذارند
کہ خداوندا مقصودِ من توئی و رضائے تو
محبت ومعرفت خود دِہ، وایں را بازگشت
گویند، لیکن چوں حصر نفس نماید، پس باید
کہ نفس را بر عددِ طاق بگذارد، لہٰذا ایں
ذکر را وقوف عددی گویند، کہ سالک
واقف عددی باشد، ووقتیکہ نفس را فرو
بگذارد باید کہ لفظ محمد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم ضم نماید و باید کہ
درہر حال چہ نشستہ وچہ برخاستہ، وچہ
وقت خوردن وآشامیدن ہر وقت و
ہر آن مشغول بذکر نگاہداشت خواطر و

کرے لفظ لا کو ناف سے اٹھا کر پیشانی تک لیجائے
اور لفظ الٰہ کو وہاں سے دائیں کندھے تک پہنچا کر
لفظ الّا اللہ کی ضرب دل پر اس طرح لگائے، کہ
تمام لطائف پر جا لگے، اور اُس کا اثر تمام جوارح و
اعضا تک جا پہنچے، اور یہ ذکر اس طریقہ میں بدن کے
اجزا اور اعضا کی حرکت کے بغیر ہی کرتے ہیں، اور اگر
دم بند کرنا کچھ نقصان دے، تو اس کے بغیر ہی ذکر
کرے، کیونکہ وہ ذکر کی شرط نہیں ہے، اور ذکر میں کلمہ
شریف کے یہ معنی ملحوظ رکھتے ہیں، کہ خدا تعالٰی کی ذات
پاک کے سوائے میرا کچھ بھی مقصود نہیں، کئی بار ذکر
کرنیکے بعد یہ الفاظ بھی دل کے اندر خیال کرتے
رہتے ہیں، کہ (ای خدا تو ہی اور تیری ہی رضا میرا
مقصود ہے، مجکو اپنی محبت اور معرفت عطا فرما) اور
انہی اصطلاح میں اس کو بازگشت کہتے ہیں، لیکن یہ
بھی معلوم ہے، کہ حبس دم کیصورت میں طاق عدد پر اپنا دم
چھوڑا کرے، اسیواسطے اس ذکر کو وقوف عددی سے
تعبیر کرتے ہیں، کیونکہ سالک ذکر کے عدد وشمار سے واقف کار
اور آگاہ رہتا ہے، یہ بھی جاننا چاہیے کہ جب دم چھوڑے
تو لفظ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس
کے ساتھ ملالیا کرے، اور لازم ہے، کہ ہر حال میں
اُٹھتے، بیٹھتے، کھاتے، پیتے ہر وقت وہر لحظہ

وقوفِ قلبی باشد، تاکہ باطن را تصفیہ حاصل
آید، ودل را توجہے وحضورے بطرفِ
حق سُبحانہٗ پیدا شود، علامتِ تصفیہ
اہلِ کشف را ظاہر شدنِ انوار است وہر
لطیفہ را نورِ علیحدہ مقرر فرمودہ اند، نور
قلب زرد ونورِ روح سرخ ونورِ سرّ سفید
ونورِ خفی سیاہ ونورِ اخفی سبز وایں انوار
را اول بیرونِ باطنِ خود مشاہدہ میکنند
وہمیں را سیرِ آفاقی میگویند، بعد ازاں
انوار را درونِ باطنِ خود احساس میکنند
وایں را سیرِ انفسی میفرمایند، از زبان
مبارک حضرت پیر دستگیر خود شنیدہ ام
کہ سیرِ آفاقی تا زیرِ عرش ست، وسیرِ انفسی
از عرش بالا است، یعنی وقتیکہ لطائف از
قالب برآمدہ باصول خود عروج می نمایند
تا وقتیکہ بعرش برسند سیرِ آفاقی ست، وچوں
فوقِ عرش ایشانرا جذبے وعروجے پیدا
شود، سیرِ انفسی شروع میشود تخصیصکہ کشف

ذکر و نگہداشت و وقوفِ قلبی کا شغل رکھے، تاکہ
تصفیہ باطن حاصل ہو، اور حق سبحانہٗ کیطرف دلی توجہ
اور حضور پیدا ہو جائے، تصفیہ باطن کی علامت
اہل کشف کے نزدیک تو لطائف کے انوار کا ظاہر
ہونا ہے، اور انکا طالب کے مشاہدہ میں آنا ہے،
اور مشائخ کرام نے ہر لطیفہ کا نور جدا جدا بیان فرمایا
اور مقرر کیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں، کہ قلب کا نور زرد
اور روح کا نور سرخ اور سر کا نور سفید اور خفی کا سیاہ،
اور اخفی کا نور سبز، طالب ان انوار کو پہلے اپنے باہر
مشاہدہ کرتا ہے، اور اسکو سیر آفاقی کہتے ہیں، اور پھر
ان انوار کو اپنے باطن میں احساس کرتا ہے، اور اسکو
سیر انفسی کہتے ہیں، حضرت پیر دستگیر کی زبان مبارک
سے میں نے خود سنا ہے، کہ سیر آفاقی عرش کے نیچے
ہی نیچے تک ہے اور سیر انفسی عرش سے اوپر ہی
اوپر ہے، یعنی لطائف مذکورہ قالب سے نکلکر جب
اصول کیجانب عروج کرتے اور متوجہ ہوتے ہیں تو
انکا عرش تک پہونچنا سیر آفاقی ہے، اور پھر جب
عرش سے اوپر انکو جذب و عروج حاصل ہوتا ہے،

۱ قال اللہ سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم الخ ۱۲ ۲ وہر لونے کہ غیر ازیں الوان بنظر درآید
بداند کہ آمیزش از یکدیگر است، بدانکہ بیان ولایت ہر لطیفہ وفناء آن اندریں رسالہ عنقریب مذکور
خواہد شد، منتظر باید بود ۱۲ لیعمہ سلمہ اللہ تعالیٰ ۱۲

دارد، دیدن انوار وسیر خود را دریافت مینماید
وصاحب کشف عیانی دریں زمانہ بسبب
مفقود شدن اکل حلال کم ست واکثرے
طلاب درینوقت صاحب کشف وجدانی
میباشند، واین وجدان ہم نوعے از
کشف است، وفرق درمیان کشف
عیانی وکشف وجدانی آنست، کہ صاحب
کشف عیانی عیاناً می بیند، کہ از مقامے
بمقامے سیر مینماید، وصاحب وجدان اگرچہ
عیاناً نمی بیند، اما تبدل احوال وتغیر واردات
را بادراک خود دریافت میکند، چنانچہ ہوا
بنظر نمی آید لیکن درادراک محسوس میشود
واگر کسے بادراک وجدانی ہم حالات خود
را دریافت نکند، بشارت مقامات ادرا
دادن طریقہ را بدنام کردن ست شغل
دوم مراقبہ است ومراقبہ عبارت از انتظار
فیض ست، از مبدء فیاض ولحاظ وارد
شدن آں فیض بر مورد خود یعنی فیضیکہ از
حضرت حق وارد میشود، بر لطیفہ از لطائف
سالک آں لطیفہ را مورد فیض میگویند لہذا
در ہر مقام مراقبہ از مراقبات معین فرمودہ

تو وہاں سے سیر انفسی شروع ہو جاتا ہے صاحب کشف
تو انوار کا مشاہدہ اور اپنی سیر خود آپ ہی دریافت کرتا
جاتا ہے، مگر موجودہ زمانہ میں اکل حلال مفقود ہونیکے
باعث صاحب کشف عیانی تو بہت ہی کم پائے جاتے
ہیں فی زمانہ اکثر طلاب صاحب کشف وجدانی ہی ہوا
کرتے ہیں، اور وجدان بھی ایک نوع کا کشف ہے اور ان
دونوں یعنی کشف عیانی اور کشف وجدانی میں فرق یہ
ہے، کہ صاحب کشف عیانی عیاناً وظاہراً دیکھتا جاتا ہے
کہ ایک مقام سے دوسرے مقام کی جانب سیر ونقل وحرکت کرتا جارہا ہے
اور صاحب وجدان گو ظاہراً تو اپنی سیر ونقل وحرکت کا مشاہدہ
نہیں کر سکتا، مگر اپنے حالات وارادات کے تغیر وتبدل کو
اپنے ادراک کیساتھ دریافت کرتا جاتا ہے، جیسے ہوا جو
بظاہر تو دکھائی نہیں دیتی، لیکن قوت ادراکیہ تو اسے بتوسط
لامسہ بڑے زور سے محسوس کرتی ہے، اور جو شخص اپنے
حالات ادراک وجدانی کیساتھ بھی دریافت نہیں کر سکتا
اسکو مقامات کی بشارت دینا اور خوشخبری سنانا گویا طریقہ
فقراء کو بدنام کرنا اور اسکی نسبت بدگمانی پھیلانا ہے،
دوسرا شغل مراقبہ ہے، اور مراقبہ مبدأ فیاض اللہ
تعالیٰ سے فیض کے انتظار کرنے اور اپنے مورد پر
اس فیض کے وارد ہونیکا خیال رکھنے کو کہتے ہیں، جو فیض
کہ حضرت حق سبحانہ کیطرف سے سالک کے لطائف میں

اند، در دائرہ امکان **مراقبہ احدیت**
وآن عبارت ست، از مراقبہ ذاتیکہ جامع
جمیع صفات کمال ست، و منزّہ است
از جمیع نقصانات کہ مسمّٰی اسم مبارک
اَللہ است، و لحاظ مینمایند کہ فیض ازاں
ذات بر لطیفہ قلب وارد میشود، و ایں
مراقبات را گاہے بے ذکر ہم مے
کنند، و ذکر بے مراقبہ مفید نیست،

شغل سوم ذکر رابطہ است

وآن عبارت از نگاہداشتن صورت
شیخ است، در مدرکہ خود یا درون دل
خود یا صورت خود را صورتِ شیخ تصور
مینماید، و چون رابطہ غالب مے آید در
ہر چیزے صورت شیخ بنظر مے در آید
ایں را فنافی الشیخ میگویند، و ایں احوال
بریں تباہ حال، نیز در ابتدا ورود یافتہ
بود، کہ از عرش تا ثریٰ صورت حضرت
شیخ خود محیط مے یافتم، و جمیع حرکات
و سکنات خود را حرکات و سکنات آنحضرت
مے دیدم **بیت**
در و دیوار چوں آئینہ شد از کثرتِ شوق

کسی لطیفہ پر وارد ہوتا ہے، اُس لطیفہ کو اسکا مورد فیض کہتے
ہیں اسیواسطے مشائخ کرام نے مراقبات میں سے ہر ایک مقام کے
مناسب ایک ایک مراقبہ فرما دیا ہے، چنانچہ دائرہ امکان میں مراقبہ
احدیت کا امر کیا ہے اور مراقبہ احدیت اُس ذات عالیہ کے مراقبہ
کا نام ہے جو کہ تمام صفات کمالیہ کی جامع اور ہر ایک عیب
نقصان سے منزہ و پاک اور اسم مبارک اللہ کا مسمّٰی مصداق اور اُس
میں اس امر کا بھی خیال رکھتے ہیں کہ اُس ذات پاک کا فیض لطیفہ قلب پر
وارد ہوتا ہے، اور ان مراقبات کو کبھی کبھی بغیر ذکر کے استعمال
کرتے ہیں اور خالی ذکر بغیر مراقبہ کے مفید نہیں تیسرا شغل ذکر
رابطہ ہے، اور اسکی کئی صورتیں ہیں (۱) اپنے شیخ و پیر کی
صورت و شکل کو اپنے ذہن میں تصور رکھنا (۲) اُسی شکل و صورت
کو اپنے دل کے اندر محفوظ رکھنا (۳) اپنی صورت کو شیخ کی صورت
خیال کرنا، اور رابطہ جب مرید پر غلبہ کرتا ہے، تو ہر چیز میں
اُس کو اپنے شیخ کی صورت نظر آتی ہے، اور اس حالت
کا نام فنا فی الشیخ ہے، معلوم رہے کہ یہ تمام احوال اس
خراب حال حضرت مصنف پر بھی شروع شروع میں وارد
ہوئے تھے، حتّٰی کہ عرش سے لیکر فرش تک اپنے حضرت
شیخ کی صورت کو محیط پاتا، اور اپنے حرکات سکنات کو اپنے
حضرت شیخ کے حرکات سکنات دیکھتا، بیت ہر درو
دیوار چوں الخ ترجمہ، ہر در و دیوار مارے شوق
کے آئینہ سا ہو گئے، اب جدھر دیکھتا ہوں تُو ادھر

ہر کجا مے نگرم روئے ترا مے بینم
باید دانست، کہ طریقۂ رابطہ اقرب طرق
ست، و منشأ ظہور عجائب و غرائب ست
حضرت ایشاں عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودہ اند، کہ ذکر
تنہا بے رابطہ و بے فنا فی الشیخ موصل
نیست، و رابطہ تنہا برعایت آداب صحبت
کافی است،

فصل

دربیان سیر و سلوک ارباب قلوب

کہ در دائرہ ولایت صغریٰ میشود، معمول حضرت
پیر دستگیر و خلفائے ایشاں چناں ست
کہ اول توجہ برائے القائے ذکر در لطائف
طالب میفرمایند، و طریق توجہ کردن ایں
ست، کہ قلب خود را مقابل قلب طالب
داشتہ، التجا بجناب الٰہی نمودہ، استمداد از
مشائخ کرام فرمودہ، کہ انوار ذکر کہ در قلب
من از جناب پیران کبار رسیدہ است، در
در قلب ایں طالب درآید، و توجہ و ہمتے
بسوئے قلب او فرماید، از عنایت الٰہی

تو ہی تو ہے، جاننا چاہیے، کہ رابطہ کا راستہ
اور تمام راستوں کی نسبت بہت ہی نزدیک
راستہ ہے، علاوہ براں عجائب و غرائب
کے ظہور کا منشا، اور ذریعہ یہی ہے، حضرت
خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے
فرمایا ہے، کہ خالی ذکر بغیر رابطہ اور بغیر فنافی الشیخ کے
منزل مقصود تک پہنچا نہیں سکتا، اور خالی رابطہ صحبت کے
آداب کی رعایت کیساتھ کفایت کرسکتا ہے،

فصل

ارباب قلوب کے سیر و سلوک کے بیان میں

جو ولایت صغریٰ کے دائرہ میں واقع ہوتا ہے حضرت
پیر دستگیر اور آپکے خلفا کا معمول یہ ہے، کہ اول اول
طالب کے لطائف میں ذکر ڈالنے کیلئے توجہ فرماتے
ہیں، اور توجہ دینے کا اُن کے ہاں طریقہ یہ ہے کہ شیخ
اپنے قلب کو مرید کے قلب کے مقابل کر کے جناب الٰہی
سے بتوسل حضرات مشائخ کرام یوں عرض کرے، کہ
خداوندا جو انوار ذکر پیران کبار سے مجھکو حاصل ہوئے
ہیں، اور میرا دل اُنسے منور ہو چکا ہے، تو اس طالب
کے دل میں ڈالدے، اور اُنسے اسکے دلکو منور فرمائے
پھر اپنی توجہ و ہمت بڑے زور سے طالب کے قلب

در چند توجہ حرکتِ ذکر در قلبِ او پیدا آید
وہمچنیں روحِ خود را مقابلِ روحِ او داشتہ
توجہ کند، کہ نورِ ذکر کہ در لطیفۂ روحِ من
از ارواحِ پیراں رسیدہ است، در روحِ
طالب اِلقا میکنم، وہمچنیں بر دیگر لطائف
او کہ سر وخفی واخفی ولطیفۂ نفس وقالب
اوست، متوجہ شدہ اِلقای ذکر فرماید چوں
اجرائے ذکر در ہمہ لطائف طالب شد ذکر
نفی واثبات اور اتلقین فرمودہ، توجہ
برائے اِلقائے نسبت جمعیت وحضور
فرماید کہ جمعیت عبارت از بیخطرگی یا کم
خطرگیِ قلب است، وحضور عبارت از
پیدا شدنِ توجہ است، در قلب بسوئے
حضرتِ حق سبحانہٗ وچوں جمعیت وحضور
در قلب طالب پیدا شد، پس قلب طالب
را از ہمتِ خود بسوئے فوق جذب فرماید
واکثرے را دیدہ ام، کہ اول جذب را
اِدراک مینمایند (جملہ معترضہ ۱۲) و وقتیکہ لطیفہ از قالب
برآید نسبت حضور را اِدراک مینمایند، و
وقتیکہ لطیفہ از قالب برآید نسبتِ حضور
را اِدراک میکنند، ہمیں طریق برائے

کیطرف مصروف رکھے، حق سُبحانہٗ سے
امید قوی ہے، کہ چند ہی بار کی توجہ سے اُس کے
قلب کے اندر ذکر کی حرکت پیدا ہو جائیگی پھر اسیطرح
اپنی روح کو اسکی روح کے تقابل رکھکر توجہ کرے
اور خیال میں لاوے، کہ پیران عظام کے ارواح
شریفہ سے جو نور ذکر میرے لطیفہ روح میں پہنچا ہے
میں اُسکو اس طالب کے روح میں اِلقا کرتا ہوں، اور اسی
طرح اُس کے دوسرے لطائف (سِرّ وخفی واخفیٰ ولطیفہ
نفس وقالب) پر متوجہ ہو کر ذکر اِلقا کرے، پھر طالب کے
تمام لطائف میں ذکر جاری ہونیکے بعد نفی واثبات کا
ذکر تلقین فرما کر جمعیت وحضور کی نسبت اِلقا کرے دل
کے بیخطرہ یا کم خطرہ ہونیکو جمعیت کہتے ہیں اور حضرت
حق سبحانہ وتعالےٰ کیطرف طالب کے دل میں توجہ پیدا
ہونیکو حضور کہتے ہیں، اور جب طالب کے قلب میں حضور
وجمعیت پیدا ہو جائے، تو شیخ مرید کے قلب کو اپنی ہمت
اور توجہ سے فوق (اوپر) کی طرف جذب فرمائے
(کھینچ لیجائے) میں نے (مصنف) اکثر طلّاب کو دیکھا
ہے، کہ اول جذب کا اِدراک کرتے ہیں، اور جب
لطیفہ قالب سے برآمد ہوتا ہے، تب نسبتِ حضور
دریافت کرتے ہیں، شیخ کو لازم ہے، کہ اسی طرح
جس مقام کے فیض کے واسطے توجہ کرے پہلے

تعریف جمعیت وحضور
تنبیہ
تنبیہ

فیضِ ہر مقامے کہ توجہ کند، خود را مُنْصَبِغ برنگِ آنمقام ساختہ، فیضِ آنمقام را در باطن طالب اِلقا فرماید، و مَوْرِدِ آں فیض را نیز ملحوظ دارد، بدانکہ دلِ آدمی بسببِ کثرتِ علائق و عوائق مثلِ انگشتِ سیاہ و بے نور شدہ است، و خود را و اَصلِ خود را فراموش ساختہ، چوں در صحبتِ مرشدِ کامل طالبِ صادق می آید، شیخ اور ا توجہ دادہ، طریقِ ذکر تلقین میفرماید، و توجہ خود در حقِ او بکار می برد، از برکتِ توجہ نورِ ذکر در قلبِ او پیدا میشود، و آن انگشتِ سیاہ روشن شدن میگیرد و چوں از نورِ ذکر تمام قلب منوّر شد، شعلہ از قلبِ او بلند میشود و ایں را در طریقہ مظہریہ فتحِ باب مے نامند، و اوّل بشارتے کہ بطالب عطا مے فرمایند، بشارتِ فتحِ باب ست درینوقت قلب کہ از اَصلِ خود غافل و ذاہل شدہ بود، باز اصلِ او بیادش مے آید، و بطرفِ فوق متوجہ میشود، و در چند آن شعلۂ نور کہ بلند شدن گرفتہ بود، از

اپنے تئیں اُس مقام کے فیض کے رنگ سے رنگین کرکے اُس مقام کا فیض طالب کے باطن میں اِلقا کرے، علاوہ براں اُس فیض کے مَورِد کو بھی ملحوظ رکھے، ف جاننا چاہیے کہ انسان کا دل اصل فطرت میں روشن و منور پیدا ہوا ہے، مگر عام طور پر کثرت تعلقات و موانع کے باعث کوئلہ کی مانند سیاہ و بے نور ہوگیا ہے، اسی وجہ سے وہ اپنے آپ اور اپنی اصل کو فراموش کر بیٹھا ہے، ولیکن جب وہ طالب صادق بنکر اور حسن عقیدت و ارادت اپنے ہمراہ لیکر کسی کامل شیخ و مرشد کی خدمت میں حاضر ہو جائے تو وہ مرشد اُسکی طرف متوجہ ہوکر اُسکو ذکر کی تلقین اور اپنی توجہات اُسکے حق میں مصروف رکھتا ہے، تو اُسکی توجہات کی برکت سے ذکر کا نور اُسکے قلب میں پیدا ہو جاتا ہے اور وہ سیاہ کوئلہ اب دہکنے لگتا ہے، اور جب ذکر کے نور سے اُسکا تمام دل منور ہو جاتا ہے، تو اُس کے دل سے ایک نور کا شعلہ اُٹھتا ہے، اُسکو طریقہ مظہریہ میں فتح الباب کے نام سے موسوم کرتے ہیں، اور اول اول جو بشارت کہ طالب کو عطا فرماتے ہیں، وہ یہی فتح الباب کی بشارت ہے، اسوقت قلب کو اپنی فراموش شدہ اصل پھر یاد آتی ہے، اور اپنے فوق کی جانب متوجہ ہوتا ہے، اور تھوڑے ہی عرصہ

ﻟﮧ انگشت بالفتح و کاف فارسی مکسور چوب سوختہ کہ سرد شدہ سیاہ گشتہ باشد ۱۲ مصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ

برآمدن لطیفہ از قالب

قالب مے برآید، وہمیں معنی ست، آنکہ میگویند، لطیفہ از قالب برآمد، ہمچنیں آہستہ آہستہ بطرف اصل خود کہ فوق العرش ست سیر میفرماید، وبیمن برکت صحبتِ شیخ جذبات قویہ لطائفِ طالب رافرومیگیرد وسرعت وبطوءِ سیر آنچہ من فہمیدہ ام موقوف برکثرت وقلتِ توجہاتِ شیخ ست، اگر کثرتِ توجہات درحقِ طالب بکارمی برد، سیرِ طالب سریع میشود، واگر توجہاتِ شیخ قلیل ست، سیر نیز ہماں قدر خواہد بود، واستعداد طلاب مختلف افتادہ بعضے استعداد خوب دارند، کہ دراندکِ توجہ مانند ہوائے آتشین بطرف بالا می پرند، کہ بسرعت سیر اینہا نظرِ ہرکس کار نمیکند وبعضیکہ بطئ الاستعداد ہستند، افتاں وخیزاں بمنزلِ مقصود میرسند، غرض صحبتِ شیخ علی الخصوص درطریق طالباں راضرور ترافتادہ است، کہ بدونِ توجہ شیخ پائے سعی دریں راہ لنگ ست، وازریاضات ومجاہداتِ خویش کارے نمی کشاید اِلّا اَنْ یَّشَآءَ اللہ تعالٰی کماشاھدنا فی

میں وہ نور کا شعلہ جو قلب سے اُٹھنے لگا تھا اب قالب سے برآمد (ظاہر) ہوتا ہے، اور یہ ہی مطلب ہے اُنکے اس قول کا کہ (لطیفہ قالب سے برآمد ہوا) اب تو آہستہ آہستہ اپنے اصل کیطرف جو فوق العرش ہے، سیر کرنے لگتا ہے، اور شیخ کی صحبت کی برکت ویمن سے بڑے قوی جذبات طالب کے لطائف پر وارد ہونے لگتے ہیں رہی سیر کی تیزی وآہستگی وہ تو میری فہمید میں شیخ کی توجہات کی کمی بیشی پر مبنی ہے، اگر شیخ اپنی توجہات طالب کے حق میں بکثرت صرف کریگا، تو طالب کی سیر تیز واقع ہوگی، اور اگر شیخ کی توجہات کمی کیساتھ واقع ہولی، تو طالب کی سیر بھی اسی اندازہ پر وقوع میں آئیگی طالبوں کی اپنی استعداد ولیاقت بھی مختلف طور پر واقع ہوئی ہے، انمیں کچھ تو بڑی استعداد ولیاقت کے ہیں، جو ادنی توجہ میں ہوائے آتشین کی مانند اوپر کو اسقدر تیزی کے ساتھ اُڑتے جاتے ہیں کہ اُنکی سرعت سیر میں ہر ایک شخص کی نظر کام نہیں کرسکتی، اور انمیں کچھ کم لیاقت بھی ہیں، مگر گرتے پڑتے منزل مقصود تک پہنچ ہی جاتے ہیں، الغرض طالباں حق کو صحبت شیخ (علی الخصوص طریقہ نقشبندیہ میں) از حد ضروری ہے، کیونکہ صحبت شیخ کے بغیر اُنکی تگ ودو کا پاؤں اٹھ بھی نہیں سکتا، اور اُنکی اپنی ریاضتوں اور محنتوں سے کچھ بھی نہیں بن سکتا، الا ماشاء اللہ چنانچہ ہم اس امر کا اپنے شیخ وامام (میرا

صحبتِ شیخنا و امامنا قلبی و روحی
فداہ و جربناہ غیر مرّۃ، و از برکتِ
توجہ است، کہ جذبہ دریں طریق مقدم افتادہ
راہ را آسان ساختہ، چہ از رفتن تا بُردن
فرق ظاہر است، و خلاصہ سلوک کہ عبارت
از قطع کردن مقامات[۱۰] عشرہ مشہورہ ست
از توبہ و انابت و زہد و ریاضت و ورع
و قناعت و توکل و تسلیم و صبر و رضا، در
ضمنِ آں طی میشود، قربانِ پیرانِ خود شوم
کہ چہ راہ سہلے و آسانے برائے ما پست
فطرتاں و کم استعداداں مقرر ساختہ اند،
ایں احسان حضرت شاہ نقشبند ست رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کہ پانزدہ[۱۵] روز سر بسجدہ
نہادہ دعا و تضرع در جناب الٰہی کردہ اند
و عرض کردہ اند، کہ الٰہی مرا طریقہ دہ کہ البتہ
(یعنی تعالیٰ و) موصل باشد، اللہ تعالیٰ دعائے ایشان
(یقیناً بحق سبحانہ رسانندہ باشد ۱۲) مستجاب فرمودہ، و ایشانرا طریقہ عنایت
کرد، کہ اقرب طرق ست و البتہ موصل
ست لیکن شیخ کامل و مکمل باید کہ ظاہرش
بکمالِ متابعت حضرت رسالت پناہی
صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم آراستہ

دل اور میری روح اُن پر قربان) کی صحبت میں بارہا
مشاہدہ اور تجربہ کر چکے ہیں، توجہ کے برکات میں
سے ایک یہ امر بھی ہے، کہ اس طریق میں جذبہ سلوک
پر مقدم واقع ہوا ہے، اسی وجہ سے راستہ میں ایک
طرح کی سہولت پیدا ہوگئی ہے، کیونکہ جانے اور پہنچانے
میں تو بہت ہی بڑا فرق ہے، اور نیز سلوک کا خلاصہ یعنی
فقر کی دس مشہور منزلوں (توبہ[1]، انابت[2]، زہد[3]، ریاضت[4]
ورع[5]، قناعت[6]، توکل[7]، تسلیم[8]، صبر[9]، رضا[10]) کا طے
کرنا بھی اسی جذبہ کے ضمن میں ہی حاصل ہو جاتا ہے
میں اپنے پیروں پر قربان جاؤں، کہ انہوں نے ہم کم ہمت
نالائقوں کیواسطے کیا ہی آسان راستہ مقرر کیا ہے،
یہ سب حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا احسان
ہے، کہ آپ نے پندرہ روز تک سر بسجود ہو کر جناب
الٰہی میں دعا و گریہ زاری کی، اور عرض کیا، کہ خداوند
مجھکو ایسا طریقہ عطا فرما، جو یقیناً و قطعاً تجھ تک
پہنچا دے، اللہ تعالیٰ نے آپکی دعا قبول فرمائی، اور
آپکو ایسا راستہ عطا فرمایا، جو اور راستوں کی بہ نسبت
بہت ہی نزدیک ہے، اور یقیناً اُس تک پہنچانیوالا بھی
ہے، لیکن پھر بھی پیر ایسا کامل و مکمل ہونا چاہیے،
جسکا ظاہر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کی کمال متابعت کے ساتھ آراستہ و مزین

وباطنش از ماسوی پیراستہ[ف]، و بدوام حضور حضرت حق سُبحانہٗ درساختہ باشند، و الّا گناہِ طریق چیست، بآید دانست، کہ اکابر نقشبندیہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیٰ اَھْلِھِمَا اصل کار بر جمعیت وحضور داشتہ، بہر رُطب و یابس دست نہ انداختہ اند، وبصُور و اَشکالِ غیبی متوجہ نمیشوند، وکشوف وانوار راچنداں اعتبار نہادہ اند وطالب را بحصول چہار چیز رغبت میفرمایند جمعیت[۱] وحضور[۲] وجذبات[۳] و واردات[۴] کشش لطائف راکہ بطرف فوق میشود، جذبات میگویند، و واردات عبارت ست، از وارد شدن حالے از فوق بر قلب کہ طاقتِ تحمل آں داشتن متعسر ست جہت فوق بسبب ممارست[ٹ] توجہ آں جہت ست والّا اوتعالیٰ را بیرونِ دائرہ جہات باید جست، وہمیں واردات را دریں طریقہ عدم و وجود آں میگویند، اوّل ایں وارد برسالک گاہے بلکہ بعد از ماہے وُرود

ہو، اور باطن غیر حق سبحانہ سے بے تعلق وپاک وصاف اور حضرت حق سبحانہ کے دوام حضور سے مشرف، ورنہ پھر اس طریقہ کا کیا گناہ اور کیا قصور جاننا چاہیئے، کہ مشائخ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک حضور اور جمعیت ہی اصلی کام ہے، اسی واسطے ہر خشک و تر پر ہاتھ نہیں ڈالتے، اور غیبی صورتوں اور شکلوں کیطرف متوجہ نہیں ہوتے، اور کشوف اور انوار کو چنداں معتبر نہیں خیال کرتے، اور طالب کو انہی چار چیزوں کی رغبت دیتے ہیں جمعیت[۱] حضور[۲]، جذبات[۳]، واردات[۴] اول الذکر دو نکے معنے اوپر بیان ہوچکے ہیں، موخر الذکر دو کے معنے یہ ہیں (لطائف کی کشش فوق کیجانب کو جذبات کے نام سے موسوم کہتے ہیں، اور قلب پر کسی ورود ناقابل برداشت حالت کے اوپر سے وارد ہونیکا نام واردات ہے، فوق (اوپر) کیجانب کا ذکر صرف اسی بناء پر ہے کہ عادۃً فوق ہی کیطرف توجہ کیجاتی ہے ورنہ حق سبحانہ تعالیٰ جہات واطراف سے بالکل پاک ہے بری ہے اسکو دائرہ جہات واطراف سے باہر ڈھونڈنا چاہیے، اور انہیں واردات کو اس طریقہ نقشبندیہ میں (عدم اور

ص ۱۶

تعریف واردات و جذبات

ف از پیراستن بالکسر بیائے مجہول ونشرد بعضے بفتح بمعنے کم کردن و بریدن چیزے راجہت آرائش وزیبائی ۱۲ غیاث

ٹ ممارست کوشیدن وتفحص کردن وتجربہ نمودن و در کارے رنج نمودن و درمان کردن ۱۱ غیاث مصحح سلمہ اللہ تعالیٰ

میکند در رفتہ رفتہ کثرت پیدا میکند، و بعد
از ہر ہفتہ و ہر روز بلکہ در روزے چند
بار تا وقتیکہ بتواتر و توالی ہے در ہے جیسے ۱۲ سے انجامد و
اتصالِ واردات میشود، آنکہ بزرگان ایں
طریقہ فرمودہ اند، بیت ۱۲ بیت
وصلِ اَعْدَام گر توانی کرد
کارِ مرداں مرد وانی کرد
اشارت باینحالت ست، و ہمیں عَدَم
و وجودِ عدم خبر ۱۲ فنا و بقاست، در جہت
جذبہ لیکن فنائے قلب وقتے متحقق شود
کہ تعلق علمی و حُبّی بما سوائے از ساحتِ
سینہ رخت بر بندد و خطرہ ماسوائے درون
قلب ہرگز نیابد، بیت
خیال ماسوائے از دل برون کن
گذر از چون و حُبّ بیچگوں کن
و فنائے قلب در تجلیاتِ افعالیہ الٰہیہ میشود
یعنی دیدن اَفعالِ ماسوای آثار فعل حضرت
حق سُبْحَانَہٗ تَعَالیٰ، چوں ایں دید غالب
آید صفات و ذاتِ ممکنات را مظہر صفات
و ذات حضرت حق خواہد دید و بتوحیدِ
وجودی کہ عبارت از دیدن ہستی ممکناتِ

وجود عدم بھی کہا جاتا ہے، اول اول یہ وارد حالت
سالک پر کبھی کبھی بلکہ ایک ایک مہینہ کے بعد وارد
ہوا کرتی ہے، اور رفتہ رفتہ کثرت پیدا کرتی جاتی ہے،
پھر تو ہفتہ وار اور روزانہ بلکہ ایک ایک روز کئی کئی بار اسکا
ورود ہونے لگتا ہے، حتٰی کہ پے در پے اور متواتر تک
نوبت پہنچ جاتی ہے، اور واردات کا تانتا بندھ جاتا ہے وہ
جو اس طریقہ کے بزرگوں نے فرمایا ہے، بیت وصل اعدام گر جاتا ہے
توانی کرد الخ ترجمہ اگر تجھسے وصل اعدام ہوسکے، تو البتہ
مردوں کا کام تو کرسکیگا، اسی حالت کیطرف اشارہ ہے اور یہی
عدم و وجود عدم جہت جذبہ میں فنا بھی ہے، اور بقا بھی، مگر فنا بھی
قلبی تو تب ہی حاصل ہوگی، جبکہ ماسوا کا علمی و حُبّی تعلق
سینہ سالک سے کوچ کرجائے، اور غیر کا خطرہ تک بھی اس کے
دل میں گذرے، بیت خیال ماسوا از دل الخ ترجمہ
خیال ماسوا دل سے برون کر
گذر چوں سے و حبتِ بیچگوں کر
اور فنائے قلب تجلیات افعالیہ الٰہیہ میں حاصل ہوتا ہے یعنی
ماسوا کے افعال کو حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے فعل کا اثر خیال
کرنا جب یہ دید خیال طالب پر غلبہ کرجاتا ہے، تو ممکنات کے
ذات و صفات حضرت حق کے ذات، و صفات کا
مظہر اور جائے ظہور سمجھنے لگتا ہے، اور توحید وجودی
یعنی ممکنات کی ہستی کو ہستی حق کی موجیں سمجھنے

امواجِ ہستی او تعالیٰ ست اثر تُم خواہد نمود

بیت

غیرتش غیر در جہاں نگذاشت
لاجرم عینِ جملہ اشیا شد

واز بابِ توحیدِ وجودی خود را و عالم را گم ساختہ در بحرِ وجودِ حضرت حق غوطہ خواہند خورد

بیت

زِ سازِ مطرب پر سوز ایں رسید بگوش
کہ چوب و تار و صدائے تمن تمن ہمہ اوست

وایں را فنا فی اللہ گفتہ اند، وچوں سالک دریں بحرِ زخار غوطہ خورد، غیر از بحرِ شہود بصیرتش چیزے نیافت وبہر طرف کہ مشاہدہ کرد، سوائے دریا و امواج او ندید، بلکہ خود را قطرہ ایں بحر دید، و از کمالِ استغراق امتیازِ قطرہ نیز مرتفع گشت،

بیت

جوئے ایں دریا توئی نیکو بجوئے
انفکاکے نیست در دریا و جوئے

حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ کہ سندِ ایں طائفہ علیہ اند میفرمایند

شعر

البحر بحر علیٰ ما کان فی قدمٍ

کا گیت گاتا ہے، بیت غیرتش غیر در جہاں الخ ترجمہ اُسکی غیرت نے جہاں میں غیر نہیں چھوڑا اسی بنا پر وہ ہر ایک چیز کا عین ہوا نہ غیر، اس توحید وجودی نے اپنے آپ کو اور تمام عالم کو گم کرکے حضرت حق کے دریاؤ جود میں غوطہ لگایا، بیت ز ساز مطرب پر سوز الخ ترجمہ مطرب کے پرسوز سازسے یہ ندا کان میں پہنچی، کہ چوب اور تار اور تمن تمن کی آواز سب وہی ہے، اور اس کو فنا فی اللہ کہتے ہیں، اور سالک نے جب اس سمندر بے کنار میں غوطہ لگایا، تو اُس کی بصیرت نے بجز سمندر کے اور کچھ بھی نہ پایا، اور جس طرف کو نظر اٹھائی، تو سوائے سمندر اور اس کی موجوں کے اور کچھ بھی نظر نہ آیا، بلکہ اپنے تئیں بھی اسی دریا کا ایک قطرہ پایا، اور کمال استغراق کے باعث قطرہ اور دریا میں بھی امتیاز باقی نہ رہا، بیت جوئے ایں دریا الخ ترجمہ اب غور کر کہ تو تو اسی دریا کی ایک نہر ہے، اور دریا اور نہر میں جدائیگی کہاں ہے، اس طائفہ علیہ کی سند حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ فرماتے ہیں، شعر البحر بحر علیٰ ما کان الخ ترجمہ سمندر تو اپنی اُسی قدیمی حالت پر ہی موجود ہے، اور یہ تمام کائنات لے جو تیرے مشاہدہ

إنَّ الحوادثَ أمواجٌ وأنهارٌ
فلا يحجبنّك أشكالٌ تشاكلُها
عمّن تشكّل فيها وهي أستارٌ

ونیز میفرمایند **قطعہ**

لا آدمٌ في الكونِ ولا إبليسٌ
لا مُلكُ سليمانَ ولا بِلقيسٌ
فالكلُّ عبارةٌ وأنتَ المعنىٰ
يا مَن هو للقلوبِ مِقناطيسٌ

مغربی میفرماید **غزل**

ز دریا موج گوناگوں بر آمد
ز بیچونی برنگِ چوں بر آمد
گہے در کسوتِ لیلیٰ فرو شد
گہے بر صورتِ مجنوں بر آمد
چو یار آمد ز خلوتخانہ بیروں
ہموں نقشش درون بیروں بر آمد
ازیں دریا بریں امواج ہر دم
ہزاراں گوہرِ مکنوں بر آمد
بصد دستاں بکامِ دوستاں شد
بصد افسانہ و افسوں بر آمد
بدیں کسوت کہ می بینش اکنوں
یقیں مے داں کہ او اکنوں بر آمد

ہیں سے) صرف اسی سمندر کی موجیں ہی موجیں اور نہریں ہی نہریں تو ہیں، سو یہ سب موجوں اور نہروں کی صورتیں اور شکلیں تیرے لئے ان کے اصلی متشکل سے حجاب نہ بنجائیں، یہ تو صرف پردے ہی پردے ہیں، اور نیز شد لطائفہ فرماتے ہیں، قطعہ لا آدم فی الکون الخ ترجمہ اے دلوں کے مقناطیس اس عالم وجود ہستی میں نہ آدم ہے نہ ابلیس اور نہ ملک سلیمان ہے اور نہ ملک بلقیس یہ تو سب کے سب الفاظ و عبارات ہیں اور تو ہی سب کا معنی ہے، اور مغربی صاحب یوں فرماتا ہے، غزل ز دریا موج گوناگوں الخ ترجمہ اُس دریائے وحدت سے کثرت کی گوناگوں موجیں برآمد ہوئیں، وہ محبوب حقیقی) بیچونی سے چوں کے رنگ میں آیا، کبھی پہنا لباس لیلی کا، کبھی مجنوں کی صورت بنکے آنکلا، خلوت سے جب وہ یار باہر آیا، تو وہی ہو بہو اندر ہی کا نقشہ باہر آیا اس دریا سے ان موجوں کے ہمراہ ہزاروں چھپے ہوئے خوبصورت موتی نکل آئے، سو مکر حیلے اور بہانے کرکے، تو پھر کہیں دوستوں کے موافق ہوا، غرض سو قصوں اور قضیوں کے بعد وہ نکلا، جس لباس میں اُسکو تو اب دیکھ رہا ہے، یقین کر، کہ وہ اُس میں ابھی نکلا ہے۔ مغربی کے شعر کی مانند

چو شعر مغربی در ہر لباسے
بغایت دلبر و موزون بر آمد
و چون فنا باین مرتبہ کمال رسید بوجودِ موہوب
او را موجود ساختہ بقائے از نزد خود عطا
خواہند فرمود، و خود را در ہمہ و ہمہ را در خود
مشاہدہ خواہد نمود، و عالم را مرآتِ جمال
خود خواہد دید و از غایتِ شوق باین اشعار
ترنم خواہد بود

غزل

چون بنگرم در آئینہ عکسِ جمالِ خویش
گردد ہمہ جہان بحقیقت مصورم
خورشید آسمان ظہورم عجب مدار
ذرات کائنات اگر گشت مظہرم
عشقم کہ در دو کون مکانم پدید نیست
عنقاءِ مغربم کہ نشانم پدید نیست
ز ابرو و غمزہ ہر دو جہان صید کردہ ام
منگر بدان کہ تیر و کمانم پدید نیست
گویم بہر زبان و بہر گوش بشنوم
این طرفہ تر کہ گوش و زبانم پدید نیست
بدانکہ توحید وجودی و ذوق و شوق و وضح
شدن اسرار معیت و آہ و نعرہ و بیخودی
و استغراق و سماع و رقص و وجد و تواجد

ہر لباس میں وہ نہایت ہی دل پسند اور موزوں نکلا۔ اور فنا فی اللہ جب اس حد کمال تک پہنچتا ہے تو اُسکو وجود موہوب سے موجود کر کے خاص اپنے پاس سے ایک قسم کی بقا عطا فرماتے ہیں، پھر تو وہ اپنے آپ کو تمام میں اور تمام کو اپنے آپ میں مشاہدہ کرنے لگتا ہے، اور تمام عالم کو اپنے جمال کا آئینہ تصور کرتا ہے، اور ذیل کے فارسی اشعار نہایت شوق سے گانے لگتا ہے، **غزل** چون بنگرم الخ ترجمہ جب میں آئینہ میں اپنے جمال کے عکس کا مشاہدہ کرتا ہوں، تو سارا جہان در حقیقت میرا ہی میرا نقشہ دکھائی دیتا ہے، خورشید آسمان بھی میرا ہی ظہور ہے، اگر تمام کائنات کے ذرات بھی میرا ہی مظہر بن چکے ہیں، تو ای یار تو ہرگز بھی کچھ تعجب نہ کر اور نیز مغربی کا قول ہے قطعہ عشقم در دو کون مکانم الخ ترجمہ میرا عشق جو کون و مکان میں ظاہر نہیں، تو پھر حیرانی کیا ہے۔ میں تو عنقا مغرب ہوں، میرا تو ایک نشان تک بھی موجود نہیں، میں نے تو ابرو و غمزہ کیساتھ دونوں جہان شکار کر لئے ہیں، اے منکر خیال کر کہ میرا تو تیر و کمان بھی ظاہر نہیں، میں تو ہر زبان سے بولتا ہوں اور ہر کان سے سنتا ہوں طرفہ یہ کہ نہ تو میری زبان ہی ظاہر ہے اور نہ ہی میرے کان، جاننا چاہیے کہ توحید وجودی ذوق

ہمہ در سیر لطیفۂ قلب ست، و قلب اول
در دائرہ امکان سیر مینماید، و از احوالِ
آں دائرہ است، جذب و حضور و جمعیت و
واردات و کشفِ کونی و کشفِ ارواح
و کشفِ عالمِ مثال و سیرِ عالمِ ملک کہ عبارت
از تحتِ افلاک ست، و ملکوت کہ عبارت
از ملائکہ و ارواح و بہشت و آنچہ مافوقِ
آسمانہاست، ہمہ داخلِ دائرہ امکان
ست، بلکہ در نصفِ سافل آں دائرہ
اینچنیں شعبدہ ہا بنظر می در آید، و ایں
را سیرِ آفاقی میگویند، و کمالِ حضور و
جمعیت و جذباتِ قویہ در دائرہ ثانی
کہ عبارت از سیرِ تجلیاتِ افعالیہ است
و سیرِ ظلالِ اسماء و صفات ست، و مسمّیٰ
بدائرہ ولایتِ صغریٰ ست، حاصل
میشود، و از نصفِ عالی دائرہ امکان
کہ فوق عرش ست چہ وانماید، کہ بسیارے
از صوفیہ نارسیدہ از باعثِ تنزیہ و لامکانیت
آنمقام را مرتبہ صفات و ذات فہمیدہ اند[1]
بیکے میگوید، کہ سرِّ استوای فوقِ عرش از

شوق، آہ نعرہ، بیخودی، استغراق، سماع رقص،
وجد تواجد، اور اسرار معیت کا ظہور، یہ سب کے سب
حالات لطیفہ قلب ہی کی سیر میں سالک پر وارد ہوا
کرتے ہیں اور قلب دل اول تو دائرہ امکان ہی میں سیر
کیا کرتا ہے اور جذب حضور جمعیت واردات کشف کونی کشف
ارواح اور کشف عالم مثال اسی دائرہ امکان کے احوال میں سے
ہیں، اور سیر عالم ملک یعنی ماتحت افلاک کی سیر اور عالم ملکوت
یعنی ملائکہ و ارواح و بہشت و مافوق افلاک کی سیر بھی اس
دائرہ میں ہی داخل ہے، بلکہ یہ تمام شعبدے اس
دائرہ کے نصف زیریں حصہ میں ہی دکھائی دیتے
ہیں، اور اس کو سیر آفاقی کے نام سے موسوم کرتے
ہیں، اور کامل حضور و جمعیت اور قوی قوی جذبے
تو دائرہ ثانی یعنی دائرہ ولایت صغریٰ میں حاصل
ہیں، اور دائرہ ثانی تجلیات افعالیہ اور اسماء و صفات
کے ظلال کی سیر کا نام ہے، اور دائرہ امکان کے
نصف حصہ عالی کا جو فوق العرش ہے کیا بیان ظاہر
کرے، اُس مقام کی تنزیہہ و لامکانیت کے
باعث بعض نارسیدہ ناقص صوفیوں نے اُس مقام
کو ہی ذات و صفات کا مرتبہ خیال کر لیا حتیٰ کہ
بعض نے کہا، کہ استوی علی العرش کا راز اسی مقام

[1] وحال آنکہ نہ چنیں ست کہ گمان بردہ اند، بلکہ امکان را وجوب تصور کردہ اند ۱۲ لمصحح سلمہ اللہ تعالے

اسرار غامضہ است، این از جملہ اغلاطِ
رازہائے دقیقہ این مقام ۱۲
صوفیہ است، و در نصفِ دائرہ فوق
عرش سیر انفسی قرار دادہ اند بلکہ کمالِ سیرِ
انفسی در دائرہ ولایت صغریٰ کہ محلِ ظہور

توحید و اسرارِ معیت است، واضح بشود
امام الطریقہ حضرتِ شاہ نقشبند فرمودہ اند
کہ اولیاء اللہ بعد از فنا و بقا ہرچہ می بینند،
در خود می بینند، و ہرچہ می شناسند، در خود می
شناسند، و حیرت ایشان در نفس خود ست
وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ بزرگے
نص قاطع است ۱۲
میگوید

بیت

ہمچو نابینا مبر ہر سوئے دست
با تو در زیر گلیم ست ہرچہ ہست

علامتِ رسیدنِ قلب در دائرہ ولایتِ
صغرای آنست کہ توجہِ فوق مضمحل شدہ

کے دقیقہ اسرار میں سے ہے، یہ منجملہ اُن کے
اغلاط سے ہے، مشائخ نے اس کے نصف
فوق العرش کو سیر انفسی قرار دیا ہے، بلکہ
سیر انفسی تو کامل طور پر ولایت صغریٰ کے
دائرہ میں ہی ظاہر ہوتی ہے، جو توحید وجودی
اور اسرار معیت کے ظہور کا محل ہے امام الطریقہ
حضرت شاہ نقشبند نے فرمایا ہے، کہ اولیاء اللہ
فنا و بقا کے بعد جو کچھ بھی دیکھتے ہیں، اپنے
ہی آپ میں دیکھتے ہیں، اور جو کچھ بھی پہچانتے
ہیں، اپنے ہی آپ میں پہچانتے ہیں، اور
انکی حیرت بھی اپنے ہی آپ میں ہے، آیہ
کریمہ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ اسی کی
طرف مُشیر ہے، ایک بزرگ فرماتے ہیں:
بیت ہمچو نابینا الخ ترجمہ نہ بن اندھا نہ لیجا
ہر طرف ہاتھ، ساتھ تیرے جو ہے زیر گلیم
ولایت صغریٰ کے دائرہ میں قلب کے
پہنچنے کی علامت یہ ہے، کہ فوق کی جانب
کی توجہ تو جاتی رہے، اور بجائے اُس
کے جہات ستہ کا احاطہ کرے، اور حضرت
حق سبحانہ کی بے کیف معیت کو بے کیف

لہ تا بدست مرتوں خود را و در نصف دائرہ فوق عرش سیر انفسی قرار دادہ اند ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالیٰ

احاطۂ شش جہت میسر ماید ومعیّنت
بجوئی حضرت حق سبحانہٗ بادراک بیچوں
محیط خود و محیط ہمہ عالم می بیند و بعضے
را اسرار توحید وجودی دست میدہد و
منشأ اسرار توحید وجودی آنست ، کہ
بسبب کثرتِ عبادات ومجاہدات و
ترکِ مالوفات ومرغوبات ودوام ذکر
وفکر غلبۂ عشق ومحبت بسوئے محبوب
حقیقی پیدا میشود ، و دل را جذبے وتوجہے
بسوئے آنجناب قدس ہویدا میگردد ،
وایں مجاہدات وترکِ مالوفات کہ موافق
اتباعِ حبیبِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ واقع میشود ، تصفیۂ باطن
از علائق ماسوائے میکند ، وآئینۂ دل
را از زنگ غفلت وہوا از دودہ میسر ماید
تا بحدیکہ باطن را مرایائے عکوس ظلال
اسما وصفات واجبی میکند وچوں سالک
بیچارہ وعاشق دل دادہ کہ نادیدہ محبوب
خود تعشقے بہم رسانیدہ بود ، عکوس و
ظلال را عین محبوب تصور کردہ بشطحیات
تکلم فرماید وصورت محبوب در آئینہ باطن

ادراک کے ساتھ اپنے آپ کا اور تمام عالم کا محیط
تصور کرے، اور بعضوں کو تو توحید وجودی کے
اسرار بھی اسی میں حاصل ہوجاتے ہیں، اور
توحید وجودی کے اسرار کا منشا وسبب غالبًا
تو یہ ہوا کرتا ہے، کہ عبادتوں اور مجاہدوں کی
کثرت اور اشیاء مالوفہ ومرغوبہ کی ترک اور
ذکر و فکر بر دوام اور ہمیشگی کے باعث محبوب
حقیقی کے عشق ومحبت کا غلبہ اور دل کو اُس
جناب قدس کی طرف توجہ اور جذبہ پیدا ہوجاتا
ہے، اور یہ مجاہدے اور اشیاء مالوفہ کی
ترک جو حبیب خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم
کی اتباع کے موافق واقع ہو، تو ماسوائے باطن
کو صاف اور آئینہ دل کو غفلت اور ہوائے
نفسانی کے زنگ سے پاک کردیتے ہیں
حتّٰی کہ باطن کو اسما وصفاتِ واجبی کے ظلال
اور پرتوں کا آئینہ بنا دیتے ہیں، اور جب یہ
بیچارہ سالک دلدادہ عاشق کہ جس نے
بے دیکھے اپنے محبوب سے تعشق پیدا
کرلیا تھا، محبوب کے عکوس اور ظلال کو محبوب
کا عین خیال کرلیتا ہے، تو سکر یہ کلمات برخلاف
شریعت زبان پر لاتا ہے، اور اپنے محبوب کی صورت

خود دیدہ، بیخود و مدہوش شدہ خیالِ وصال در سرش مے افتد، حافظ شیرازی میفرماید،

بیت

عکس روئے تو چو در آئینہ جام افتاد
عارف از پرتو می در طمع خام افتاد

(پیالہ شراب ۱۲)

و چوں از غایت عطش (تشنگی ۱۲) فرق درمیان ظل و اصل نے تواند کرد، لاجرم نعرہ اتحاد و عینیت از نہادش مے برآید

بیت

چوں عکس رخِ دوست در آئینہ عیاں شد
بر عکس رخِ خویش نگارم نگراں شد

و غلبہ ایں دید بجائے رسید، کہ تعین و تشخص خود نیز از نظرش مرتفع شد ندائے سبحانی و انا الحق از باطنش بلند شد، و چوں در حدیث قدسی وارد ست اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ (میں نزدیک گمان بندہ ہوں جو میرے ساتھ رکھتا ہے ۱۲) موافق ظن او با او معاملہ خواہند فرمود، و چوں صاحبِ ایں حالت از خود و از اشتہائے (خواہشہائے ۱۲) خود فانی گشتہ است، از طعن و ملامت دور است، و داخل زمرہ اولیا ست و از مجذوبانِ حق ست، بداںند کہ قبل

اپنے باطن کے آئینہ میں دیکھ کر بیخود و مدہوش ہو جاتا ہے، تو اس وقت اس کے باطن میں محبوب کے وصال کا پختہ پختہ خیال بیٹھ جاتا ہے، حافظ شیرازی فرماتے ہیں، بیت عکس روئے تو چو در آئینہ جام افتاد، عارف از پرتو مے در طمع خام افتاد ترجمہ یعنی تیرے چہرے کا عکس جب پیالے شراب کے شیشے میں پڑا، تو عارف کا دل شراب کے پرتو سے طمع خام میں آ پڑا، اور جب نہایت درجہ کی پیاس کے مارے ظل اور اصل میں فرق نہیں کر سکتا، تو اب خواہ مخواہ اس کے وجود سے اتحاد اور عینیت کا نعرہ بلند ہوتا ہے، بیت چوں عکس رخ دوست الخ ترجمہ جب دوست کے چہرہ کا عکس آئینہ کے اندر ظاہر ہوا، تو میرا معشوق اپنے ہی چہرہ کا عکس دیکھنے لگا، اور یہ دید اس حد تک اُسپر غالب ہوئی، کہ اُسکا اپنا تعین و تشخص بھی اُس کی نظر سے اُٹھ گیا، پھر تو کیا تھا، سبحانی و انا الحق کی ندا اُسکے باطن سے بڑے زور کیساتھ گونجنے لگی اور چونکہ حدیث قدسی میں حق تعالیٰ کا بندہ کے ظن و گمان کے موافق ہونا وارد ہوا ہے، لہٰذا خدا کیطرف سے اُس کے ساتھ اُسکے ظن کیمطابق ہی معاملہ کیا جائیگا۔ اور نیز چونکہ ایسی حالت والا اپنے آپ اور اپنی تمام خواہشوں اور ارادوں سے فانی ہو چکا ہے، لہٰذا وہ طعن اور ملامت سے بالکل دور ہے، اور اولیاء اللہ کے

غلبہ
بلند
مشہور
عہ رواہ البخاری و مسلم و الترمذی وغیرہم ۱۲

از رسیدنِ قلب در دائرہ ثانی کہ مقام انکشافِ توحیدست، سخناں توحید گفتن و اعتقاد وحدت وجود نمودن خلاف شریعت است، نمی بینی، کہ دعوتِ انبیاء عظام علیہم السلام بتوحیدِ وجودی نیست، بلکہ احکام شریعت موقوف بر اثنینیت ست، وکتاب و سنت ناطق ست، بہ نفی معبودات باطلہ و یگانہ داشتن معبود حقیقی بعبادت، وعوام را تخیل و مراقبۂ توحید کردن غیر از خسارت دنیا و آخرت نے افزاید، مشائخ وقت را خدا انصاف دہد، کہ اینچنیں اعتقاد ملحدانہ بمریدان خود تلقین میفرمایند و اینہا بیچارگان را از صراطِ مستقیم منحرف میسازند ضلوا فاضلوا اضاعوا فاضاعوا **بیت**

بیخردے چند ز خود بے خبر
عیب پسند نہ بزر علم ہنر
باد شوند ار بچراغے رسند
دود شوند ار بدماغے رسند

باید دانست کہ بعضے سالکاں را قبل از قطع دائرہ امکان بلکہ قبل از برآمدن

زمرہ میں داخل اور راو رمجذوبان حق میں شامل ہے جاننا چاہیئے، کہ دائرہ ثانی میں جو توحید وجودی کے انکشاف کا مقام ہے، قلب کے نہ پہنچنے سے پہلے پہلے توحید کی باتیں کہنا اور وحدت وجود کا اعتقاد کرنا شریعت کے بالکل برخلاف ہے، کیا تو نہیں دیکھتا، کہ انبیاء عظام علیہم السلام خلق خدا کو توحید وجودی کی دعوت ہرگز نہیں دیتے، بلکہ شریعت کے جملہ احکام دوئی اور کثرت پر موقوف ہیں، اور کتاب و سنت بھی معبودات باطلہ کی نفی اور معبود حقیقی کو عبادت میں یگانہ سمجھنے کیساتھ ناطق ہے، عوام الناس کو توحید وجودی کے مراقبہ و تخیل سے سوائے دنیا و آخرت کے خسارہ کے اور کچھ بھی حاصل نہیں، اللہ تعالی اسوقت کے مشائخ کو انصاف عطا فرمائے، کہ اپنے مریدوں کو ایسا ملحدانہ اعتقاد تعلیم فرماتے ہیں اور اُن بیچاروں کو راہ راست سے منحرف کرتے ہیں، پہلے خود بہکے پھر اوروں کو بہکایا، پہلے خود ضائع ہوئے پھر اوروں کو ضائع کیا **بیت** بیخردے چند ز خود بے خبر الخ ترجمہ چند بیوقوف جنکو اپنے آپکی بھی ہوش نہیں، ہنر کے خیال سے عیب کو پسند کئے بیٹھے ہیں کبھی کسی چراغ تک انکی رسائی ہو جائے تو ہوا ہو جائیں، کبھی کسی کے دماغ میں جا پہنچیں تو دھواں بن جائیں، جاننا چاہیے کہ بعضے سالکوں پر دائرہ امکان

Note:-
This page is missing

این دائرہ است و بعضے بسبب انکشاف عالم ارواح
و بیچونی آن عالم نسبت بہ عالم اجسام و احاطۂ آن
مر عالم اجسام را آن را قیوم عالم تصور مینمایند
و آنرا بخدائی می پرستند دریں مقام
بعضے اکابر را نیز اشتباہے واقع شدہ
سلطان العارفین قدس سرہٗ میفرمایند
سی سال روح را بخدائی پرستیدم و چون
عنایت ایزدی شامل حال ایں بزرگواران
بود، ایشانرا ازاں مقام ترقی واقع شدہ
آنگاہ ایں اشتباہ را دانستند بدرآمدند
کہ روح از عالم امکان ست، الا آنکہ بلا
مکانیت تعلق دارد و رنگ بیچونی دارد اما
نسبت بہ بیچونِ حقیقی از قسم چون ست و
از مخلوقات حق ست سبحانہٗ کما وَرَدَ
فِی الحَدِیث و تحقیق و تفصیل ایں اشتباہات
در مکاتیب شریفہ حضرت امام ربانی مجددِ
الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بانکشاف
تمام موجود ست راقم گوید کہ چند سال بندہ
را نیچنیں مغالطہ در پیش آمدہ است و قبل
از رسیدن در مقامِ توحید سخنان خلاف
شرع از زبانش سر میزدہ استغفر اللہ

نہیں جانتے کہ یہ سب تو دائرہ امکان میں داخل ہے، اور
توحید وجودی کا مقام تو اس دائرہ کے انقطاع کے
بعد آتا ہے، اور کچھ لوگ عالم ارواح کی انکشاف و ظہور
کے باعث اور عالم اجسام کی نسبت اُس کے بیچوں و
بے کیف ہونیکے سبب اور عالم اجسام پر اُس کے احاطہ کرنیکی
وجہ سے اُس عالم ارواح کو تمام جہان کا قیوم و نگہبان
خیال کر لیتے ہیں، اور اُسی کو نعوذ باللہ خدا سمجھکر پوجنے
لگتے ہیں اس مقام میں بعضے اکابر کو بھی اشتباہ واقع ہوا ہے
سلطان العارفین ارشیخ بایزید بسطامی قدس سرہٗ فرماتے
ہیں، کہ میں تیس سال تک روح کو خدا سمجھکر پوجتا رہا، اور
چونکہ عنایت خداوندی ان بزرگوں کے شامل حال تھی لہذا
اُنکو اس مقام سے جب ترقی حاصل ہوئی تو اس اشتباہ کو انہوں
نے معلوم کر لیا، واضح رہے، کہ روح در حقیقت عالم امکان سے
ہے مگر لامکانیت سے تعلق ضرور رکھتی ہے، اور ایک نوع کی
بیچونی بھی اسکو حاصل ہے لیکن بیچون حقیقی کی بہ نسبت
چوں کی قسم اور خداتعالیٰ کی مخلوق اور پیدائش سے ہے
جیساکہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے، رہی ان اشتباہات
کی پوری تحقیق و تفصیل سو وہ حضرت امام ربانی مجدد الف
ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکاتیب شریفہ میں بڑی
وضاحت کیساتھ مذکور ہے، ادھر ہی ملاحظہ کریں راقم
مصنف رسالہ ہذا کہتا ہے کہ چند سال تک بندہ کو بھی یہی

لہ وکان اللہ ولم یکن معہ شئ ۱۲ لمصنف سلمہ اللہ تعالےٰ

رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ بداند کہ صوفیہ
یلبتہ کہ احوالِ توحید دارند، و
بوحدت وجود قائل اند پنج مراتب
وجود را تعین کردہ اند، و حضراتِ خمس
نیز بنامند، مرتبہ اُولیٰ را وحدت
میگویند، و دریں مرتبہ تعین اول
کہ تعین علمی اجمالی ست اثبات مینمایند
یعنی اول تعینے کہ بر احدیت مجردہ
متعین شدہ، ہمیں تعین است، وایں مرتبہ
را تعین اوّل و حقیقۃ الحقائق و حقیقتِ
محمدی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
میفرمایند، و مرتبہ لاہوت نیز میگویند
و مرتبہ ثانیہ را احدیت و تعین ثانی واحدیت
میگویند، و ایں مرتبہ را مرتبہ تفصیل
اسماء و صفات حضرت حق و مرتبہ
حقائق جمیع ممکنات میگویند و ایں
مرتبہ را مرتبہ جبروت میگویند و ایں
ہر دو تعین را در مراتبِ وجوب اثبات
میکنند، و مرتبہ ثالثہ را مرتبہ عالم
اَرواح ملکوت میشمارند، و مرتبہ رابعہ
را مرتبہ عالمِ مثالِ و مرتبہ خامسہ را

مغالطہ پیش آیا، اور توحید کے مقام میں پہنچنے
سے قبل ہی شریعت کے برخلاف کچھ کلمے میری
زبان سے سرزد ہوتے رہے، توبہ استغفار)
جاننا چاہیے، کہ توحید وجودی کے احوال کیساتھ
متصف اور وحدت وجود کے قائل صوفیوں نے
وجود کے پانچ مرتبے متعین کئے ہیں، انکو حضرات خمس
کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں، پہلے مرتبہ کو وحدت
کہتے ہیں، اور اسی مرتبہ میں تعین اول جو تعین علمی اجمالی
ہے ثابت کرتے ہیں یعنی وہ جو سب سے پہلا تعین (تقید و
اختصاص) احدیت مجردہ کو لاحق ہوا ہے یہی تعین
ہے اور اسی مرتبہ کو تعین اول اور حقیقۃ الحقائق اور
حقیقت محمدی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور مرتبہ
لاہوت بھی کہتے ہیں، اور دوسرے مرتبہ کو واحدیت
اور تعین ثانی کہتے ہیں اور اس مرتبہ کو حضرت حق کے اسماء و
صفات کی تفصیل کا مرتبہ اور تمام ممکنات کے حقائق
کا مرتبہ اور مرتبہ جبروت بھی کہا جاتا ہے اور ان ہر دو تعین
کو مراتب وجوب میں ثابت کرتے ہیں اور تیسرے
مرتبہ کو عالم ارواح و ملکوت کا مرتبہ شمار کرتے ہیں
اور چوتھے مرتبہ کو عالم مثال کا مرتبہ اور
پانچویں مرتبہ کو عالم اجسام و ناسوت کا مرتبہ
قرار دیا ہے، اور ان تین موخر الذکر مراتب کو

مرتبہ عالم اجسام و ناسوت قرار دادہ اند
وانیم راتب سہ گانہ را مراتب امکانی گفتہ
اند، واحکام یکمرتبہ را بر مرتبہ دیگر ثابت
کردن پیش ایشاں زندقہ است

بیت

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد
گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

یعنی اسم یکمرتبہ واحکام او بر مرتبۂ دیگر
اطلاق نمودن و جاری ساختن کفر ست
صریح مثلاً در مرتبہ ناسوت کہ نام آنمرتبہ
انسان ست، و حکم او عجز و بیچارگی و
عابدیت ست، و در مرتبہ وحدت کہ نام
آں مرتبہ اللہ و حکم او استغنا و بے نیازی
ومعبودیت ست، ایں ہر دو اسما و احکام
را یکے ساختن نزد صوفیہ محققین کفر محض
وارتداد صرف ست بشنو بشنو کہ چوں
ایں مراتب خمسنہ را بہ تعمق نظر فکر نمودہ
میشود، ہمہ داخل دائرہ ولایت صغری
مشہود میگردد، والعلم عند اللہ سبحانہ
زیرا کہ چوں لطائف خمسہ را سیر تفصیلی
واقع میشود، اول گذر ایشاں در دائرۂ

کو امکانی مراتب کہا ہے، اور ایک مرتبہ کے
احکام دوسرے مرتبہ کے لئے ثابت کرنا
اُن کے نزدیک سوائے زندقہ اور بیدینی
کے اور کچھ بھی نہیں، **بیت** ہر مرتبہ
از وجود حکمے دارد الخ **ترجمہ** وجود کا ہر مرتبہ
جدا جدا حکم رکھتا ہے، اگر تو مراتب کی رعایت
ملحوظ رکھے، تو تو بیدین و ملحد ہے، یعنی
ایک مرتبہ کا اسم دوسرے مرتبہ پر بولنا
اور ایک مرتبہ کا حکم دوسرے مرتبہ پر جاری کرنا بالکل
صریح کفر ہے، مثلاً ناسوت کے مرتبہ کا نام انسان
ہے، اور اُس کا حکم عجز و نیاز اور عبادت
کرنا ہے، اور وحدت کے مرتبہ کا نام اللہ ہے
اور اس کا حکم بے پروائی اور بے نیازی
اور معبود ہونا ہے، سو ان دونوں اسموں اور
حکموں کو ایک بنا دینا محققین صوفیہ کے نزدیک
بلاشبہ کافر اور مرتد ہو جانا ہے، میاں سنو سنو کہ
ان پانچ مرتبوں کو جب نظر غائر سے دیکھا جائے تو
یہ سب کے سب ولایت صغری ہی کے دائرہ میں داخل
معلوم ہوتے ہیں، والعلم عند اللہ سبحانہ
وجہ اس کی یہ ہے، کہ سیر تفصیلی کے وقت
لطائف خمسہ کا گذر اولاً دائرہ امکان میں ضرور

اِمکان واقع خواہد شد، وعالمِ اَجسام واَرواح ومَلکوت ومثال کہ ہمہ داخل دائرہ امکان اند، مشہود سالک خواہند شد، بعد از قطع ایں دائرہ چونکہ عروج خواہد شد، در دائرہ ولایتِ صغریٰ قدم خواہد نہاد، ودریں دائرہ سیرِ ظلال اسما، وصفات واقع میشود وایں ظلال در نظرِ سالک عین اَسما وصفات مشہود میگردد، وچوں ہر نقطہ ازیں دائرہ از مبدأ خود ناشی ست، چونکہ بعد از قطعِ تفصیلے بآں نقطہ اجمالی خواہد رسید، آں نقطہ را حقیقت محمدیؐ وتعینِ اول کہ تعینِ علمی ست، میداند، وفوق آں نقطہ ذات بحت واَحدیتِ مجرّدہ خیال میکند تعالیٰ اللہ عن ذالک علوًا کبیرًا

بیت

عنقا شکار کس نشود دام باز چین
سیمرغ
کاینجا ہمیشہ باد بدست ست دام را
ہوا

بایددانست، کہ ایں دائرہ ظلالِ اَسما وصفات مبدأ تعینِ جمیع ممکنات ست سوائے اَنبیاء عظام وملائکہ کرام علیہم

ہوگا، تو عالم اَجسام و عالم ارواح وعالم ملکوت وعالم مثال جو دائرہ امکان میں داخل ہیں سب کے سب سالک کے مشاہدہ میں آئیں گے، پھر اس دائرہ کے طے کرنیکے بعد چونکہ لطائف کو عروج ہوگا، تو سالک اس عروج کیوقت ولایت صغریٰ میں قدم رکھیگا، اور اس دائرہ میں اَسما و صفات کے ظلال کی سیر اُس کو حاصل ہوگی، اور ظلال سالک کی نظر میں اسماء وصفات کا عین دکھائی دینگے، اور چونکہ اس دائرہ کا ہر نقطہ اپنے مبداء ومنشاء سے ناشی وحاصل ہوا ہے، لہذا بہر تفصیلی قطع کرنے کے بعد اُس نقطہ اجمالی پر جب نظر پڑیگی، تو اُس نقطہ کو حقیقت محمدی اور تعین اول (جو تعین علمی ہے) سمجھیگا، اور اُس نقطہ کو ذات محض اور احدیت مجردہ خیال کریگا، (اللہ تعالیٰ تو اس سے کہیں برتر ہے) بیت عنقا شکار کس الخ ترجمہ

اٹھائے جال عنقا کب کسی کے ہاتھ آتا ہے
لگاتا ہے یہاں جو جال خالی ہاتھ جاتا ہے

جاننا چاہیے، کہ یہ اَسما وصفات کے ظلال کا دائرہ سوائے انبیاء عظام اور ملائکہ کرام علیہم السلام کے تمام ممکنات کا مبدا وتعین ہے، اور نیز یہ

السلام مزید آنکہ ہر فردے از افراد عالم را از جناب الٰہی علی التواتر والتوالی فیوضات تازہ میرسد، از قسم وجود و حیات و نعمتہائے دیگر کہ تعداد آں از احاطہ بشری بیرون ست، و آں فیوض بتوسط صفات و ظلال آں واسطہ اند درمیان مخلوقات و ذات حق اگر ایں اسماء و صفات نمی بودند، عالم کہ معدوم محض بود، وجود و بقائی یافت، زیرا کہ حضرت ذات کہ بکمال استغنا موصوف ست بعالم مناسبتے ندارد اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ پس ہر شخصے از اشخاص عالم را از ظلے از ظلال صفات کہ آں ظلال لاتناہی ست، فیوض و کمالات میرسد و آں ظل را مبدأ تعین و حقیقت ایں شخص میگویند، و عین ثابت نیز می نامند آنکہ صوفیہ گفتہ اند، اَلطُّرُقُ اِلَی اللّٰہِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ اشارت بہمیں ظلال ست، و چوں لطیفہ داخل دائرۂ ولایت صغرای شد در اصل و حقیقت خود فانی

یہ امر بھی معلوم رہے، کہ افراد عالم کے ہر ہر فرد کو جناب الٰہی سے پے درپے اور متواتر نو بہ نو فیوضات پہنچتے رہتے ہیں، جیسے وجود و حیات اور دیگر بہت سی نعمتیں جنکی تعداد احاطہ بشری سے خارج ہے، اور یہ تمام فیوض صفات اور ان کے ظلال کی وساطت سے مخلوقات اور ذات حق تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہیں، اگر یہ اسماء و صفات نہ ہوتے، تو یہ عالم جو معدوم محض تھا ہرگز وجود و بقا نہ پاتا، اس کی وجہ یہ ہے، کہ حضرت حق سبحانہ کی ذات پاک جو کمال استغنا اور بے پروائی کے ساتھ موصوف ہے، اس کو عالم کے ساتھ فی حد ذاتہا تو کسی قسم کی بھی مناسبت نہیں ہے اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ بے شک خدائے تعالیٰ تمام عالموں سے بے نیاز ہے، پس اشخاص عالم سے ہر ایک شخص کو صفات کے غیر متناہی ظلال میں سے کسی ایک ظل سے فیوض و کمالات پہنچتے ہیں، اس ظل کو اس شخص کا مبدأ تعین، اس کی حقیقت اور اسکا عین ثابتہ بھی کہتے ہیں، صوفیہ کرام کا یہ قول (اللہ تعالیٰ کیطرف موصل راستے انفاس خلائق کے شمار کے برابر ہیں) انہی ظلال کیطرف اشارہ ہے، اور لطائف خمسہ میں سے جب کوئی لطیفہ ولایت صغریٰ کے دائرہ میں داخل ہو جاتا ہے، تو اپنے اصل اور اپنی حقیقت میں فانی اور نیست و نابود ہو کر

ومستہلک خواہد شد، وبقا بآن حقیقت
خواہد یافت، پس فناءِ لطیفہ قلب (تفصیل ست مر ما اجمل خود را ۱۲)
در تجلی فعلی خواہد شد، و درین وقت افعال
خود وافعال جمیع مخلوقات از نظرش
مختفی (پوشیدہ) خواہند بود، و بجز فعل یک فاعل
حقیقی در نظرش نخواہد آمد، و ولایتِ[له] این
لطیفہ را ولایتِ حضرت ابو البشر آدم
علیہ السلام میفرمایند (میگویند)، پس سالکے
کہ از راہِ این ولایت داخلِ مقصود شود
او را آدمی المشرب (منسوب ست بحضرت آدم علی نبینا الصلوٰۃ والسلام ۱۲) میگویند، و فناءِ
لطیفہ روح در صفاتِ[له] ثبوتیہ حق سبحانہٗ
میشود، و درین وقت سالک صفاتِ
خود را از خود وصفات جمیع مخلوقات را
از جمیع مخلوقات مسلوب ساختہ بحضرت
حق سبحانہٗ منسوب خواہد دید، و چون
وجود کہ اصلِ جمیع صفات ست وجود
را از خود و از جمیع ممکنات نفی ساختہ

اُس اپنی حقیقت کے ساتھ بقا حاصل کر لیتا
ہے، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے، کہ لطیفہ قلب
کی فنا فعلی تجلی میں ہوگی، اس وقت سالک کے اپنے
اور تمام مخلوقات کے فعل اُس کی نظر سے پوشیدہ
ہو جاتے ہیں، اور بجز ایک فعل فاعل حقیقی کے
اُس کی نظر میں اور کچھ بھی نہیں آتا، اور اس لطیفہ
کی ولایت کو حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام کی
ولایت کہتے ہیں، پس جو سالک کہ اس ولایت
کے راستہ سے مقصود کو پاوے اُسکو آدمی
المشرب کہا جاتا ہے، اور لطیفہ روح کی فناء
حق سبحانہٗ کی صفات ثبوتیہ میں ہوتی ہے، اس
وقت سالک اپنے صفات کی اپنے آپ سے اور
تمام مخلوق کے صفات کی تمام مخلوق سے نفی کر
کے صرف حق سبحانہٗ کیطرف ہی منسوب دیکھیگا اور
سالک جب وجود کی جو تمام صفات کی اصل ہے
اپنے آپ سے اور تمام ممکنات سے بھی نفی کر کے بجز حضرت
حق سبحانہٗ کے اور کسی کیلئے بھی ثابت نہیں کریگا، تو

له بدانکہ لطائف عالم امر را بہ پنج پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام مرحمت فرمودہ اند، لطیفہ قلب را بحضرت آدم و لطیفہ روح را بحضرت نوح و بحضرت ابراہیم ولطیفہ سر را بحضرت موسیٰ ولطیفہ خفی را بحضرت عیسیٰ ولطیفہ اخفیٰ را بحضرت محمد رسول اللہ علیہ وعلیہم افضل الصلوات والتسلیمات ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالےٰ

له از حیات وعلم وقدرت وارادہ وکلام وسمع وبصر وتکوین ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالے ۱۲

اثباتِ آنرا غیر از حضرت حق سبحانہ نخواہد
کرد، لاجرم بتوحیدِ وجودی قائل خواہد
شد، و ولایتِ ایں لطیفہ را ولایتِ حضرتِ نوح
و حضرت ابراہیم عَلَیْہِمَا السَّلَام میفرمایند
پس سالکے کہ ازیں راہ ولایت واصل
خواہد شد، او را ابراہیمی المشرب میگویند
اگر سائلے سوال کند، کہ تو توحیدِ وجودی
را در لطیفہ روح کہ ولایتِ ابراہیمی ست
ارقام نمودی با آنکہ حضرت خلیل عَلَیْہِ
السَّلَام دائرہ نفی را بہ تمام و کمال طے
فرمودہ و ہیچ دقیقہ از دقائق شرک فرو
نگذاشتہ، لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ گویاں متوجہ
حضرت ذات مجرّدہ کہ ورا الورا ست
گشتہ فرمودند اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ
فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا
اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ جواب آن بچند وجہ
گفتہ میشود، جواب اول آنکہ در لطیفہ روح
اگرچہ توحیدِ وجودی منکشف شود ولیکن
ایں توحید نہ مثل توحید ست کہ در سیر لطیفہ
قلب واضح شدہ بود، کہ آنجا وجود ممکنات
را از غلبہ محبت وجود حضرت حق سبحانہ نمی

اُسوقت خواہ مخواہ توحیدِ وجودی کا قائل و معتقد ہوجائیگا
اور اس لطیفہ کی ولایت کو حضرت نوح اور حضرت
ابراہیم علیہما السلام کی ولایت فرما دیتے
ہیں اور جو سالک کہ اس ولایت کے راستہ سے واصل
مقصود ہوا، اوسکو ابراہیمی المشرب کہا جاتا ہے، اگر کوئی
سائل سوال کرے، اور کہے کہ تو نے تو توحیدِ وجودی
کو لطیفہ روح میں جو ولایت ابراہیمی ہے، لکھدیا ہے
حالانکہ حضرت خلیل علیہ السلام نے تو دائرہ نفی پورا
پورا طے فرمایا، اور دقائق شرک سے کوئی ایک
دقیقہ بھی باقی نہیں چھوڑا، اور لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ
(میں دوست نہیں رکھتا چھپ جانیوالوں کو) کہتے ہوئے
حضرت ذات مجردہ کیطرف جو پرے سے پرے کی
متوجہ ہوکر فرمایا (اِنِّیْ وَجَّهْتُ الخ یقیناً میں نے
متوجہ کیا اپنا چہرہ اُسکی طرف جسنے بنائے آسمان اور
زمین سب سے ایکطرف ہوکر اور میں نہیں شریک کرنیوالوں
سے) اس سوال کا جواب کئی وجہ سے ہوسکتا ہے
پہلا جواب یہ ہے کہ لطیفہ روح میں گو توحید
وجودی بھی منکشف ہوتی ہے مگر یہ توحید اُس توحید
کی مانند ہرگز نہیں، جو لطیفہ قلب کی سیر میں ظاہر ہوتی تھی
کیونکہ سالک اُس جگہ پر ممکنات کے وجود کو مارے
محبت کے حضرت حق سبحانہ کا وجود ہی پاتا تھا، اور اُس

یافت و اینجا وجود را کہ خیر محض و با برکت
صرف ست غیر از حق سبحانہٗ را اثبات
نمیکند، و ممکنات را عدم محض و ناچیز صرف
مے یابد، عدم را وجود انگاشتن و وجود را
بر عدم محمول ساختن از کمال غلبۂ سکر و
بے شعوری ست

بیت

نہ آں ایں گردد نی ایں شود آں
ہمہ اشکال گردد بر تو آساں

جواب دوم آنکہ انس از خواص روح
ست، سالک را دریں مقام انس خاص
بحق سبحانہ پیدا میگردد، ضرورۃً رو از ہمہ
برتافتہ، متوجہ محبوب خود کہ حضرت ذاتست
میشود، جواب سوم آنکہ ولایت انبیاء کرام
علیہم السلام ولایت کبریٰ ست، کہ
درآنجا قرب اسما و صفات و شیونات حضرت
حق است و مورد احوال آن ولایت لطیفہ
نفس است و آنچہ دراں ولایت منکشف
میشود، توحید شہودیست و معارف دیگر
نہ توحید وجودی کہ انکشاف آن در قرب
ظلال اسما و صفات ست، نہ بعین آنہا و آنچہ

جگہ وجود کو جو بالکل خیر ہی خیر اور برکت ہی برکت ہے
سوائے حق سبحانہ کے اور کسی دوسرے کیلئے ثابت
ہی نہیں کرتا، اور ممکنات کو تو عدم محض اور بالکل ناچیز
ہی اعتقاد کرتا ہے، عدم کو وجود خیال کرنا اور وجود
کو عدم پر محمول کرنا سکر کے کمال غلبہ اور بے شعوری
سے ناشی ہے، بیت نہ آں ایں گردد ولے الخ
ترجمہ نہ وہ یہ ہو نہ یہ وہ ہو، سبھی اشکال ہوں
آسان تجھ پہ اے یار، دوسرا جواب یہ ہے
کہ انس و محبت روح کی ایک خاص خاصیت
اور لازمی صفت ہے بنا علیہ سالک کو اس مقام میں حضرت
حق سبحانہ کیساتھ ایک خاص قسم کا انس پیدا ہو جاتا
ہے، پھر تو خواہ مخواہ سب سے منہ پھیر کر اپنے محبوب حضرت
ذات ہی کیطرف متوجہ ہونا اسکا لازمی فرض ہے، تیسرا جواب
یہ ہے، کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ولایت ولایت
کبریٰ ہے، وہاں پر حضرت حق سبحانہ کے اسما صفات و
شیونات کا قرب سالک کو میسر آتا ہے اور اس ولایت
کے حالات کا محل و ورود لطیفہ نفس ہے، اور اس
ولایت میں توحید شہودی اور دوسرے معارف و علوم
کا انکشاف و ظہور ہوتا ہے، نہ کہ توحید وجودی کا کیونکہ
اسکا انکشاف تو اسما و صفات کے ظلال کے قرب میں

پس آں شایاں شانِ شان نبود بلکہ نقصان داشت الملیٰ نہ چنیں ست ۱۲ امر یکہ بے اختیار بوقوع درآید زیلے تو ازو نصیر سلہ اللہ تعالیٰ ۱۲

ولایتِ لطائف عالم امر را منسوب بحضرات
انبیاء علیہم السلام میفرمایند معنیش
آنست، کہ قربیکہ لطائف خمسہ عالم امر را
حاصل میشود ظل قربی ست کہ انبیاء را
در مقام اصل حاصل شدہ است مثلاً
قربی کہ در لطیفہ روح حاصل میشود ظلِ
قرب ولایت خلیلی ست، وقس علیٰ ہٰذا
جواب چہارم آنکہ اگرچہ ولایت لطیفہ
روح ولایتِ خلیلی ست علیہ السلام
لیکن در مقام نبوت آنحضرت را شانے
است، کہ بعد از حضرت خاتمیت صلی
اللہ علیہ وسلم افضل انبیاء شدہ
اند، و معارف مقام نبوت بمعارف ولایت
ہیچ مناسبتے (علوم ۱۲) ندارد، بلکہ صاحب مقام نبوت
را از معارفِ توحید وجودی ہزاران ننگ
و عارست، بر سر اصل سخن ردیم و گوئیم کہ
فنا در لطیفہ سر در شیونات ذاتیہ حضرت
حق میشود، و درینمقام سالکِ ذاتِ خود
را در حضرت حق سبحانہ مضمحل می یابد
ولایت این لطیفہ را ولایت حضرت موسیٰ علیہ
السلام میگویند پس سالکے کہ ازین راہ

ہوا کرتا ہے نہ کہ اسماء وصفات کے عین ہیں، اور لطائف خمسہ
عالم امر کی ولایت جو حضرات انبیاء علیہم السلام کی جانب
نسبت کرتے ہیں، اس سے یہ مراد ہے کہ لطائف خمسہ عالم
امر کو جو قرب حاصل ہوتا ہے، وہ اُس قرب کا ظل ہے
جو انبیاء کرام کو مقام اصل میں حاصل ہوا ہے، مثلاً جو
قرب کہ لطیفہ روح میں حاصل ہوتا ہے، وہ ولایت
خلیلی کے قرب کا ظل ہے، اور اسی پر دوسروں کو بھی
قیاس کرے، چوتھا جواب ہے، کہ گو لطیفہ روح
کی ولایت خلیلی ولایت ہے، مگر مقام نبوت میں
حضرت خلیل علیہ السلام کی ایک شان و بزرگی ہے، کہ
حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد
دوسرے انبیاء کی نسبت افضل ہیں اور مقام نبوت کے معارف
و علوم ولایت کے علوم و معارف کیساتھ تو کچھ بھی مناسبت
نہیں رکھتے، بلکہ مقام نبوت کے صاحب کو تو توحید وجودی کے
معارف و علوم سے ہزار ہا ننگ و عار ہے، اب ہم اصل
بات کیطرف رجوع کرکے کہتے ہیں، کہ لطیفہ سر کی فنا
حضرت حق سبحانہ کے شیونات ذاتیہ میں ہوتی ہے
اور اس مقام میں سالک اپنی ذات کو حق سبحانہ کی
ذات میں گم و نیست و نابود پاتا ہے اور اس لطیفہ کی
ولایت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولایت
کہتے ہیں، پس جو سالک کہ اس ولایت کے راستہ

ولایت واصل مقصود شود، او را موسوی
المشرب خواہند گفت و فنائے لطیفہ خفی
در صفاتِ سلبیہ او تعالیٰ ست در ینمقام
سالک تفرید جناب کبریا از جمیع مظاہر
میفرماید و ولایت ایں لطیفہ را ولایت حضرتِ
عیسیٰ علیہ السلام میگویند، پس سالکے
کہ ازیں راہِ ولایت واصل میشود، او را
عیسوی المشرب خواہند گفت، راقم گوید
عفی عنہ در ابتدا مناسبتِ خود بحضرت عیسیٰ
علیہ السلام دریافت کردہ مبدأ
تعین خود را اسم المحیی معلوم کردہ بودم بعد
از مدتِ بسیار بخدمتِ مبارک حضرت
پیر دستگیر خود عرض کردم کہ مناسبتِ
خود بجنابِ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و
علیہ الصلوٰۃ والسلام دریافت نمودہ
ام، آنحضرت توجہ فرمایند، کہ از ولایتِ
عیسوی بولایت محمدی صلی اللہ علیہ
وسلم فائض شوم آنحضرت ارشاد
کردند کہ ما توجہ میکنیم، تو نیز متوجہ باش الحال
از برکت توجہ ایشاں امید دارم کہ ترقی شدہ
باشد، و فنائے لطیفہ اخفیٰ در مرتبہ شانِ الٰہی

واصل مقصود ہو، اُسکو موسوی المشرب کہا جاتا ہے
اور لطیفہ خفی کی فنا اللہ تعالیٰ کی سلبیہ صفات میں
ہوتی ہے، سالک اس مقام میں جناب کبریا حق
جل و علا کو تمام مظاہر سے جدا و ممتاز پاتا ہے اور
اس لطیفہ کی ولایت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی ولایت کہتے ہیں، پس جو سالک اس ولایت کے راستہ
سے مقصود و مراد تک پہونچے، اُسکو عیسوی المشرب
کہیں گے۔ راقم الحروف عفی عنہ (مصنف رسالہ ہذا) کہتا
ہے، کہ شروع شروع میں میں نے اپنی مناسبت حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دریافت کرکے اپنا مبدأ
تعین اسم المحیی معلوم کیا تھا، پھر ایک مدت دراز کے
بعد اپنے حضرت پیر دستگیر کی خدمت مبارک
میں عرض کیا، کہ میں اپنی مناسبت جناب حضرت
عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کیساتھ
پاتا ہوں، آپ حضور توجہ فرمائیں، کہ عیسوی ولایت
سے منتقل ہوکر ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے ساتھ فائض المرام ہوجاؤں، حضور نے
ارشاد فرمایا کہ ہم توجہ کرینگے تو بھی متوجہ رہ اب پیر
دستگیر کی بابرکت توجہ سے میں امید رکھتا ہوں
کہ ترقی واقع ہوئی ہوگی، اور لطیفہ اخفیٰ کی فنا
شان الٰہی کے اُس درجہ و مرتبہ میں ہے، جو ان

ست کہ جامع ایں ہمہ مراتب ست دریں
مقام سالک متخلق باخلاق الٰہی میشود،
بدانکہ حضرت امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ تہذیب لطائف جدا جدا میفرمودند
لیکن فرزند گرامی آنحضرت یعنی حضرت
ایشاں محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
وخلفائے ایشاں رہ کوتاہ ساختہ
تہذیب لطیفہ قلب فرمودہ بر تہذیب
لطیفہ نفس می پردازند، کہ در ضمن ایں
ہر دو لطیفہ لطائف اربعہ را تہذیبے بہم
میرسد، لیکن جناب مبارک حضرت
پیر دستگیر قلبی وروحی فداہٗ بہمہ لطائف
توجہ میفرمایند، وبندہ را بمراقبہ ہر یک
لطیفہ جدا جدا نیز امر فرمودہ اند، چنانچہ
مراقبہ **قلب** را بایں طریق فرمودند،
کہ قلب خود را مقابل قلب مبارک حضرت
رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم
داشتہ بجناب الٰہی عرض باید کرد، کہ فیض
تجلی افعالی کہ از قلب مبارک حضرت
حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم
بقلب حضرت آدم علیہ السلام

تمام مراتب پر مشتمل اور سب کا جامع ہے، سالک
اس مقام میں واصل ہو کر اخلاق الٰہی کے ساتھ
متخلق ہو جاتا ہے، مخفی نہ رہے، کہ حضرت امام ربانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ لطائف کی تہذیب جُدا جُدا
فرمایا کرتے تھے، مگر آپکے فرزند گرامی حضرت ایشاں
خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انکے
خلفاء نے راستہ کوتاہ کر دیا ہے، شروع ہی سے
لطیفہ قلب کی تہذیب فرما کر لطیفہ نفس کی تہذیب
کے درپے ہو جاتے ہیں، کیونکہ ان دونوں کی تہذیب
کے ضمن میں ہی باقی چار لطیفوں کی تہذیب بھی ہم
پہنچ جاتی ہے، لیکن جناب مبارک حضرت پیر دستگیر
(میرا دل وجان انپر قربان) تمام لطائف پر توجہ
فرماتے ہیں، اور اپنے غلام (مصنف رسالہ) کو
ہر ایک لطیفہ کے مراقبہ کا جدا جدا بھی حکم فرمایا ہے
چنانچہ قلب کے مراقبہ کا یہ طریقہ بیان کیا ہے، کہ
سالک اپنے قلب کو حضرت رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے قلب مبارک کے روبرو رکھکر
جناب الٰہی میں یوں عرض کرے، کہ الٰہی تجلی افعالی
کا فیض جو حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے قلب مبارک سے حضرت آدم
علیہ السلام کے قلب میں پہنچا ہے، وہ

رسیدہ است، ودر قلب من برسد، و
قلوب مشائخ کرام راکہ تا آنحضرت
پیغمبر خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
وسائط فیض اند مانند عینک پیش داشت
وہمچنیں لطیفہ روح خود را مقابل روح
مبارک آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمْ داشتہ بجناب الٰہی عرض
نماید، کہ فیض تجلیات صفات ثبوتیہ کہ
از روح مبارک حبیب خدا صَلَّی اللّٰہ
عَلَیْہِ وَسَلَّمْ بروح حضرت نوح
وحضرت ابراہیم علیہما السلام رسیدہ
است، در لطیفہ روح من فائض شود
وہمچنیں لطیفہ سر خود را مقابل سر مبارک
آنحضرت صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ داشتہ
عرض کند، کہ الٰہی فیض شیونات ذاتیہ
حضرت حق کہ از لطیفہ سر مبارک
پیغمبر خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
در سر حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ
الصلوٰۃ والسلام رسیدہ است، در
سر من برسد، بعد ازاں لطیفہ خفی خود
را مقابل لطیفہ خفی حضرت رسالت

بہ میرے قلب میں پہنچے، اور دعا کے اثناء میں
تمام مشائخ کرام کے قلوب کو حضرت پیغمبر خدا
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ تک جو فیض کا
واسطہ اور ذریعہ ہیں، عینک کی مانند خیال کرے
اور اسی طرح اپنے لطیفہ روح کو آنحضرت صلی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی روح مبارک کے روبرو
رکھکر جناب الٰہی میں یوں عرض کرے، کہ
خداوندا اپنے صفات ثبوتیہ کے تجلیات کا
فیض جو حبیب خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
کی روح مبارک سے حضرت نوح وحضرت
ابراہیم علیہما السلام کی روح کو پہونچا
ہے، وہ میرے لطیفہ روح میں پہنچے اور اسی
طرح اپنے لطیفہ سر کو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمْ کے سر مبارک کے مقابل تصور کرکے
یوں دعا کرے، کہ الٰہی اپنے شیونات ذاتیہ کا
فیض جو پیغمبر خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
کے لطیفہ سر مبارک سے حضرت موسیٰ علیٰ
نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر
میں پہنچا، میرے سر میں پہنچے، بعد ازاں اپنے
لطیفہ خفی کو حضرت رسالت پناہ صَلَّی اللّٰہ
عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے لطیفہ خفی کے روبرو خیال

پنہاںے دارد، وعرض کند، کہ الٰہی فیضِ
تجلیاتِ صفاتِ سلبیہ[1] کہ از خفیٔ مبارک
آنحضرت بخفیٔ حضرتِ عیسیٰ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ
رسیدہ است، در لطیفہ خفیٔ من فائض شود
من بعد لطیفہ اخفیٰ خود را مقابل لطیفہ
اخفیٰ حضرت رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ داشتہ عرض کند، کہ الٰہی فیض
تجلیاتِ شانِ جامع خود را کہ در اخفیٔ آنحضرت
صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رسانیدہ در اخفیٔ
من برساں، باید دانست کہ ولایتِ ایں
لطائف ہمہ در دائرۂ ولایتِ صغریٰ میشود
بلکہ ایں لطائف را عروج تا بدائرہ اُولےٰ
ولایتِ کبریٰ[2] میشود، بدانکہ چنانچہ در دائرہ
اِمکان مراقبہ احدیت میکنند ہمچناں در
ولایتِ صغریٰ مراقبہ معیت کہ مفہوم آیہ
شریفہ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ است میفرمایند
و تمام شدن سیر دائرہ امکان را اگر کشف
دارد، خود خواہد دانست، یا شیخ صاحبِ
کشف خواہد گفت، و اگر ہر دو کشف

کرکے عرض کرے، کہ الٰہی اپنے تجلیات صفات
سلبیہ کا فیض جو آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
کے خفی مبارک سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے
خفی میں پہنچا ہے، وہ میرے لطیفہ خفی میں فائض ہو
پھر اپنے لطیفہ اخفیٰ کو حضرت رسول اللہ صَلَّی اللہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے اخفیٰ شریف کے سامنے رکھکر
عرض کرے، کہ الٰہی اپنی شان جامع کی تجلیات کا فیض
جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخفیٰ
شریف میں تو نے پہنچایا ہے، میرے اخفیٰ میں
پہنچا، جاننا چاہیے، کہ ان تمام لطائف کی ولایت
ولایت صغریٰ کے دائرہ میں حاصل ہوتی ہے بلکہ
ان لطائف کو ولایت کبریٰ کے پہلے دائرہ تک عروج
حاصل ہوتا ہے، مخفی نہ رہے، کہ جس طرح دائرہ
امکان میں مراقبہ احدیت کرتے ہیں اسی طرح
ولایت صغریٰ میں مراقبہ معیت جو آیہ شریفہ وَھُوَ
مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ کا مفہوم ہے کرتے ہیں، اور
دائرہ امکان کے سیر کی انتہا یوں معلوم ہو سکتی ہے
کہ سالک اگر صاحب کشف ہے، تو خود آپ ہی اپنے
کشف کے ذریعہ شناخت کر لیگا، یا اسکا شیخ صاحب کشف

[1] مانند آنکہ خدا تعالےٰ از ہر عیب و نقصان پاک است نہ مکانی ست نہ زمانی نہ جسم دارد نہ مادہ وغیرہ وغیرہ لیس کمثلہٖ شیٔ وھو السمیع البصیر۔ [2] کہ متضمن سہ دائرہ ویک قوس است ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالیٰ

نداروند پس باید، کہ جمعیت قلب خود را ملاحظہ نمودہ باشد، اگر بیخطرگی یا کم خطرگی کہ خطرہ مانع حضور نشود، تا چہار گھڑی کامل برسد، پس مراقبہ معیت شروع باید نمود ومعیت او تعالیٰ را با خود و ہمہ لطائف و عناصر خود بلکہ با ہر ذرہ از ذرات ممکنات ملحوظ باید داشت تا معیت بیچونی او تعالیٰ بادراکِ بیچوں مُدرک شود، وجہاتِ ستہ را احاطہ نماید و توجہ و حضور کہ پیدا شدہ بود رو باضمحلال آرد، آنوقت شروع در ولایت کُبریٰ کہ ولایت انبیائے کرام ست و دائرہ اسماو صفات و شیونات حضرت حق ست میفرمایند،

فصل

دربیانِ ولایت کبریٰ

کہ فنا، اَنا و لطیفہ نفس ست پیدا نست کہ چوں اسرارِ توحید وجودی و سرِ معیت بریں ذرہ بمقدار وُرود نمودند، چناں دریافت شد، کہ از عرش مجید بل فوق

اُس کو متنبہ کرویگا، اور اگر دونوں کشف سے عاری ہیں، تو پھر طالب کو چاہیئے، کہ اپنے قلب کی جمعیت کا ملاحظہ کیے، اگر بے خطرگی یا اسقدر کم خطرگی کہ خطرہ حضور کا مانع نہ ہوئے، یعنی کامل چار گھڑی تک پہنچے، تو اس تقدیر پر مراقبہ معیت شروع کردیا جائے، اور اللہ تعالیٰ کی معیت کو اپنے آپ اور اپنے تمام لطائف عناصر بلکہ ممکنات کے ذرات سے ہر ذرہ کیساتھ ملحوظ رکھنا چاہیئے، تاکہ اللہ تعالیٰ کی بیچوں معیت بیچوں ادراک کیساتھ ادراک کیجائے اور جملہ جہات ستہ کا احاطہ کیے، اور جو توجہ و حضور کہ پیدا ہوا تھا، اپنا منہ نیستی کیجانب پھیرے، اُسوقت ولایت کبریٰ کی سیر میں جو انبیا کرام کی ولایت اور حضرت حق سبحانہٗ کے اسما، وصفات و شیونات کا دائرہ ہے، شروع ہوتے ہیں،

فصل

ولایت کبریٰ کے بیان میں

جو کہ لطیفہ نفس و انا کی فنا کا نام ہے، جاننا چاہیئے توحید وجودی اور معیت حق کے اسرار جب اس ذرہ بمقدار پر وارد کئے گئے، تو یہ معلوم ہوا، کہ عرش مجید بلکہ اُسکے فوق سے لیکر تحت الثریٰ تک

لہ یعنی فوق تحت قدام خلف یمین و یسار لہ قال اللہ تعالیٰ الرحمٰن علی العرش استویٰ لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض وما بینھما وما تحت الثریٰ ۱۲ - نصر سلمہ اللہ تعالیٰ

آں تاثیری نورے محیط خود و محیط ہر ذرۂ
ممکنات دیدم و رنگ آں نور بسبب بی
رنگی بسیاہی مناسبت داشت و مصداق[1]
وکَانَ اللّٰہُ فِی عَمَاءٍ بود، و دراں استغراق
حاصل شد، و بعضے از اسرار و علوم ایں[2]
مقام واضح گشت، تا آنکہ بتاریخ پانزدہم
شہر ربیع الاول از ہماں[3] سال کہ بندہ در
حضور حاضر شدہ بود، و از وقت ابتدائے
توجہ تا ایں ہنگام عرصہ دو ماہ و پنج روز گذشتہ
بود، حضرت پیر دستگیر مَدَّ ظِلُّهُمُ العَالِي
توجہ بر لطیفہ نفس بندہ فرمودند، در ہماں
توجہ دیدم، کہ آفتاب وارے از مطلع
(نورے مانند آفتاب ۱۲)
نفس طلوع نمود، و آں نور سیاہ کہ
ذات حضرت حق می فہمیدم، از ہم ریخت
(نابود گشت ۱۲)
حتی کہ نام و نشاں آں نور نماند، دیدم، کہ
وجود ممکنات کہ در نور سیاہ معدوم و مضمحل
دریافت مے شد، باز ظہور نمود، مانند وجود
(معلوم ۱۲)
ستارہا در شعشعان انوار آفتاب، لیکن در
(غلبہ ۱۲)
سیر قلبی تیزی بصر ابقدر نبود، کہ در وجود

تک ایک نور ہے، جو مجکو اور ممکنات کے ہر ذرہ
کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور اسکا رنگ اُسکی بے
رنگی کے سبب سیاہی کے مناسب اور حدیث شریف
وَکَانَ اللّٰہُ فِی عَمَاءٍ کا مصداق تھا، اور اس میں مجھے
استغراق حاصل ہوا، اور اس مقام کے کچھ اسرار
و علوم بھی مجھ پر واضح ہوئے، اگذشتہ حالات کا
میں مورد بنا رہا، یہاں تک کہ اسی سال کی ماہ ربیع الاول
کی پندرہویں کو پیر دستگیر کے حضور میں حاضر ہوا اور
اور ابتدائے توجہ سے اس وقت تک دو ماہ پانچ روز گذر چکے
تھے، جسوقت پیر دستگیر مدظلہم العالی نے میرے لطیفہ
نفس پر توجہ فرمائی، اسی توجہ میں میں نے دیکھا، کہ آفتاب
کی مانند میرے نفس کے مطلع سے ایک نور نے طلوع
کیا، اور وہ نور سیاہ جسکو میں حضرت ذات حق
سمجھتا تھا، نیست و نابود ہوگیا، حتی کہ اُس نور کا کچھ
بھی نام و نشاں باقی نہ رہا، میں نے دیکھا، کہ ممکنات
کا وجود جو سیاہ نور میں معدوم و نابود معلوم ہوتا
تھا، اس نے پھر ظہور کیا، جیسے ستاروں کا وجود
آفتاب کے انوار و شعاع میں، لیکن سیر قلبی میں
بصر کی اس قدر تیزی نہ تھی، کہ ممکن اور واجب

[1] یعنی و ایں ذرہ بمقدار مصداق ایں حدیث بود، و دراں الخ ۱۲ [2] وہذا قطعۃ من حدیث طویل رواہ الترمذی ۱۲ [3] یعنی سنہ یکہزار و دو صد و بست و پنجم ۱۲۲۵ھ ۱۲ مصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ

ممکن و واجب تمیز نتوان کرد، لہذا قائل باتحاد شدہ بود، چونکہ در سیر ولایت کبری کہ ولایت انبیاست، و مقام صحو و ہوشیاری ست حدّت نظر عنایت کردند، دیدم کہ وجودِ ممکنات البتہ ثبوتے و استقرارے دارد لیکن وجود اشیاء وجود ظلی دریافت شد کہ پرتوے از وجود الٰہی بر اعدام تافتہ آنرا موجود ساختہ است، و ہمچنیں صفات ممکنات پرتوے از صفات او سبحانہ مشہود گردید، نہ عین آنہا و ہمیں ست معنی توحید شہودی کہ در لطیفہ نفس مشہود می شود، و آنجا معنی اقربیت او تعالیٰ دریاب و فرق دیگر درمیان معیت و اقربیت از من بشنو کہ غایتِ معیت اتحاد ست، و کمالِ اقربیت در اثنینیت لیکن اگر وجود در ممکن نمودار ست استفادہ از حضرت حق ست سبحانہ نہ از خود و اگر صفات ظاہر گشت، ہم از آنجناب ست و حقیقت او عدم ست کہ مشار الیہ ہیچ اشارت نمی تواند شد و شارت بر وجود خواہد یافت نہ بر عدم

کے وجود میں تمیز نہ کر سکتا، لہذا اس وقت اُن دونوں کے اتحاد کا قائل ہوگیا، چونکہ ولایت کبری کی سیر میں جو انبیاء علیہم السلام کی ولایت اور صحو و ہوشیاری کا مقام ہے، نظر کی تیزی عنایت کی گئی، تو میں نے دیکھا، کہ ممکنات کا وجود البتہ ایک نوع کا ثبوت و استقرار رکھتا ہے، لیکن اشیا کا وجود ظلی وجود معلوم ہوا، جس کو وجود الٰہی کے پرتو نے اعدام پر پڑ کر موجود کر دیا، اور اسی طرح ممکنات کے صفات حق سبحانہ و تعالیٰ کے صفات کا پرتو ہیں، نہ ان صفات حق کا عین، اور توحید شہودی کا معنٰی، جس کا مشاہدہ لطیفہ نفس میں ہوتا ہے، یہ ہی ہے اور حق تعالیٰ کی اقربیت کے معنے بھی یہاں سے غور کیساتھ سمجھئے، اور دوسرا فرق اللہ تعالیٰ کی اقربیت و معیت میں مجھ سے سُن لے، کہ معیت کی غایت اتحاد ہے، اور اقربیت کا کمال اثنینیت اور دوئی میں ہے لیکن ممکن میں اگر وجود نمودار ہے، تو حضرت حق سبحانہ سے ہی مستفاد ہے، نہ خود اُسکے اپنے پاس سے، اور اگر اُس میں صفات کا ظہور ہے تو وہ بھی اُسی جناب سے اُسکی اپنی حقیقت تو عدم ہی عدم ہے جو کسی قسم کا اشارہ کا بھی مشار الیہ نہیں ہو سکتا، اور اشارت کا اشارہ وجود ہی کیجانب ہوگا، نہ عدم کی، پس اس تحقیق

پس ازیں تحقیق معلوم شد، کہ وجودِ اصل
نسبت بوجودِ ظل بظل نزدیک ترست ،
زیراکہ ظل ہرچہ دارد، از اصل دارد، نہ از
خود واگر بر وجودِ خود نگاہ بیکند، پرتوے
از اصل مے یابد نہ از خود واگر بصفات
خود نظرمی اندازد، ہم نمونہ از صفات
اصل می بیند، لاجرم با قربیت اصل اقرار
خواہد نمود، چہ قربیکہ ظل را بخود پیدا گردیدہ
است از باعث وجودِ اصل است، پس
اصل اقرب آمد بظل از وجودِ او اگرچہ
بیانِ اقربیت در تقریر بر نے گنجد، و در تحریر
راست نے آید، چہ عقلِ ناقص در ادراک
یعنی حسب فہم و عقل ۱۲
نزدیکتر براز خود عاجز ست، لیکن این معاملہ
وراء طورِ عقل ست، موقوف بر انکشاف
تام ست، باید دانست کہ دائرۂ ولایتِ
کبری متضمن سہ دائرہ و یک قوس ست

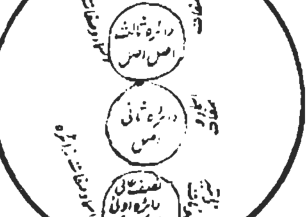

سے معلوم ہوا، کہ اصل کا وجود ظل کے وجود
کی نسبت ظل کے بہت زیادہ نزدیک ہے۔
کیونکہ ظل کے پاس جو کچھ بھی ہے، وہ اُس نے
اپنے اصل سے لیا ہوا ہے، نہ کہ اپنے پاس
سے، اور اگر وہ اپنے وجود پر نگاہ کرتا ہے
تو اُس کو بھی اپنے اصل ہی کا پرتو پاتا ہے اور
اگر وہ اپنے صفات پر نظر ڈالتا ہے، تو اُنکو
بھی اپنے اصل کے صفات ہی کا نمونہ دیکھتا
ہے، لہذا اپنے اصل کی اقربیت کا خواہ مخواہ
اقرار کرے گا، کیونکہ ظل کو جو قرب اپنے ساتھ
پیدا ہوا ہے، وہ اس کے اصل کے وجود
ہی کے سبب سے ہے، پس اصل ظل کے وجود
کی نسبت ظل کے زیادہ قریب ہے، گو اقربیت
کا بیان تقریر میں نہیں آسکتا، اور تحریر میں
بھی ٹھیک ٹھیک نہیں آسکتا، کیونکہ عقل ناقص
اپنے سے زیادہ نزدیک کے ادراک سے عاجز
ہے، لیکن یہ معاملہ عقل کے قانون سے دور
دور اور کامل انکشاف پر موقوف ہے، جاننا
چاہیئے، کہ ولایت کبری کا دائرہ تین دائروں
اور ایک قوس (نصف دائرہ) کو متضمن ہے،

. . . .

یعنی نیمه دائره در دائره اولیٰ از دوائر
ثلثه، ولایت کبریٰ سیر اقربیت و توحیدِ
شهودی منکشف میشود و نصف سافل
این دائره متضمن اسماء وصفات زائده است
و نصف عالی آن مشتمل بر شیونات ذاتیه
تا این دائره عروجِ لطائف خمسه عالم امر
میشود، و مورد فیض این دائره لطیفه نفس
ست، باشرکت لطائف مذکوره و درین لطائف
دائره مراقبه اقربیت یعنی مفهوم آیه شریفه
نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد
خیال میکنند، چون از دائره اقربیت عروج
(یعنی دائره اولیٰ ۱۲)
واقع خواهد شد، سیر در دائره اصل خواهد
افتاد، و از دائره اصل بدائره اصل اصل
ترقی خواهد نمود، و از اصل اصل باصل
ثالث که عبارت از قوس ست سیر خواهد
کرد، و درین[1] دو نیم دائره کمال استهلاک
واضمحلال حاصل میشود، و چون حضرت
پیر دستگیر درین دو دائره براین بنده توجه
فرمودند، دیدم که میزاب نور بیرنگ ازین
دو دائره بر لطیفه نفس من بشدت تمام ریختند

ولایت کبریٰ کے ان تین دائروں میں سے پہلے
دائرے میں اقربیت اور توحید شہودی کی سیر منکشف
ہوتی ہے، اور اس دائرے کا نصف تحتانی اسماء اور
اور صفات زائدہ کا متضمن ہے، اور اس کا نصف
فوقانی حق سبحانہ کے شیونات ذاتیہ پر مشتمل ہے،
عالم امر کے لطائف خمسہ کا عروج اسی دائرے
تک ہوتا ہے، اور اس دائرے کا مورد فیض لطیفہ
نفس بشرکت لطائف مذکورہ ہے، اور اس دائرہ
میں مراقبہ اقربیت کا (یعنی آیہ شریفہ ونحن اقرب
الیہ من حبل الورید کا مفہوم) تصور کرتے
ہیں، سالک دائرہ اقربیت (یعنی پہلے دائرہ) سے
جب عروج کریگا، تو پھر اسکی سیر دائرہ اصل میں واقع
ہوگی، اور دائرہ اصل سے دائرہ اصل الاصل
کیطرف ترقی کریگا، اور اصل الاصل سے تیسرے
اصل یعنی قوس کیطرف سیر کریگا، اور پہلے دائرہ
کے نصف تحتانی ونصف فوقانی میں کامل استہلاک
ونیستی پیدا ہوتی ہے، اور حضرت پیر دستگیر نے
ان سہ گانہ دوائر میں اپنے اس غلام پر جب توجہ
فرمائی، تو میں نے دیکھا، کہ ان دو دائرے بیرنگ نور کا
ایک میزاب (پرنالہ) میرے لطیفہ نفس پر پوری طاقت

[1] یعنی نصف سافل و نصف عالی دائره اولیٰ ۱۲ لمصححه سلمه الله تعالیٰ

که وجود و هستی مرا مثل نمک که در آب افتد
تمام گداخت، حتّی که نام و نشان از وجودِ
من باقی نماند، و زوالِ عین و اثر میسّر
شد، و اطلاق لفظ اَنا بر خود متعذّر دانستم
و موردے براے اَنا نیافتم، حتّی که در
دریاے عدمیّت فرو رفتم، که ناپیدا کنار
بود، به یقین معلوم گردید، که حقیقتِ فنا
دریں ولایت میسّر میشود، و آنچه در ولایت
سابق بود، صورت فنا بود، و دریں دو
نیم دائره مراقبه محبت یعنی مفهوم آیه کریمه
یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ میکنند، و دریں دوائر
موردِ فیض لطیفه نفس ست، که عبارت
از اَناے سالک ست، بدانکه مراقبه ایں
دوائر باین طریق میکنند، که خود را بخیال
داخل آں دائره کرده بلحاظ میفرمایند، که
فیض محبت از دائرهٔ اصل اسما و صفات
بر لطیفه اَناے من وارد میشود، و همچنیں
از دائرهٔ اصل اصل فیض محبت بر اَناے
من ورود میکنند، و همچنیں باز قوس که
اصل ثالث ست فیض محبت بریں لطیفه
می آید، و دریں دوائر تهلیل[1] لسانی بلحاظ

سے گر گیا، جسکے باعث میرا وجود و میری ہستی نمک
در آب کی مانند بالکل گل گئی، حتّی کہ میرے وجود کا
نام و نشان تک بھی باقی نہ رہا، اور عین و اثر کے
زوال کا مقام میسّر ہوا، اور لفظ انا کا اطلاق اپنے اوپر
میں نے بہت ہی دشوار جانا، کیونکہ میں نے انا کے ورود کا محل
ہی نہ پایا، حتّی کہ عدمیّت کے ناپیدا کنار دریا میں
ڈوب گیا، اسوقت یہ یقین معلوم ہوا، کہ فنا کی حقیقت
تو اسی ولایت میں حاصل ہوتی ہے، اس سے پہلے پہلے
جو کچھ بھی تھا، وہ تو فنا کی صورت ہی صورت
تھی، اور پہلے دائرہ کے نصف تحتانی اور نصف فوقانی
میں مراقبہ محبت یعنی آیۃ شریفہ یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ کا
مفہوم کرتے ہیں، اور ان دوائر میں مورد فیض لطیفہ نفس
ہے یعنی سالک کا انا مخفی نہ رہے کہ ان دوائر میں مراقبہ
اس طریقہ سے کرتے ہیں، کہ اپنے آپکو اپنے خیال سے
دائرہ کے اندر داخل کر کے بہ لحاظ و تصور کرتے ہیں کہ
دائرہ اصل اسما و صفات سے محبت کا فیض میرے لطیفہ انا پر
وارد ہو رہا ہے، اور اسیطرح دائرہ اصل الاصل سے
محبت کا فیض میرے انا پر ورود کر رہا ہے، اور ایسے
ہی تیسرے اصل یعنی قوس سے بھی محبت کا فیض انہیں لطیفہ
کو پہنچ رہا ہے، اور ان دوائر میں کلمہ توحید کا
زبانی ذکر بھی بلحاظ معنے فائدہ بخشتا ہے،

[1] بزبان لا اله الا الله گفتن ۱۲

معنی نیز مفید می افتد، راقم گوید، عفی عنہ کہ بندہ را بتوجہ پیر دستگیر جَعَلَنِیَ اللّٰہُ فِدَاہُ کشف ایں دوائر نیز شدہ است، آنچہ ما بہ الامتیاز ایں دوائر دریافتہ ام، قلت وکثرتِ انوار بضعف وقوت در عرض وطول وبیرنگیِ نسبتِ فوق ست، بما تحتِ خود ونیز درویشانے راکہ توجہ دریں دوائر کردہ ام، اکثر پر اکشفِ ایں دوائر حاصل شدہ است وعلامت قطع شدنِ ہر دائرہ و تمام شدنِ او آنست، کہ دائرہ مثل قرصِ آفتاب برسالک مکشوف میشود، ہر قدر از دائرہ کہ قطع میشود، ہماں قدر از دائرہ نورانی بکمالِ شعشعاں ہویدا میگردد وآں قدر از دائرہ کہ قطع نشدہ است، مانندِ آفتاب کہ در وقتِ کسوف بے نور مینماید معلوم میشود، وعلامتِ تمام شدنِ دائرہ ولایت کبری آنست، کہ معاملہ فیض باطن کہ بدماغ تعلق داشت بسینہ متعلق میشود اینوقت شرحِ صدر حاصل میگردد و وسعتِ سینہ آنقدر میشود، کہ از بیان خارج ست اگرچہ در سیر قلبی وسعت قلب آن مقدار

...........، راقم الحروف عفی عنہ (مصنف رسالہ ہذا) کہتا ہے، کہ پیر دستگیر (میں اُنکے قربان) کی توجہ سے یہ تینوں دائرے بھی مجھہ پر مکشوف ہوئے اور ان دوائر ثلثہ کی ایک دوسرے سے امتیاز وجدائیگی میرے علم میں عرض وطول کے اندر ضعف وقوت میں اُنوار کی کمی وزیادتی پر مبنی ہے، ونیز ماتحت کی بہ نسبت نسبت فوق کے بیرنگ ہونے پر، اور اپنے مذکورہ مکشوفہ دوائر سہ گانہ میں جن درویشوں کو بھی نے توجہ دی، اُن میں سے اکثروں پر یہ دوائر منکشف ہوئے، اور ہر دائرہ کے قطع وتمام ہونیکی علامت یہ ہے، کہ دائرہ آفتاب کے قرص کی مانند سالک پر ظاہر ہوجائے، اور دائرہ کا جسقدر حصہ قطع ہوجائے، اتنا ہی حصہ کمال نورانیت کیساتھ ظاہر ہو، اور جس قدر دائرہ کا حصہ بے قطع باقی رہجائے، وہ بے نور معلوم ہو، جیسا کہ آفتاب کسوف کیوقت (گہن لگنے) بے نور دکھائی دیتا ہے، اور ولایت کبری کے کامل دائرہ کے طے ہونیکی علامت یہ ہے، کہ فیض باطن کا معاملہ جو دماغ سے تعلق رکھتا ہے سینہ کے متعلق ہوجاتا ہے، اسوقت شرح صدر بھی حاصل ہوجاتی ہے، اور سینہ کی وسعت وفراخی تو اسقدر حاصل ہوجاتی ہے، جو بیان سے باہر ہے، اگو سیر قلبی

شدہ بود، کہ آسمانہائے متعدد درونِ قلبِ خود دیدہ بودم، و در قلب خود قلوب بسیار مشاہدہ نمودہ بودم، لیکن این وسعت فقط در قلب بود، و وسعت صدر کہ در ولایت کبریٰ حاصل میشود، شامل تمام سینہ عمومًا و در محلِ لطیفہ اخفیٰ خصوصًا مے شود، و علامت شرح صدر بطریق وجدان آنست، کہ چون وچرا از احکام قضا مرتفع میشود، و درین مقام نفس مطمئنہ میگردد، و برمقام رضا ارتقا مے فرماید و در جمیع احوال راضی بقضا میماند، اگر بعد قطع شدن این دوائر مراقبہ اسم الظاہر نماید، و مورد فیض این مراقبہ لطیفہ نفس ولطائف خمسہ عالم امر خیال نماید، قوتے و عرضے (فراخی ۱۲) در نسبت باطن پیدا می شود چنانچہ حضرت پیر دستگیر بندۂ خود (یعنی مصنف علیہ الرحمۃ ۱۲) را این مراقبہ تلقین فرمودہ بودند، و فوائد آنرا دریافتہ ام، و یاران را این مراقبہ تلقین نمودہ ام باید دانست، کہ ہمچناں کہ ظلالِ اسما و صفات مبادیٔ تعینات خلائق اند سوائے انبیاء کرام و ملائکہ عظام علیہم السلام

میں قلب کی وسعت متعدد ہوگئی تھی، کہ کئی آسمان میں نے اپنے قلب کے اندر مشاہدہ کئے تھے، اور کئی ایک قلب بھی اپنے قلب میں دیکھے تھے، لیکن یہ وسعت فقط قلب ہی تک محدود تھی، اور وسعت صدر جو ولایت کبریٰ میں حاصل ہوتی ہے، وہ تمام سینہ میں عمومًا اور محل لطیفہ اخفیٰ میں خصوصًا ہوتی ہے، اور شرح صدر کی علامت بطریق وجدان یہ ہے، کہ شرح صدر میں قضا و قدر کے احکام سے چوں وچرا و تمام اعتراضات رفع ہو جاتے ہیں، اور نفس بھی مطمئنہ ہو جاتا ہے اور عروج کرکے مقام رضا میں پہنچ جاتا ہے، اور تمام احوال میں راضی بقضا رہتا ہے، اگر سالک ان دوائر کے طے ہونیکے بعد اسم الظاہر کا مراقبہ کرے اور اس مراقبہ میں مورد فیض لطیفہ نفس اور لطائف خمسہ عالم امر کو تصور کرے، تو نسبت باطن میں بڑی قوت اور وسعت پیدا ہو جاتے، چنانچہ حضرت پیر دستگیر نے اپنے اس غلام کو بھی اس مراقبہ کی تعلیم فرمائی تھی، اور اسکے فوائد و نتائج بھی مجکو حاصل ہوگئے تھے۔ اور اپنے یاروں کو بھی میں نے یہ مراقبہ تعلیم کردیا تھا، جاننا چاہیے، کہ جیسے اسماء و صفات کے ظلال تمام خلائق کے باستثنائے انبیاء کرام و ملائکہ عظام علیہم السلام مبادی تعینات ہیں، اور

وسیر این مرتبہ را مسمیٰ بولایتِ صغریٰ ساختہ اند، سیر این مرتبہ اسماء و صفات و شیونات را کہ مبادی تعینات انبیاء کرام اند مسمیٰ بولایت کبریٰ میفرمایند و مبادی تعیناتِ ملائکہ عظام کہ مسمیٰ بولایت علیاست ہنوز در پیش ست،

فصل

در بیانِ ولایت علیا و سیر عناصر ثلثہ

سوائے عنصر خاک و فنا و بقاء آنہا چوں در دوائر ولایت کبریٰ حضرت پیر دستگیر بریں کمترین غلام خود توجہات فرمودند و احوال و کیفیاتِ ہر دائرہ بریں بندہ فائض شد، تا آنکہ توجہ برائے شرح صدر فرمودند، دیدم کہ معاملہ باطنی متعلق بصدر شد، و وسعت سینہ را دریافتم از پانزدہم جمادی الثانی از سالِ ۱۳۲۵ مسطور توجہ بر عناصر غلام خود فرمودند دیدم کہ عناصر ثلثہ را جذبات الٰہیہ در رسید و عروجے واقع شد، و احوال لطیفہ و کیفیات بیرنگ بر عناصر وارد شدند

اور اس مرتبہ کی سیر ولایت صغریٰ کے نام سے موسوم کیگئی ہے، ایسے ہی اسماء صفات و شیونات جو انبیاء کرام کے مبادی تعینات ہیں انکی سیر کو ولایت کبریٰ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، اور ملائکہ عظام کے مبادی تعینات جنکو ولایت علیا کہا جاتا ہے، ابھی تک ان کی سیر درپیش ہے

فصل

اس فصل میں تین امر کا بیان ہے

(۱) ولایت علیا (۲) عناصر ثلثہ آب و آتش و باد کی سیر (۳) انہی تین کی فنا و بقا، حضرت پیر دستگیر نے جب ولایت کبریٰ کے دوائر میں اپنے اس کمینہ غلام پر توجہات فرمائیں، اور ہر دوائر کے احوال و کیفیات اس غلام پر وارد ہوئے، حتیٰ کہ شرح کیواسطے بھی توجہ فرمائی، تو مینے دیکھا، کہ باطنی معاملہ نے سینہ کیساتھ تعلق پکڑا، اور سینہ کی وسعت بھی مجھکو معلوم ہوئی، پھر سن بارہ سو پچیس ۱۳۲۵ ہجری کے ماہ جمادی الثانی کی پندرہویں تاریخ کو اپنے غلام کے عناصر پر توجہ فرمائی، میں نے دیکھا، کہ میرے عناصر ثلثہ پر الٰہی جذبات وارد ہوئے اور عروج بھی واقع ہوا، اور پاکیزہ حالات اور

وایں عناصر ثلثہ را فنائے در ذاتیکہ مسمّٰی
الباطن ست، میسر شد، واضمحلال و
استہلاکِ ایں عناصر را دراں مرتبہ مقدسہ
حاصل گردید، و بقای بآں مرتبہ متعالیہ
میسر شد، و مناسبتے بملائکہ کرام بہم رسید
زیارت ایں بزرگواراں نیز میسر شد، و
خود را داخل در مقام ایشاں یافتہ، بدانکہ
سیر در ولایتِ صغریٰ و ولایت کبریٰ سیر در
اسم الظاہر بود، و سیریکہ در ولایت
علیا حاصل میشود، سیر در اسم الباطن
ست و فرقے درمیان اسم الظاہر و اسم
الباطن آنست، کہ در سیر اسم الظاہر تجلیات
صفاتی وارد میشود، بملاحظہ ذات و در
سیر اسم الباطن اگرچہ تجلیات اسما و صفات
ست، لیکن احیاناً ذات ہم مشہود میگردد
تعالت و تقدست و صورت مثالی ایں
دائرہ از عنایت حضرت پیر دستگیر بر ایں
فقیر منکشف گشت، دیدم کہ دائرہ ولایت
علیا ظاہر شد، لیکن
مانند خطوط شعاعی
آفتاب اسما و صفات

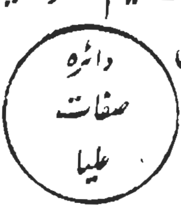

بیرنگ کیفیات نے عناصر پر صدور فرمایا، اور ان
عناصر ثلثہ کو اسم الباطن کی مسمّٰی و مصداق ذات
میں فنا میسر ہوئی، اور اُس مرتبہ مقدسہ میں ان
عناصر کو نیستی و استہلاک بھی حاصل ہوا، اور
اس مرتبہ متعالیہ کے ساتھ بقا بھی حاصل ہوئی
اور ملائکہ کرام کے ساتھ بھی مناسبت پیدا ہوئی
اور ان بزرگوں کی زیارت بھی نصیب ہوئی
اور اپنے آپ کو میں نے اس مقام کے اندر
داخل پایا، اب معلوم رہے، کہ ولایت صغریٰ اور
ولایت کبریٰ کی سیر اسم الظاہر کی سیر تھی، اور ولایت
عُلیا میں جو سیر حاصل ہوتی ہے، وہ اسم الباطن
کی سیر ہے، اور اسم الظاہر و اسم الباطن کے درمیان
یہ فرق ہے، کہ اسم الظاہر کی سیر میں ذات کا لحاظ کرنے
کے بغیر ہی محض صفاتی تجلیات وارد ہوتی ہیں، اور
اسم الباطن کی سیر میں گو اسما و صفات کی ہی تجلیات
میسر آتی ہیں، مگر کبھی کبھی ذات تعالت و تقدست
بھی مشاہدہ میں آ ہی جاتی ہے، اور حضرت پیر دستگیر
کی مہربانی سے اس دائرہ کی صورت مثالی بھی اس
فقیر پر منکشف ہوئی، جس نے دیکھا، کہ ولایت
علیا کا دائرہ ظاہر ہوا، مگر آفتاب کے شعاعی
خطوط کی مانند حضرت حق کے اسماء و صفات

حضرت حق این دائرہ را احاطہ نمودہ لیکن
احیاناً بے خطوط ہم آن دائرہ مشہود میشود
امّا در کمال بیرنگی ظاہر میگردد، باز آن
خطوط شعاعی روپوش میشوند، بدانکہ ولایت
عُلیا مانند مغز است، و ولایت کبرٰی چوں
پوست بلکہ ہر دائرہ تحتانی نسبت بدائرہ
فوقانی ہمیں مناسبت دارد، مگر در کمالات
نبوت کہ نسبت بولایت این مناسبت
ہم متصور نیست، و درین دائرہ مراقبہ
ذاتے کہ مسمّٰی الباطن است، مینمایند و
مورد فیض درینولایت عناصر ثلثہ اند،
سوائے عنصر خاک و تہلیل لسانی و
صلوٰۃ تطوع باطولِ قنوت ترقی بخش
اینمقام ست، و درین مقام ارتکاب
رخصت شرعی ہم خوب نیست، بلکہ عمل
بعزیمت درینمقام ترقی می بخشد، سرش
آنست، کہ عمل برخصت آدمی را بطرف
بشریت میکشد، و عمل بعزیمت مناسبتے
بملکیت پیدا میکند، پس ہر قدر کہ مناسبت
بملکیت زیادہ حاصل شود، ترقی درین
ولایت زود تر میسر آید، و اسراریکہ درین

اس دائرہ کو احاطہ کئے ہوئے تھے، لیکن وہ دائرہ
کبھی کبھی بغیر ان خطوط کے بھی مشہود ہوتا ہے، مگر
کمال بیرنگی میں ظاہر ہوتا ہے، اور پھر وہ خطوط
شعاعی روپوش ہو جاتے ہیں، مخفی نہ رہے، کہ ولایت
عُلیا مغز کی مانند ہے، اور ولایت کبرٰی چھلکے کی
مانند بلکہ ہر دائرہ تحتانی بھی دائرہ فوقانی کی نسبت
یہ ہی مناسبت رکھتا ہے، مگر کمالات نبوت میں
ولایت کی یہ نسبت اس قسم کی مناسبت بھی نہیں ہو
سکتی، اور اس دائرہ میں اسم الباطن کی مسمّٰی و
مصداق ذات کا مراقبہ کرتے ہیں، اور فیض کا مورد
اس ولایت میں عناصر ثلثہ آب آتش باد ہیں، اور کلمہ
توحید کا زبان سے ذکر کرنا اور نفلی نماز طول قیام و
قرأت کے ساتھ ادا کرنا اس مقام میں ترقی بخشنے
والا ہے، اور اس مقام میں رخصت شرعی کا اختیار
کرنا بھی مستحسن نہیں خیال کیا گیا، بلکہ عزیمت پر عمل
کرنا اس مقام میں ترقی بخشتا ہے، اس میں راز یہ ہے
کہ رخصت پر عمل کرنا آدمی کو بشریت کیطرف کھینچ لیجاتا
ہے، اور عزیمت پر عمل کرنا ملکیت کے ساتھ مناسبت
پیدا کرتا ہے، پس جسقدر ملکیت کیساتھ زیادہ مناسبت
حاصل ہوگی، اسی قدر اس ولایت میں ترقی جلد تر
میسر آئیگی، اور اس ولایت کے حاصل شدہ اسرار

ولایت حاصل می شود، مانند توحید وجودی
وشہودی نیست، کہ چیزےؔ بہ بیان درآید
بلکہ اسرار ایں ولایت لائق تر باستتار
اند، وبہمیں وجہ قابل اظہار نیستند خوش
گفت، **بیت**

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در محفل رنداں خبرے نیست کہ نیست

واگر فی المثل چیزے گفتہ شود، عبارتے
از کجا پیدا آید، کہ ایں اسرار را بیان نماید
دریافت ایں اسرار بدون توجہ شیخ
کہ دریں ولایت تحققے پیدا نمودہ وبایں
اسرار فائض گردیدہ است، محال ست
ایں قدر وا مینمائم، کہ دریں وقت باطن سالک
مظہر مسمّی الباطن میشود، فہم من فہم و
دریں ولایت وسعتے در تمام بدن پیدا میشود و
احوال لطیفہ بر تمام قالب می آید، چون
حضرت پیر دستگیر بر غلام خود توجہ تا ایں
مقام فرمودند، بندہ را ضرورتے پیش آمد
کہ قصد رفتن رامپور کردم، وازجناب مبارک

توحید وجودی اور توحید شہودی کی مانند نہیں ہیں کہ
بیان میں آسکیں، بلکہ اس ولایت کے اسرار تو پوشیدہ رکھنے
کے ہی زیادہ لائق ہیں، اور کسی طرح بھی اظہار کے قابل
نہیں، کسی نے کیا اچھا کہا ہے، **بیت** مصلحت نیست الخ
ترجمہ راز کا پردہ سے باہر آنا مصلحت کے خلاف ہے
ورنہ رندوں کی مجلس میں تو ہر قسم کی خبر موجود ہے۔
اور بالفرض کسی راز کے اظہار کا قصد بھی کیا جائے
تو ایسی عبارت کہاں سے آئے، جو ان اسرار کو بیان
کر سکے، ان اسرار کا علم ایسے ہی شیخ کی توجہ سے حاصل
ہو سکتا ہے، جس نے اس ولایت میں کمال اتصاف پیدا
کیا ہو، اور ان اسرار کے فیض سے فیضیاب ہو چکا ہو
ورنہ ان اسرار کی دریافت تو بالکل محال ہے، میں صرف
اسقدر ظاہر کر دیتا ہوں، کہ اسوقت سالک کا باطن اسم
الباطن کے مسمی و مصداق کا مظہر بن جاتا ہے سمجھنے
والے سمجھ گئے، اور اس ولایت کیوقت سالک کے تمام
بدن میں وسعت وفراخی پیدا ہو جاتی ہے، اور لطیف
لطیف احوال سارے جسم پر وارد ہونے ہیں، جب حضرت
پیر دستگیر نے اپنے غلام پر اس مقام تک توجہ فرمائی
تو مجھ کو ایک ایسی ضرورت پیش آئی، جس کی وجہ سے

لہ یعنی آں اسرار بایدم شابہ نیست کہ چیزے از آنہا در بیان آید، و بہ بیان سنر د ۱۲ کہ یعنی صاحب حال
شدہ ۱۲، سہ بلدہ ایست معروف در ممالک متوسط ہندوستان ریاست اسلامی ۱۲

حضرت ایشاں استدعای رخصت نمودم
بندہ را در مجمع اصحاب خود خلعت خلافت
مرحمت فرمودند، و ملبوس خاص کہ کلاہ
و قمیص و عصا و سجادہ است، عطا کردند
و بدست خویش کلاہ مبارک بر سر بندہ
نہادند، و قمیص در بر پوشانیدند، و ایں
الفاظ بر زبان شریف در آوردند، کہ چنانچہ
حضرت مرزا صاحب قبلہ مرا بخلافت خویش
ممتاز فرمودند، ما ہمچناں ترا اجازت طریقہ
عطا کردیم، باز ارشاد کردند، کہ ترا در نسبت
خاندان قادری و چشتی توجہ میفرمائیم، و بندہ
را برابر زانوے مبارک خویش بہ نشانیدند
و عالمین ربانی و عارفین سبحانی اعنی حضرت
مولٰنا خالد رومی و حضرت مولوی بشارت
اللہ بہرائچی را کہ از قدوہ اصحاب و از خلص
احباب حضرت ایشاں اند قریب بندہ
بنشانیدند. اوّل فاتحہ حضرت غوث الثقلین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواندہ، توجہ در
نسبت قادری کردند، در مراقبہ دیدم،
کہ جناب مبارک حضرت غوث الثقلین[لہ]

میں نے رامپور جانیکا قصد کیا، اور حضرت پیر دستگیر
کی خدمت مبارک میں رخصت کی درخواست کی تو
حضرت نے اپنے یاروں کے مجمع میں خلافت کی خلعت
عطا فرمائی، اور اپنا ملبوس خاص یعنی کلاہ و قمیص
و عصا و سجادہ مرحمت فرمایا، اور خاص اپنے ہاتھ
کیساتھ کلاہ مبارک میرے سر پر رکھا، اور قمیص
پہنائی، اور یہ الفاظ اپنی زبان مبارک پر مذکور
فرمائے کہ جیسے حضرت مرزا صاحب قبلہ نے مجکو اپنی
خلافت کیساتھ ممتاز فرمایا، ویسے ہی ہم نے بھی
تجکو طریقہ کی اجازت عطا کی، اسکے بعد ارشاد کیا کہ
خاندان قادری اور چشتی میں بھی ہم تجکو توجہ دیتے
ہیں، یہ فرماکر بندہ کو اپنے زانو مبارک کے برابر
بٹھلا لیا، اور ہر دو عالم ربانی و عارف سبحانی مولٰنا
خالد رومی اور حضرت مولوی بشارت اللہ صاحب
بہرائچی کو بھی جو جناب پیر دستگیر کے برگزیدہ اور
مخلص احباب میں سے ہیں، بندہ کے قریب ہی
بٹھلا لیا، بعد ازاں آپنے پہلے بروح پاک حضرت
غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاتحہ پڑھکر
نسبت قادری میں توجہ دی نتیجہ یہ ہوا، کہ مراقبہ
میں کیا دیکھتا ہوں، کہ جناب مبارک حضرت[لہ]

لہ یعنی شیخ عبد القادر جیلانی معروف پیر پیران ۱۲

لہ اعنی شیخ الشیوخ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۲

رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف ارزانی فرمودند
وبطورے برگردنِ غلام خود نشستہ اند
کہ ہر دو پائے مبارک آں حضرت برابر
سینہ من ہستند، وآں حضرت تاجِ مُکلّل
بر سَر ولباس فاخرہ در بردارند، وانوار
مبارک آں حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مرا احاطہ فرمودند، و در رنگِ نسبتِ آں
حضرت رنگین گردیدم، بعد حضرت
پیر دستگیر دست مبارک بر زانوے
بندہ زدہ فرمودند، ترا در نسبتِ چشتیہ
توجہ میکنم، آگاہ باش، و فاتحہ بارواح
مبارک حضرات چشتیہ خواندہ متوجہ
شدند، دیدم کہ حضرتِ خواجہ خواجگان اعنی
حضرت خواجہ معین الدین وحضرت خواجہ
قطب الدین وحضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر
وحضرت سلطان المشائخ نظام الدین
اولیاء وحضرت مخدوم علاؤالدین علی
صابر قدس اللہ تعالیٰ ارواحھم تشریف
آوردند، و نور نسبتِ ہریکے ازیں اکابر
جُدا جُدا معاینہ کردم، وآثارِ نسبتہائے ایں

غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما
ہوئے، اور اپنے غلام (مصنف رسالہ) کی گردن پر
اس وضع سے بیٹھے ہوئے ہیں، کہ آپکے دونوں پاؤں
مبارک میرے سینہ کے برابر ہیں، اور آپنے اپنے سرپر
ایک جڑاؤ درخشاں تاج رکھا ہوا ہے، اور بدن میں مکلّف
لباس پہنا ہوا ہے، اور آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
انوار مبارک مجھکو احاطہ کئے ہوئے ہیں، اور میں
آنحضرت کی نسبت کے رنگ میں رنگین ہو گیا ہوں
بعد ازاں حضرت پیر دستگیر نے میرے زانو پر ہاتھ
مار کر فرمایا، کہ اے اب میں تجھکو نسبت چشتیہ میں توجہ
دیتا ہوں، خبردار ہوجا، اور بارواح مبارکہ حضرتِ
چشتیہ فاتحہ پڑھکر توجہ فرمانی شروع کی، دیکھتا کیا
ہوں، کہ حضرت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ
معین الدین وحضرت خواجہ قطب الدین وحضرت
خواجہ فریدالدین گنج شکر وحضرت سلطان المشائخ
نظام الدین اولیا وحضرت مخدوم علاؤالدین علی صابر
قدس اللہ تعالیٰ ارواحھم تشریف لائے ہیں
اور ان اکابر میں سے ہرایک کی نسبت کا نور
میں نے جدا جدا معاینہ کیا، اور نیز ان اکابر کی
نسبت کے آثار اپنے اندر پانے، میں نے

لہ از قبیل ان ابراھیم کان امۃ ۱۲

اکابر در خود یافتم، دیدم، کہ حضرت نظام الدین بکمال محبوبیتے کہ دارند ظہور فرمودند و در پاے مبارک آنحضرت رنگ حنا دریافتہ شد، چوں ایں معاملہ گذشت، حضرت پیر دستگیر فرمودند، کہ نسبت ایں اکابر جدا جدا دریافتی، بندہ عرض کرد، کہ بلے از تصدق آنحضرت اگر ارشاد شود جدا جدا عرض نمایم، فرمودند، خاموش، و ایں اسرار از مردماں بپوش، و اجازت نامہ بدست خط خاص مزین بہ مہر خود فرمودہ بہ بندہ عنایت کردند، و آں اجازت نامہ ایں ست، کہ بطریق اختصار ثبت نمودہ میشود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ فقیر عبد اللہ معروف بہ غلام علی عفی عنہ گذارش مینماید، کہ فضائل و کمالات مرتبت صاحبزادہ والا نسب حضرت حافظ محمد ابو سعید را اسعدہ اللہ فی الدارین اشتیاق کسب نسبت باطنی آباء کرام خود رحمۃ اللہ علیہم پیدا شد، و رجوع بہ فقیر آوردند، برعایت حقوق بزرگان

دیکھا، کہ حضرت نظام الدین نے اپنی کمال محبوبیت کیساتھ ظہور فرمایا، اور آپکے پاؤں مبارک میں مہندی کا اثر معلوم ہوا، جب یہ تمام معاملہ گذر چکا تو حضرت پیر دستگیر نے فرمایا، کہ کیا تو نے ان اکابر کی نسبت جدا جدا دریافت کری ہے، بندہ نے عرض کیا، کہ جی ہاں حضور کے تصدق سے دریافت کر چکا ہوں، اگر ارشاد ہو، تو جدا جدا عرض کروں اسپر فرمایا، کہ خاموش رہ، اور یہ اسرار لوگوں سے پوشیدہ رکھ اور اپنا خاص دستخطی اجازت نامہ اپنی خاص مہر سے مزین فرما کر بندہ کو عنایت فرمایا اور وہ اجازت نامہ یہ ہے، جو بطریق اختصار اس جگہ نقل کیا جاتا ہے!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و صلوٰۃ کے بعد فقیر عبد اللہ معروف بہ غلام علی عفی عنہ گذارش کرتا ہے، کہ صاحبزادہ عالی نسب صاحب فضائل و کمالات حافظ محمد ابو سعید کو اللہ اسکو دارین میں سعادتمند کرے، اپنے آباء کرام رحمۃ اللہ علیہم کی باطنی نسبت کے حاصل کرنیکا اشتیاق پیدا ہوا، بناءً علیہ انہوں نے اس فقیر کیطرف رجوع فرمایا، فقیر نے باوجود اپنی تمام عدم لیاقتی کے انکے بزرگوں

ایشاں با این ہمہ عدمِ لیاقتِ خود از اجابتِ
مسئول چارہ ندیدم ، و توجہات بر لطائف
ایشاں کردہ شد ، بعنایتِ الٰہی بواسطۂ پیرانِ
کبار رحمۃ اللہ علیہم در چندے لطائف
ایشاں را جذباتِ الٰہیہ در رسید ، زیراکہ
معمولِ منست ، کہ توجہات بر لطائفِ خمسہ
معًا میکنم ، و توجہ و حضور با کیفیات و بعضے
علوم و اسرار ایشاں را دست داد ، و آں توجہ
استہلاکے یافت ، و رنگے از فنا در باطنِ
ایشاں طاری شد ، و ظہورِ پرتوی از توحیدِ
حالی افعال عباد را از نظر ایشاں مستور
گردانید ، و منسوب بحضرتِ حق سبحانہ
یافتند ، پس توجہ بر لطیفۂ نفسِ ایشاں
کردہ شد ، بہ عروج و نزولِ آں در آنجا
مستہلک آں حالات گشتند ، و انتساب ایشاں
صفات خود بحضرتِ حق سبحانہ یافتند ، و انا
را شکستگی رسید ، کہ اطلاق انا بر خود متعذر
دانستند ، و نورے از وحدتِ شہود بر
باطنِ ایشاں تافت ، ممکنات را مرآۃ
وجود و تابع وجودِ حضرتِ حق سبحانہ
شناختند ، بعد ازاں توجہ و القاء انوار

کے حقوق کی رعایت کے باعث اُنکے سوال کی
اجابت سے کسی طرح چارہ نہ دیکھا ، اور اُنکے لطائف
پر توجہات کی گئیں ، خدا تعالیٰ کی مہربانی سے بطفیل
پیرانِ کبار رحمۃ اللہ علیہم تھوڑے ہی عرصہ
میں اُنکے لطائف کو جذباتِ الٰہیہ نے آ پایا ، کیونکہ
میرا معمول یہ ہے ، کہ لطائفِ خمسہ پر یکبارگی اپنی
توجہات عمل میں لاتا ہوں ، و نیز اُنکو توجہ اور حضور
و کیفیات و بعضے علوم و اسرار حاصل ہوئے ، اور
اُس توجہ کی وجہ سے ایک نوع کا استہلاک اُنمیں
پیدا ہوا ، اور فنا کا رنگ اُنکے باطن میں ظاہر ہوا
اور توحید حالی کے پرتو کے حضور نے بندوں کے
افعال کو اُنکی نظر سے پوشیدہ کر دیا ، اور انہوں
نے ان افعال کو حضرت حق سبحانہ کیطرف منسوب
پایا ، پھر اُنکے لطیفہ نفس پر اُس کے عروج و نزول
کیساتھ توجہ ڈالی گئی ، تو وہ اُس مقام میں اُن حالات
کے اندر مستہلک ہوگئے ، اور اپنے صفات کو حضرت
حق سبحانہ کیطرف منسوب پایا ، اور اُنکے انا کو اسقدر
شکستگی حاصل ہوئی ، کہ اپنے اوپر لفظ انا کا اطلاق
دشوار جانا اور اُنکے باطن پر وحدتِ شہود کا نور
چمکا ، اور تمام ممکنات کو حضرت حق سبحانہ کے
وجود و توابع وجود کا آئینہ شناخت کیا ، بعد ازاں

نسبت بر عناصر ایشاں کردہ مشہود و جذبے
و توجہی عناصر را نیز دریافتہ است فالحمد
للہ علیٰ ذٰلک و آنچہ دریں جا نوشتہ ام بہ اظہار
و اقرار ایشاں مسطور شد، و ایں ہمہ حالات
و واردات ایشاں را من ہم دریافتہ ام
و اصحاب من ہم شہادت آنہمہ عنایات
الٰہی سبحانہٗ دربارہ ایشاں دادند فالحمد
للہ علیٰ ذٰلک و از کرم کریم کارساز سبحانہٗ
بواسطہ مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم
امیدوارم کہ بشرط التزام صحبت ترقیات
کثیرہ فرمایند، وما ذٰلک علی اللہ بعزیز
پس دریں صورت ایشاں را اجازت تلقین
طریقہ نقشبندیہ احمدیہ دادہ شد، کہ تعلیم
اذکار و مراقبات و القاء سکینہ در قلوب
سالکان نمایند، بعنایت الٰہی سبحانہ و فاتحہ
بارواح طیبہ مشائخ قادریہ و چشتیہ رحمۃ
اللہ علیہم بہ نیت حصول توسل ایشاں
باں کبرائے عظام و افاضہ فیوض آں اکابر
در باطن ایشاں نیز خواہند شد، تا دریں
دو طریقہ علیہ ہر کہ از ایشاں توسل خواہد
بیعت ازو گیرند، و شجرہ ایں حضرت با و

(یعنی ابوسعید محمد ۱۲) (ایشاں و بیعت کنندہ ۱۲)

ان کے عناصر پر توجہ و نیز نسبت کے انوار کا القاء
کیا جا رہا ہے، اور انہوں نے عناصر کے جذب توجہ
کو بھی معلوم کر لیا ہے، فالحمد للہ علیٰ ذالک اور
اس جگہ میں نے جو کچھ بھی لکھا ہے، انکے اظہار و اقرار سے
لکھا ہے، اور انکے ان تمام حالات و واردات کو میں
نے خود بھی معلوم کر لیا ہے، اور میرے یاروں نے بھی
انکے بارہ میں خدائے حق سبحانہ کے ان تمام عنایات
کی شہادت دی ہے، فالحمد للہ علیٰ ذٰلک اور خدائے
کریم کارساز سبحانہ کے کرم سے بطفیل مشائخ کرام
رحمۃ اللہ علیہم میں امیدوار ہوں، کہ بشرط التزام
صحبت انکو بہت کچھ ترقیات حاصل ہونگی، اللہ تعالیٰ
پر تو یہ امر ہرگز ہرگز کسی طرح بھی دشوار نہیں ہے، لہذا انکو
طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے تعلیم کی اجازت دیدی گئی
کہ خدائے پاک کی عنایت و مہربانی سے اذکار و مراقبات
کی تعلیم دیا کریں، اور طالبوں کے دلوں میں سکینت و اطمینان
بھی القاء کیا کریں، اور فاتحہ بہ نیت ایصال ثواب ارواح
طیبہ مشائخ قادریہ چشتیہ رحمۃ اللہ علیہم بھی پڑھی
گئی تاکہ انکو ان کبرائے عظام کیساتھ توسل حاصل ہو
اور نیز ان کے باطن میں ان اکابر کے فیوض برکات
واصل ہوں، اور ان دو طریقہ علیہ میں جو کوئی ان سے
توسل چاہے، یہ اس سے بیعت لیں اور ان حضرات کا

عنایت فرمایند، و تلقین و تربیت بطریقہ
نقشبندیہ احمدیہ فرمایند، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ
لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا آمین تمّ کلامُهُ الشریف
و بعد از تمامی سلوک عبارتِ دیگر دریں
اجازت نامہ افزودند انشاء اللہ تعالیٰ
درجائے ازیں رسالہ اجازت نامہ از جہت
تبرک ایراد خواہم کرد،

فصل

در بیان کمالات ثلثہ اعنی کمالات

نبوّت و کمالات رسالت و کمالات اولو العزم
چوں بعد از چند ماہ از رام پور مراجعت
نمودہ بہ قدمبوسی حضرت پیر دستگیر مشرف
گردیدم، حضرتِ ایشاں از ماہ ذیقعدہ از
سالِ مسطورہ بر عنصرِ خاک غلام خود توجہ
فرمودند، و فیضے از کمالات نبوت کہ
عبارت از تجلی
ذاتی دائمی
ست بریں
لطیفہ ورود فرمودند

شجرہ اُسکو عنایت فرمائیں، اور طریقہ نقشبندیہ مجددیہ
کی تلقین اور اس کے موافق اس کی تربیت فرمائیں
اے خدا تو انکو متقین و پرہیزگاروں کا امام و پیشوا بنا
آمین یہاں تک ہمارے پیر دستگیر کا کلام تمام ہوا
اور میرا سلوک تمام ہونیکے بعد اس اجازت نامہ
میں حضرت پیر دستگیر نے اور عبارت زیادہ فرمائی،
انشاء اللہ تعالیٰ اسی رسالہ میں کسی اور جگہ اجازت نامہ تبرک
کے طور پر درج کردوں گا،

فصل

کمالات ثلثہ یعنی کمالات نبوت و کمالات

رسالت و کمالات اولو العزم کے بیان میں، چند
ماہ کے بعد رام پور سے جب میں نے واپس آکر
حضرت پیر دستگیر کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا
تو حضرت پیر دستگیر نے اُسی سال کے ذیقعدہ مہینہ
۱۲۵ میں اپنے غلام کے عنصر خاک پر توجہ فرمائی، اور
کمالات نبوت کا فیض (یعنی تجلی ذاتی دائمی)
میرے اس لطیفہ پر وارد فرمایا، اس مقام
کے علوم و معارف بس یہ ہی ہیں، کہ تمام علوم
و معارف مفقود ہوجائیں، اور باطن کے تمام
حالات ہی بے شناخت ہوجائیں، اور اس مقام

معارف این مقام فقدانِ ہمہ معارف
ست، و نکارت ہمہ حالاتِ باطن بیرنگی
و بے کیفی نقدِ وقت میشود، و در ایمانیات
و عقائد قوتہا پیدا میشود، و استدلالی
بدیہی میگردد، و معارف این مقام شرائع
انبیاء ست، و درینجا وسعت باطن آنقدر
میشود، کہ وسعتِ جمیع ولایات چہ ولایت
صغریٰ و چہ ولایت کبریٰ و چہ ولایت علیا
در جنبِ این نسبت لاشئ محض و ضیقِ
صرف ست، و در ولایات البتہ مناسبتے
با یکدیگر یافتہ میشود، اگرچہ مناسبتِ
صورت و حقیقت باشد، امّا درینجا آں
نسبت ہم مفقود ست، و با وجودِ فقدان
و نکارتِ حالاتِ باطن و یأس و دیدِ قصور
کہ خود را از کافر فرنگ بدتر میداند حقیقتِ
وصل عریانی اینجا حاصل ست، و پیش
ازیں ہر وصلے کہ بود، داخلِ دائرہ وہم
و خیال بود، سرابے بودہ آب نما کہ تشنہ
وصل آب را در آنجا غیر از حسرت و ندامت
چیزے بدست نبود، بندہ را وقتیکہ از

میں بیرنگی اور بے کیفی حاصل الوقت ہو جاتی ہے
اور ایمانیات اور عقائد میں بھی ہر طرح کی قوت پیدا
ہو جاتی ہے، اور استدلالی علم بدیہی ہو جاتا ہے،
اور اس مقام کے معارف انبیاء کرام کی شریعتیں ہیں
اس مقام میں باطن کی وسعت اور فراخی اسقدر بڑھ
جاتی ہے، کہ تمام ولایت (عام اس سے کہ ولایت صغریٰ
ہو یا ولایت کبریٰ یا ولایت علیا) کی وسعت و فراخی
اس نسبت کے پہلو میں محض ناچیز اور تنگی ہی تنگی
ہے، اور کچھ بھی نہیں، ان ولایات کے آپس میں
تو البتہ ایک قسم کی مناسبت پائی جاتی ہے، اگو صورت
اور حقیقت کی ہی مناسبت ہو، ولیکن اسجگہ وہ
نسبت بھی مفقود ہے، اور باوجود مفقود ہو جانے
تمام معارف کے اور بے شناخت ہو جانے تمام
حالات باطن کے اور پیدا ہو جانے یاس و ناامیدی
کے اور معلوم کر لینے اپنے قصور کے اس حد تک کہ
کافر فرنگ سے بھی اپنے آپ کو بدتر جاننے لگے
حقیقتاً وصل عریانی (بے حجابانہ میل و ملاپ) اسی
مقام میں حاصل ہوتا ہے، اور اس سے پہلے پہلے جو جو وصل
بھی تھے، وہ تو صرف وہم و خیال ہی کے دائرہ میں
داخل تھے، اور ایک نوع کا سراب تھا آب نما وہاں

لہ یعنی مناسبت صورت با حقیقت ۱۲ سه یعنی فقدان ہمہ معارف ۱۲

توجہات حضرت پیر دستگیر ایں مقام
مکشوف گردید، معاملہ میسر آمد، کہ شبیہ
برویت بود، اگرچہ رویت نبود، کہ موعود
بآخرتست، و برآں ایماں داریم، لیکن
معاملہ کہ اینجا میتسر میشود، نسبت بمشاہدات
ولایت کالرؤیۃ ست و چنانچہ رویت
آخرت مخصوص بعالم خلق ست ہمچناں
معاملہ اینجا نیز نصیب عالم خلق ست،
لطائف عالم امر اینجا لاشی محض میگردند
و ہمچنیں لطیفہ نفس و عناصر ثلثہ در اینجا
ناچیز میشوند، ایں معاملہ مخصوص بہ عنصر
خاک ست، اگر عناصر دیگر را ازیں دولت
نصیب ست، بہ تبعیت ایں عنصر لطیف
ست، احکام شرائع و اخبار غیب از وجود
حق و صفات او سبحانہ و ہمچنیں معاملہ
قبر و حشر و ما فیہا و بہشت و دوزخ و غیر
ہا کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم
ازاں خبر دادہ است، دریں مقام بدیہی
و عین الیقین میگردد، مثلاً اگر کسے گوید
کہ حضرت حق موجود ست، ہیچ ریبے
دراں نے یابد و محتاج ہیچ دلیلے نمیگردد

پرتو پانی کے پیاسے کے ہاتھ میں سوائے حسرت اور ندامت
کے اور کچھ بھی حاصل نہ تھا، حضرت پیر دستگیر کی توجہات
سے جب اس غلام پر یہ مقام مکشوف ہوا تو رویت
کے مشابہ معاملہ میسر آیا، اگرچہ وہ رویت نہ تھی کیونکہ اس
کے وعدہ کا محل و موقع تو آخرت ہے ہم اس پر ایمان رکھتے
ہیں، ولیکن جو معاملہ یہاں پر حاصل ہوتا ہے، ولایت کے
مشاہدات کی نسبت وہ بھی رویت ہی کی مانند ہے
اور جیسے آخرت کی رویت عالم خلق ہی کے ساتھ
مخصوص ہے ویسے ہی اس جگہ کا معاملہ بھی عالم خلق ہی کے
حصہ میں ہے، عالم امر کے لطائف تو اس جگہ محض لاشی ہوجاتے
ہیں، علی ہذا القیاس لطیفہ نفس اور عناصر ثلثہ بھی اس مقام پر ناچیز
ہوجاتے ہیں، یہ معاملہ تو عنصر خاک ہی کیساتھ مخصوص ہے اگر
دوسرے عناصر کو اس دولت سے کچھ حصہ ملتا بھی ہے تو صرف
اسی عنصر لطیف کے طفیل و تبعیت ہی سے ملتا ہے شریعت
کے تمام احکام اور غیب کی تمام خبریں یعنی حق تعالیٰ کا
وجود اور اُس سبحانہ کے صفات اور اسیطرح قبر کا معاملہ
اور حشر و ما فیہا اور بہشت و دوزخ وغیرہ جس
جس امر کی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی
ہے، اس مقام میں سب کے سب بدیہی اور عین الیقین ہو
جاتے ہیں، مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے،
تو اسمیں کوئی شک و شبہ نہیں پایا جاتا، اور نہ اسپر کسی

مثل چیزے مرئی واگر کسے گوید، کہ زید موجود
ست، در موجودیت زید محتاج بنظر و فکر میشود
و وجودِ حضرت حق سبحانہٗ مانند آئینہ میشود
و وجود اشیا مثل صورِ مرئیہ در آئینہ کہ وجود
ایں صور در وہم وخیال ست و وجود آئینہ
فی الواقع، لیکن در آئینہ صوری اول صورت
محسوس میشود، بعد ازاں آئینہ، و دریں جا
بخلافِ آنست، کہ دراولِ نظر وجود آئینہ (ظاہر شود دراول)
زیراکہ ۱۲
مرئی میشود، و وجودِ اشیا بعد از دقتِ
نظر، لہٰذا وجود حضرتِ حق سبحانہ بدیہی میشود
و وجودِ ممکنات نظری معاملہ عجب تر بشنو
میشود ۱۲
کہ باوجودِ علو وبساطتِ و بی رنگیہائے ایں
مقام وقتیکہ انکشافِ تام دریں جا حاصل
میگردد، معلوم میشود، کہ مقابلِ نظر اینمقام
بود، حیرت افزاید، کہ باوجود محاذی بودنِ (افزود)
مقابل ۱۲
ایں مقام واقربیت آں دریں مدت چرا
در نظر نمی آمد، وچرا دیدہا رانمی کشادیم و در
پس کوچہائے لطائف عالم امر مقصود را
می جستیم، طرفہ تر آنکہ برائی حصولِ ایں
مقام اذکارے کہ در صوفیہ معمول ست
ہیچ سود مند نیست، اما تلاوتِ قرآن مجید

دلیل کی حاجت پڑتی ہے، جیسے مشاہدے کی چیز
میں دلیل کیضرورت نہیں ہوتی، اور اگر کوئی شخص مثلاً
زید کے موجود ہونیکی خبر دے، تو سامع دلیل کا محتاج
ہوتا ہے، وجود حق میں نہیں ہوتا، اور اس مقام میں
حضرت حق سبحانہٗ کا وجود آئینہ کی مانند ہوجاتا ہے
اور اشیاء کا وجود ان صورتوں کی مانند جو آئینہ میں نظر
آتی ہیں ہوجاتا ہے، کیونکہ ان صورتوں کا وجود تو وہم
وخیال ہی میں ہے اور آئینہ کا وجود واقع اور نفس الامر
میں ہے، ولیکن ظاہری آئینہ میں پہلے صورت محسوس ہوتی
ہے، پھر بعد میں آئینہ، اور اس مقام میں اسکے برخلاف
اول اور آئینہ کا وجود دیکھنے میں آتا ہے پھر کہیں نظر
غور کرنیکے بعد اشیاء کا وجود دکھائی دیتا ہے، لہٰذا
حضرت حق سبحانہٗ کا وجود بدیہی ہوجاتا ہے، اور ممکنات
کا وجود نظری، اس سے زیادہ تعجب ناک معاملہ سنو کہ اس
مقام کی بلندی اور بساطت اور بیرنگی کے باوجود
جب اس مقام کا پورا پورا انکشاف حاصل ہوتا ہے،
تو معلوم ہوتا ہے، کہ یہ مقام تو بالکل نظر کے روبرو
ہی تھا، اسوقت حیرانی بڑھ جاتی ہے، کہ باوجود
محاذی و قریب ہونے اس مقام کے اتنی مدت تک کیوں
نہیں نظر آتا تھا، اور ہمنے کیوں نہیں آنکھیں کھولیں اور اپنے
مقصود کو لطائف عالم امر کے کوچوں میں کیوں تلاش

باترتیل و اداے صلوٰۃ باآداب آں و
اذکارے کہ از حدیث شریف ثابت ست
دریں مقام ترقی می بخشد، از شغل علم حدیث
و اتباع سنن حبیب خدا صلی اللہ علیہ
وسلم قوتے و تنویرے دریں مقام
بہم میرسد و حقیقت سِرِّ قَابَ قَوْسَیْنِ
اَوْ اَدْنیٰ دریں دائرہ منکشف میشود اگرچہ
در ہر مقام سابق توہم ایں معرفت ناشی
شدہ بود، لیکن آنجا معاملہ با ظلال یا صفات
بود و اینجا با حضرت ذات ست تعالیٰ و تقدس
تفصیل ایں معاملہ آنچہ بفہم قاصر اینا فہم
آمدہ است نوشتہ میشود، بگوش ہوش
استماع فرمایند، چوں سالک را فنا و بقا
بصفات واجبی کما ینبغی میسر شد و صفات
را با حضرت ذات قربے ست، کہ اطلاق
لفظ ؎ لَا ھُوَ وَلَا غَیْرُہٗ در آنجا کردہ اند، و
سالک را از جہت فنائے کہ در مرتبہ
صفات حاصل گشتہ، ازیں قرب نصیب
یافتہ، بقرب قاب قوسین قائل خواہد
شد، و چوں در مرتبہ حضرت ذات فانی

کرتے رہے، طرفہ تر یہ کہ اس مقام کے حصول کیواسطے
صوفیہ میں جو اذکار معمول ہیں، کچھ بھی مفید نہیں ہاں البتہ
قرآن مجید کی باترتیل تلاوت اور صلوٰۃ باآداب نماز کی ادائیگی اور جو
اذکار حدیث شریف سے ثابت ہیں، یہ سب اس مقام میں ترقی بخش
ثابت ہوئے ہیں، علم حدیث کے شغل اور حبیب خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کی سنن کی اتباع سے اس مقام میں ایک
طرح کی قوت اور نورانیت پیدا ہوتی ہے، اور قاب
قوسین اَوْ اَدْنیٰ کے راز کی حقیقت اس دائرہ میں منکشف
ہوتی ہے اگرچہ ہر سابق مقام میں اس معرفت کا توہم
تو ضرور پیدا ہوا تھا، مگر وہاں پر معاملہ صرف ظلال یا
صفات ہی کے ساتھ تھا، اور یہاں پر تو خود حضرت ذات
تعالیٰ و تقدس کے ساتھ ہے، اس معاملہ کی تفصیل جو کچھ
اس نافہم قاصر کے فہم میں آئی ہے، لکھی جاتی ہے، ہوش کے
کان سے سنیں، سالک کو صفات واجبی میں جب کما
ینبغی فنا و بقا حاصل ہوگی، اور صفات کو تو حضرت ذات
کیساتھ قرب لا عین ولا غیر حاصل ہے، اور سالک
نے اس فنا فی الصفات کی وجہ سے اس قرب کا حصہ
لے لیا ہی، تو سالک اب خواہ مخواہ قرب قاب قوسین
کا قائل ہوگا، اور جب سالک مرتبہ حضرت
ذات میں فانی ہوگا، اور اس مرتبہ میں بقا بھی

؎ یعنی صفات حضرت حق نہ عین ذات اند و نہ غیر آں، غیر اینجا بمعنے مباین گفتہ اند فافہم ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالیٰ ۱۲

خواہد شد، ودراں مرتبہ بقا خواہد یافت لاجرم بقربِ اَوْ اَدْنیٰ تکلم خواہد نمود، و حقیقتِ ایں معاملہ موقوف برکشف ست از تقریر وتحریر راست نمی آید، واگر گویم خدا داند کہ کسے چہ فہم نماید، وسِرِّ دَنیٰ فَتَدَلّیٰ کہ دریں مقام مکشوف میشود ازیں ہم نازک ترست، لہٰذا عنان قلم از میدانِ بیانِ آں برتافتہ، کہ فہم عوام بلکہ فہمِ خواص ہم ازاں قاصرست، باید دانست کہ در تجلی ذاتی دائمی سہ مرتبہ اثبات کردہ اند، مرتبہ اُولیٰ را کمالات نبوت قرار دادہ اند، چنانچہ بیان آں کردہ شد، ودر ہنجام مراقبہ ذاتے کہ منشاءِ کمالات نبوتست میفرمایند، و مرتبہ ثانیہ را کمالاتِ رسالت قرار دادہ اند، ودر ہنجام مراقبہ ذاتے کہ منشاءِ کمالات رسالت ست، میفرمایند و فیض ایں مقام برہیئت وحدانی سالک مے آید

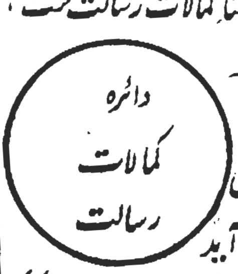

وہیئت وحدانی عبارت از مجموع عالم

ویر مزو مشدت انکفا نمودہ و

حاصل کرے گا، تو اب لامحالہ قرب او ادنیٰ کے حصول کا مدعی ہوگا، اب رہی اس معاملہ کی پوری پوری حقیقت سو اُس کا انکشاف کشف ہی سے ممکن ہے، تقریر وتحریر میں تو ہرگز آ ہی نہیں سکتا اگر کچھ کہا بھی جائے، تو خدا جانے کوئی کیا سمجھے، لہٰذا اتنے ہی پر کفایت کیجاتی ہے، باقی رہا سر دنیٰ فتدلیٰ جو اس مقام میں مکشوف ہوتا ہے وہ تو اُس مقام (قاب قوسین او ادنیٰ) سے بھی زیادہ نازک ہے، لہٰذا اُسکے بیان کے میدان سے عنان قلم پھیری جاتی ہے، کیونکہ عوام کا فہم بلکہ خواص کا بھی اس سے قاصر ہے، جاننا چاہیے، کہ مشائخ کرام نے تجلی ذاتی دائمی میں ترتیب وار تین مرتبے ثابت کئے ہیں پہلا مرتبہ کمالات نبوت کا قرار دیا گیا ہے، چنانچہ اس امر کا بیان مذکور ہوا، اور اس مرتبہ میں ذات منشا کمالات نبوت کا مراقبہ کرتے ہیں، دوسرا مرتبہ کمالات رسالت کا ہے اور اس مرتبہ میں ذات منشا کمالات رسالت کا مراقبہ فرماتے ہیں، اور اس مقام کا فیض سالک کی مجموعی ہیئت وحدانی پر وارد ہوتا ہے، اور ہیئت وحدانی سے عالم امر و عالم خلق کا مجموع من حیث ھو مراد ہے، جو ہر ایک کے تصفیہ وتزکیہ کے بعد ان دونوں کی ایک دوسری مجموعی ہیئت

امر و عالم خلق ست، کہ بعد تصفیہ و تزکیہ ہر کدام
را ہیئتے دیگر پیدا شدہ است مثلاً چنانچہ شخصے
خواہد، کہ معجونے از اَدْوِیہ چند مختلف التاثیر
درست سازد، اول ہر یک را از آں اُدْوِیہ جُدا
جُدا کوفتہ و بیختہ می نہد، من بعد ہمہ ادویہ را
در قوام قند یا عَسَل جمع میسازد و اَدْوِیہ مذکورہ
ہیئتے دیگر و خواص دیگر پیدا کردہ، معجون نام می یابد
ہمچنیں لطائف عشرہ سالک یک ہیئت دیگر پیدا کردہ
درینمقام و مقامات فوقانی عُروجات کثیرہ
میسر می یابند، و در ماہ ذی الحجہ از عام مذکور ١٢٢٥
حضرت پیر دستگیر بر ہیئت وحدانیِ ایں
غلام خود توجہ کردند، و ہمچنیں در ہر مقام
فوقانی الیٰ اٰخر المقامات المجددیہ یک
یک ماہ توجہ فرمودند، و فیضے از کمالاتِ
رسالت وُرود فرمودہ و درینمقام کثرتِ
اَنْوار خود از مقام سابق و وُسعتہا و بے
رنگیہا وُرود فرمودند، نسبتِ اینمقام
بمقام سابق و ہمچنیں نسبت ہر مقام
فوقانی با مقام تحتانی چوں نسبتِ مغز
با پوست ست، بعد ازیں در مرتبہ ثالثہ
کہ عبارت از کمالات اُولو العزم ست توجہ

پیدا ہوگئی ہے۔ جیسے مثلاً کوئی شخص چاہے، کہ
مختلف التاثیر چند دواؤں سے ایک معجون
مرکب تیار کرے، تو پہلے اُن میں سے ہر ایک
دوا کو کوٹ چھان کر رکھ لیتا ہے، بعد ازاں تمام
کو قند یا شہد کے قوام میں ملا کر حل کر دیتا ہے،
اب تمام مذکورہ اَدْوِیہ ایک دوسری ہیئت
اور دوسرے خواص پیدا کر کے ایک خاص
معجون کے نام سے موسوم ہوتی ہیں، ایسے ہی
سالک کے لطائف عشرہ ایک دوسری صورت
و شکل پیدا کر کے اس مقام اور مقامات فوقانی
میں کثرت کیساتھ عروج حاصل کرتے ہیں، اور اسی
سال کے ماہ ذی الحجہ میں حضرت پیر دستگیر نے اپنے
اس غلام کی ہیئت وحدانی پر توجہ فرمائی، اور اسیطرح
ہر مقام فوقانی میں یکے بعد دیگرے مقامات مجددیہ کے
آخر تک ایک ایک ماہ توجہ دیتے رہے۔ اور کمالات رسالت
سے فیض وارد ہوتا رہا، اور اسمقام میں نسبت مقام سابق
اپنے انوار کثرت کیساتھ اور وسعت و بیرنگی بھی بکثرت
وارد فرمائی، اس مقام کی نسبت پہلے سابق مقام سے
اور ایسے ہی ہر مقام فوقانی کی نسبت مقام تحتانی کے
ساتھ ایسی ہے جیسے مغز کی نسبت پوست اور چھلکے
کیساتھ بعد ازاں تیسرے مرتبہ یعنی کمالات اُولو العزم میں

دائرہ
کمالات
اولو العزم

فرمودند، وفیض اینمقام درکمال علو وکثرت انوار ہیبت وحدانی وارد شد، دریجا مراقبہ ذاتے کہ منشأ کمالات اولو العزم ست مینمایند، دریں مقام کشف اسرار مقطعات[1] قرآنی ومتشابہات فرقانی منکشف میشود، وبعضے اکابر را محرم اسرارے کہ درمیانِ محب ومحبوب گذشتہ است میسازند، وبواسطہ اتباعِ حبیبِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ از الوش خاص آنجناب عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ الصَّلوٰۃ وَالسَّلَام نصیبہ عطا میفرمایند ووقتیکہ درینمقام حضرت پیر دستگیر ایں غلام خود را بتوجہ مخصوصہ خود سرفراز ساختند دراں ایام ایں بدنام را اسرارِ یک حرفے ازاں حروف کہ غالباً آں حرف ص ست یا حرف دیگر، دروقت تحریر دریاد بندہ نماندہ مکشوف شدہ بود، بیانِ آں اسرار درخورِ حوصلہ بشر ممکن نیست اگر گوید متکلم را تاب نماند ومستمع از ہوش رود، واگر

حضرت پیر دستگیر نے توجہ فرمائی، اور اس مقام کا فیض اپنی کمال بلندی اور کثرت کے ساتھ ہیبت وحدانی پر وارد ہوا، اس جگہ ذات منشار کمالات اولو العزم کا مراقبہ کرتے ہیں، اور اس مقام میں مقطعات ومتشابہات قرآنی کے اسرار کھلتے ہیں، اور بعض بزرگوں کو توان اسرار کا محرم راز بنایا جاتا ہے جو محب ومحبوب کے درمیان ہو گذرے ہیں اور حبیب خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی اتباع کے باعث آنجناب علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص پس خوردہ میں سے حصہ عطا فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ جب حضرت پیر دستگیر نے اپنے اس غلام کو اس مقام میں اپنی مخصوص توجہ کے ساتھ سرفراز فرمایا، انہی دنوں میں اس بدنام (مصنف رسالہ) پر ان حروف میں سے ایک حرف کے اسرار مکشوف ہوئے، غالباً وہ حرف ص ہے یا کوئی اور تحریر کے وقت مجھے یاد نہیں رہا، ان اسرار کے بیان کی گنجائش بشر کے حوصلہ میں نہیں ہے، اگر بیان میں آ بھی جائیں، تو متکلم بے تاب اور سامع بیہوش ہو جائے، اور بر تقدیر تسلیم اگر کچھ بیان کرنا بھی چاہے، تو ان اسرار کے بیان کے لئے وہ عبارت

[1] مانند الم - ن - حم - المص - ۱۲ مصحح سلمہ اللہ تعالیٰ ۱۲

برتقدیرِ تسلیم چیزے خواہد، کہ بیان نماید،
عبارتے از برائے بیان آں اسرار از کجا
پیدا آید، کہ تقریر کند؟ واگر ایں اسرار ممکن
الاظہار می بودند، البتہ امام الطریقہ حضرت
مجدّدِ الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چیزے
ازاں اسرار ارشاد میفرمودند، ایں کمینہ
درویشاں بلکہ ننگ وعار ایشاں را چہ
میرسد، کہ نام ایں چیز ہا گیرد، لیکن برائے
اظہار شکر جناب الٰہی جلّ شانہٗ واحسان
حضرت پیر دستگیر مدظلہم العالی اینچنیں
گفتگو در تحریر آمدہ باید دانست، کہ از
وقتیکہ معاملہ باطن بہ ہیئتِ وُحدانی مے
افتد، ترقی باطن محض بہ تفضّل میشود کہ
ہیچ عمل را دخل نمی ماند، اگرچہ در جمیع مقامات
بے فضل الٰہی جلشانہٗ از ہیچ عمل ترقی
ممکن نیست لیکن اعمال مانند اسباب
ہستند اما دریں مقامات ایں اسباب
راہم دخلے نیست اگرچہ در ازالہ کدوراتِ
بشری ذکر اثرِ تمام دارد، لیکن برائے
ترقی باطن نتیجہ نمی بخشد، مثلاً ہرگاہ مشغول

کہاں سے آئے جو ان کو بیان کرے، اور اگر یہ
اسرار ممکن الاظہار ہوتے، تو البتہ امام طریقہ
حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان
اسرار میں سے ضرور کچھ نہ کچھ ارشاد فرماتے، یہ
کمینہ درویش بلکہ درویشوں کی ننگ وعار کو کیا
حق حاصل ہے، کہ ان چیزوں کا نام تک بھی لے لیکن
جناب الٰہی جل شانہٗ کے شکر اور حضرت پیر دستگیر
مدظلہم العالی کے احسان کے اظہار کیواسطے
ایسی گفتگو تحریر میں آئی، جاننا چاہیے، کہ جس وقت
سے باطن کا معاملہ ہیئت وحدانی کے ساتھ پڑتا
ہے، تبھی سے باطن کی ترقی فقط تفضل (فضل
خداوندی) ہی سے وقوع میں آتی ہے، کسی عمل
کا بھی اس میں دخل نہیں رہتا، اگرچہ تمام مقامات
میں فضل خداوندی کے بغیر کسی عمل سے بھی ترقی
ممکن نہیں، مگر اعمال اسباب کی مانند تو ضروری ہیں، و
لیکن ان مقامات میں تو اسباب کا بھی کوئی دخل نہیں
دیکھو ذکر کو اگرچہ کدورات بشری کے زائل کرنے
میں پورا پورا اثر ہے، ولیکن باطن کی ترقی میں
نتیجہ بخش واقع نہیں ہوتا، مثلاً سالک جب ذکر
اسم ذات یا نفی واثبات یا تہلیل لسانی کے

لہ یعنی برتقدیر تسلیم تاب تکلم وہوش مستمع ۱۲ لہ یعنی از آغاز کمالات رسالت ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالیٰ

بذکرِ اسم ذات یا نفی و اثبات یا تہلیل
لسانی میشود، می بیند، کہ دریں مقامات
آں ذکر نمی رسد، و در راہ بیماند، مگر وقتیکہ
لفظ محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ با تہلیل ضم کردہ میشود، و درود
باو ضم کردہ میخواند، البتہ قوتے در مقامات
فوقانی دست میدہد، بلکہ وسعت لفظ
مبارک محمد رسول اللہ از تہلیل زیادہ
مفہوم می شود، و بواسطہ قرآن مجید ترقیات
ایں مقامات حاصل میشود، و بہر مرتبہ
کہ میرسد، بواسطۂ کلام مجید می رسد، باید
دانست کہ از کمالات الوالعزم بدو طرف
سلوک کردہ میشود، و دریں امر اختیار
مرشد ست، بہر طرف کہ خواہد، طالب را
تسلیک فرماید یک راہ بطرف حقائق
الٰہیہ میرود، و آں عبارت از حقیقت کعبہ
و قرآن و صلوٰۃ ست، و راہ دیگر بسوئے
حقائق انبیاء ست عَلَیْہِمُ السَّلَامُ و آں
عبارت از حقیقت ابراہیمی و موسوی و
محمدی و احمدی ست عَلَیْہِمُ السَّلَامُ
آنچہ بندہ را حضرت پیر دستگیر توجہ فرمودند

ساتھ مشغول ہوتا ہے، تو دیکھتا ہے اگر ان
مقامات میں وہ ذکر نہیں پہنچتا، اور راہ ہی میں
رہجاتا ہے، مگر جب لفظ محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تہلیل کے ساتھ ملا دے، اور
درود بھی اُس کے ساتھ ملا کر پڑھے، تو البتہ
مقامات فوقانی میں ایک نوع کی قوت پیدا ہو
جاتی ہے، بلکہ لفظ مبارک محمد رسول اللہ
کی وسعت تہلیل کی نسبت زیادہ معلوم ہوتی
ہے، اور قرآن مجید کے سبب سے ان مقامات
ترقیات واقع ہوتی ہیں، اور سالک جس مرتبہ
میں پہنچتا ہے، قرآن مجید ہی کے ذریعہ سے
پہنچتا ہے، جاننا چاہیے، کہ کمالات الوالعزم
سے دو طرف راستہ جاتا ہے، اس میں مرشد
کو اختیار ہے، کہ طالب کو جس طرف چاہے
اُسی طرف لیجائے ایک راستہ تو حقائق الٰہیہ
کیطرف جاتا ہے، یعنی حقیقت کعبہ و حقیقت
قرآن و حقیقت صلوٰۃ کیطرف اور دوسرا راستہ
حقائق انبیاء علیہم السلام کی طرف اور
حقائق انبیاء سے مراد حقیقت ابراہیمی و حقیقت
موسوی و حقیقت محمدی و حقیقت احمدی علیہم السلام
ہے، حضرت پیر دستگیر نے اس غلام کو پہلے حقائق

اولاً بطرف حقائق الٰہیہ فرمودند، لہٰذا
حقائق الٰہیہ را بر حقائق انبیاء مقدم ساختم
و بذکر آں می پردازم،

فصل

دربیان حقائق الٰہیہ[1] کہ عبارت از
حقیقتِ کعبہ و حقیقتِ قرآن و حقیقت
صلوٰۃ ست، از اتفاقات زمانہ در آخر
محرم الحرام ۱۲۲۶ھ[2] وقتیکہ راقم را تا بکمالات
اولی العزم توجہ شدہ بود، عزیمت رام پور
اختیار کردم، و در ماہ جمادی الثانی از
سال مسطور (سنہ ۱۲۲۶) باز حاضر حضور پر نور گردیدم
از ابتدائے ماہ رجب توجہ در حقیقت
کعبہ فرمودند درینجا
عظمت و کبریائی
حضرت حق سبحانہ
مشہود شد، و ہیبتے بر باطن من مستولی
گردید، درینجا مراقبہ ذاتیکہ مسجود ممکنات
ست میفرمایند، و بعد از چند روز فنا و

دائرہ
حقیقت
کعبہ ربانی

الٰہیہ کی طرف توجہ فرمائی، لہٰذا حقائق الٰہیہ
کو حقائق انبیاء پر میں نے مقدم کیا، اور انہی کے بیان میں
مشغول ہوتا ہوں

فصل

حقائق الٰہیہ یعنی حقیقت کعبہ اور حقیقت
قرآن اور حقیقت صلوٰۃ کے بیان میں، اتفاقاً
محرم الحرام سن بارہ سو چھبیس (سنہ ۱۲۲۶ھ) ہجری کے آخر میں جب
کہ راقم الحروف (مصنف) کو حضرت پیر دستگیر نے
کمالات اُولو العزم تک توجہ فرمائی، تو رام پور کا میں نے
قصد کیا، اور اسی سال کے ماہ جمادی الثانی میں پھر
حضور پر نور کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے ماہ رجب
کے شروع میں حقیقت کعبہ میں توجہ فرمائی اس
جگہ حضرت حق سبحانہ کی عظمت و کبریائی مشہود
ہوئی، اور میرے باطن پر ایک عظیم الشان ہیبت
طاری ہوئی، اس مقام میں اس ذات کا مراقبہ
کرتے ہیں، جو تمام ممکنات کی مسجود ہے، اور اس
کے بعد چند ہی روز میں اس مرتبہ مقدسہ
میں فنا و بقا حاصل ہوئی، میں نے اپنے آپ کو

[1] میگویند کہ کمالات در رنگ دریاست، و حقائق امواج آں دریا ۱۲ مصحح سلمہ اللہ تعالےٰ،

[2] یعنی یک ہزار و دو صد و بست و شش ۱۲ مصحح سلمہ اللہ تعالےٰ ۱۲

بقا بایں مرتبہ مقدسہ حاصل شد، خود را
متصف بایں شان یافتم، و توجہ ممکنات
بجانب خویش دانستم، اگرچہ در مرتبۂ کمالات (یعنی کمالات نبوت و رسالت اولوالعزم ۱۲)
بیرنگی ہائے بسیار حاصل بود و درین
مقامات[1] آنمقدار نیست، لیکن علو و وسعت
نسبت باطن بیش از بیش ست، و در
حقائق انبیاء با این ہمہ علو و وسعت از
حقائق الٰہیہ ہم بیرنگی کمتر ست، سرش
آنچہ بخاطر فاتر بندہ میرسد آنست کہ چونکہ
سالک را فنا و بقا بمرتبہ ذات بحت میسر
شد، و متخلق باخلاق آنمرتبہ مقدسہ گردید
لاجرم در مدرکہ نیز قوتے ہم میرسد، کہ بآں
ادراک نسبتہائے فوقانی میکند، ازیں
باعث بیرنگی آں مقامات دریافت نمیکند

مصرع

کہ رستم را کشد ہم رخش[2] رستم

چہ نسبت کمالات با نسبتہائے فوقانی از
یک جنس معلوم میشود، اگرچہ مناسبت
درصورت باشد، و در نسبت کمالات

اس شان سے موصوف پایا، اور تمام ممکنات کی
توجہ اپنی طرف دیکھی، اگرچہ کمالات کے مرتبہ
میں بہت سی بیرنگیاں حاصل تھیں، اور ان مقامات
میں اس قدر نہیں ہیں لیکن نسبت باطن کی بلندی
و وسعت زیادہ سے زیادہ ہے، اور حقائق انبیاء
میں باوجود اس تمام بلندی و وسعت کے حقائق
الٰہیہ سے بیرنگی بھی بہت کم ہے، اس کا راز بندہ
کے ناقص خیال میں جو کچھ آتا ہے، وہ یہ ہے کہ
سالک کو اس مقام پر فنا و بقا مرتبہ ذات بحت میں
حاصل ہوتی ہے، اور سالک اس مرتبہ مقدسہ کے اخلاق
کیساتھ متخلق (موصوف) بھی ہو جاتا ہے، تو بالضرور
سالک کی مدرکہ (ذہن) میں ایک نوع کی ایسی قوت
تو پیدا ہو جاتی ہے، کہ جس کے باعث فوقانی نسبتوں
کا ادراک تو کر لیتا ہے، مگر اس کی وجہ سے ان
فوقانی مقامات کی بیرنگی کو دریافت نہیں کر سکتا
مصرع کہ رستم را کشد ہم رخش رستم را، ترجمہ رستم پہلوان
کو رستم ہی کا گھوڑا اٹھا سکتا ہے (فوقانی نسبتوں کے ادراک
کی وجہ یہ ہے کہ کمالات کی نسبت اور فوقانی نسبتیں ایک
ہی جنس کی معلوم ہوتی ہیں، اگرچہ یہ جنسیت و مناسبت

[1] یعنی حقائق الٰہیہ ملثہ مذکورہ ۱۲ [2] بالفتح رنگ سپید و سرخ درہم آمیختہ و چوں اسپ رستم ہمیں قسم رنگ داشت ازیں جہت اسپ رستم را رخش گفتندے، و مجازاً ہر اسپ را رخش گویند ۱۲ غیاث لمعہ سلمہ اللہ تعالی ۱۲

بیرنگی ازاں مُمکن بود، کہ سالک را از پیش (یعنی
در ولایت فنا و بقا) بمرتبہ صفات و شیونات
حاصل شدہ بود، ہمانقدر قوتے در مدرکہ
او حاصل بود، لہٰذا ادراک مرتبہ حضرت
ذات خیلے دشوار بود، چہ کمالات ولایت
از مرتبہ دیگر حاصل بود، و کمالاتِ مرتبۂ
نبوت از بابِ دیگر ست، کہ باہم ہیچ مناسبت
ندارند اگرچہ مناسبتِ صوری باشد، و آنچہ
بعضے اکابر مرتبہ ولایت را ظل[1] مرتبہ نبوت
فرمودہ اند، نزدِ فقیر ایں سخن ثابت نشدہ
و آنچہ من دریافتہ ام، در ہیچ امر فیما بین
اینہا نسبتے نمی یابم، و مرتبہ کمالات را باں
حقائق نسبتے ثابت ست، بلکہ محققان[2]
فرمودہ اند، کہ حقائق نسبت بکمالات مانند
امواج اند، معنی ایں سخن آں باشد، کہ
چونکہ در کمالات ظہور تجلیات ذاتی دائمی
ست، لاجرم ہر نسبتے کہ فوقانی ست،
خارج از مرتبہ ذات نمی تواں شد، پس
اطلاق لفظ امواج راست آمد، و آنچہ

صورت ہی صورت میں کیوں نہ ہو، بلکہ کمالات کی
نسبت میں اسی وجہ سے بیرنگی حاصل تھی، کہ سالک کو
اس سے قبل (یعنی مرتبہ ولایات میں) فنا و بقا صرف صفات
و شیونات کے مرتبہ ہی میں حاصل ہوئی تھی، اور اسکی
مدرکہ میں قوت بھی اسی قدر پیدا ہوئی تھی، لہٰذا حضرت
ذات کے مرتبے کا ادراک اس پر بہت ہی دشوار تھا
اس لئے کہ ولایت کے کمالات اور مرتبہ سے حاصل ہوئے
تھے، اور مرتبہ نبوت کے کمالات اور قسم سے ہیں، یہ دونو
آپس میں کچھ بھی مناسبت نہیں رکھتے، اگرچہ صوری ہی
مناسبت کیوں نہ ہو، اور بعض اکابر کا یہ قول کہ مرتبہ
ولایت مرتبہ نبوت کا ظل ہے، فقیر (مصنف رسالہ ہٰذا) کے
نزدیک یہ ثبوت کو نہیں پہنچا، اور جو کچھ میں نے دریافت کیا ہے
وہ یہ ہے، کہ ان دونوں میں باہم کوئی نسبت بھی متحقق نہیں
ہاں البتہ مرتبہ کمالات و حقائق الٰہیہ ثلٰثہ کے مابین ایک
نوع کی نسبت ثابت ہے، بلکہ بعض محققین فن نے تو یہ بھی فرمایا
ہے، کہ حقائق الٰہیہ کمالات کی بہ نسبت ایسی ہیں، جیسے دریا
کی موجیں، اس کلام کا معنی یہ ہے، کہ چونکہ کمالات میں ذاتی
دائمی تجلیات کا ظہور ہوتا ہے، تو لامحالہ ہر فوقانی نسبت
مرتبہ ذات سے کسی طرح باہر نہیں ہوسکتی، اسی وجہ سے لفظ

[1] یعنی فیما بین کمالات ولایت و کمالات ثبوت نسبت ظلیت و اصلیت فہمیدہ اند نزد فقیر الخ ۱۲ [2] یعنی محققان آں نسبت اجمالیہ را بمرتبہ تفصیل آوردہ فرمودہ اند، کہ حقائق الخ ۱۲ مصحح سلمہ اللہ تعالےٰ۔

در ادراک ایں ناقص العقل آمدہ است و
نسبتِ[1] حقائق چیز ناظہور میکند، کہ در نسبت
کمالات آن ظہور نیست، مثلاً در حقیقت
کعبہ معظمہ ظہور عظمت و کبریائی و مسجودیت
آں مر ممکنات را بہ نحوے ظہور میفرماید
کہ عقل در ادراکِ آں تنگ و عاجز می
ماند، ومیدانم کہ حصولِ ایں مرتبہ متعالیہ
بدون توجہ مرشد درانمقامات متعذر ست
اِلّا اَن یَّشَاءَ اللّٰہُ تعالیٰ و چوں حضرت
پیر دستگیر در حقیقتِ قرآن مجید توجہ
فرمودند، در معاملہ معاینہ نمودم کہ درون
آں سرادقات (سراپردہائے)
عظمت و کبریائی
جائے یافتم و در عالم

مثال چناں دیدم، کہ گویا بر بام خانہ کعبہ
برآمدہ ام، آنجا زینہ نہادہ اند، کہ از آں زینہ
عروج فرمودہ، داخلِ حقیقت قرآنی شدم (نزدبانی)
و آں عبارت از مبدأ وسعتِ بیچونی حضرت
ذات ست، و وسعت حضرت ذات ازیں
مقام شروع میشود، و احوالے ظاہر میگردد

انوار کا اطلاق یہاں پر بالکل صحیح ہے، اور اس بارہ میں
جو کچھ مجھ ناقص العقل کے فہم و ادراک میں آیا ہے وہ یہ
ہے، کہ حقائق کی نسبت میں وہ اشیاء ظاہر ہوتی ہیں جو
کمالات کی نسبت میں ظاہر نہیں، مثلاً کعبہ معظمہ کی حقیقت
میں عظمت و کبریائی اور تمام ممکنات کی مسجودیت اس
طرز پر ظہور کرتی ہے کہ اس کے ادراک میں عقل بھی عاجز
اور تنگ ہو جاتی ہے، اور میں معلوم کرتا ہوں کہ اس عالی
مرتبہ کا حصول مرشد کی ان مقامات میں توجہ کرنے کے
بغیر نہایت ہی دشوار ہے اِلّا ماشاء اللہ اور جب حضرت
پیر دستگیر نے قرآن مجید کی حقیقت میں توجہ فرمائی
تو میں نے مراقبہ میں معاینہ کیا، کہ عظمت و کبریائی کے
سرادقات (شاہی پردوں) کے اندر میں نے جگہ پائی
اور میں نے عالم مثال میں ایسا دیکھا، کہ گویا میں کعبہ
کی چھت پر چڑھ گیا ہوں اور وہاں پر ایک زینہ رکھا
ہے، میں اس زینہ سے حقیقت قرآنی میں داخل ہو گیا
اور حقیقت قرآنی سے مراد حضرت ذات کی بیچونی و
بے کیفی کی وسعت و فراخی کا ابتدائی مرحلہ ہے
اور حضرت ذات کی وسعت اسی مقام سے شروع
ہوتی ہے، یعنی وہ حالات و کیفیات ظاہر ہوتے
ہیں، جو وسعت کے شبیہ ہیں، اور نہ فقط وسعت

[1] یعنی آں ست، کہ در نسبت حقائق الخ ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالیٰ

که تشبیه بوسعت ست، والّا اطلاق لفظ
وسعت درآنجا از تنگی میدان عبارت ست
و سِرّ شگفتن غنچهٔ دهنِ محبوب حقیقی این جا
دریافت میگردد، فَافْهَمْ وَلَا تَکُنْ مِّنَ
الْقَاصِرِیْنَ بواطن کلام اللہ درین مقام
میگردد، هر حرفے را از حروف قرآنی
دریائے یافتم بے پایان که موصل کعبه
مقصود ست مگر نکته عجب تر بشنو که بایں
همه قصص مختلفه و اوامر و نواهی متبائنه
در وقت قرأت چیزها ظهور میکند و اسرار
بمیان می آید، و قدرت او تعالیٰ و حکمت
بالغه حق سبحانه ظاهر میگردد، که برائے
تعلیم و تفهیم همه عوام قصص و حکایات
انبیاء عَلَیْهِمُ السَّلَامُ ذکر فرموده است
و برائے هدایت بنی آدم احکام شریعت
ارشاد کرده و در بطون این حروف چه
کیفیات و چه معاملات ست حیرت بر
حیرت مے افزاید و در هر حرفے بشانے
خاص ظهور میفرماید و همائی جان بازان
را در صید می آرد، خوش گفت

بیت

کا اطلاق اس جگہ عبارت والفاظ کے میدان کی تنگی
کیوجہ سے ہے، اور محبوب حقیقی کے غنچہ دہن کا کھلنا
اسی مقام میں معلوم ہوتا ہے خوب سمجھ لو اور کسی قسم
کی کوتاہی نہ کرو، اور کلام اللہ کے بطون (مخفی
راز) اسی مقام میں ظاہر ہوتے ہیں، میں نے
قرآن کریم کا ایک ایک حرف دریائے بے
کنار پایا، جو کعبہ مقصود تک موصل پہنچانیوالا ہے
ایک اور عجیب تر نکتہ سنو، کہ باوجود ان تمام مختلف
قصص حکایات کے اور متبائن اوامر و نواہی کے
قرأت کیوقت اقسام اقسام کے اشیا، اور انواع
انواع کے اسرار کھلتے ہیں، اور خدا تعالیٰ کی قدرت
کاملہ اور اس کے اسرار بالغہ معرض ظہور میں آتے
ہیں دیکھو تمام عوام کی تعلیم و تفہیم کی خاطر تو قصص
و حکایات انبیاء علیہم السلام کے ذکر فرمائے گئے ہیں
اور بنی آدم کے ارشاد و ہدایت کیواسطے احکام شریعت
ارشاد کئے گئے، اور قرآن کریم کے حرفوں کے باطن میں
کیا کیا کیفیتیں اور کیسے کیسے معاملے موجود ہیں، کہ حیرت
پر حیرت بڑھتی ہے، ہر ہر حرف میں ایک خاص شان
کے ساتھ ظہور فرماتا ہے اور جانبازوں کے دل
کا شکار کرتا ہے، کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے

بیت نہ حسنش غائے الخ **ترجمہ**

قرأتِ قرآن

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی
دروقتِ قرآن مجید لسانِ قاری حکم
شجرہ موسوی پیدا میکند و برائے قرأتِ
قرآن تمام قالب زبان میگردد، و علوِ
نسبت اینجا بشابہ ایست کہ نسبتِ
کمالات باایں ہمہ علو و وسعت بلکہ حقیقتِ
کعبہ معظمہ باایں عظمت و کبریائی درتحتِ
مشہود میگردد و دریں جا مراقبہ مبدا وسعتِ
بیچوں حضرت ذات میفرمایند، و موردِ
فیض اینمقامات ہیبت وُحدانی سالک
ست، بعدازیں حضرت پیر دستگیر در
دائرہ حقیقتِ صلوٰۃ توجہ فرمودند،

دریں دائرہ
کمالِ وسعتِ
بیچون حضرت ذات
مشہود گردیدہ از وسعت و علو اینمقام
چہ دانا ید، کہ حقیقت قرآن مجید یک جزو
اوست، وجزو دیگر حقیقتِ کعبہ ست
از کیفیات و واردات ایں مقام چہ
گوید، واگر گوید کیست کہ فہم نماید خوش

نہ اس کے حسن کی کوئی غایت ہے، نہ سعدی کے سخن کی
نہایت، استسقا والا تو پیاسے کا پیاسا ہی مرجائے
اور دریا ویسے کا ویسے ہی رہے، قرآن مجید کی قرأت کیوقت
قاری کی زبان شجرہ موسوی کا حکم پیدا کرتی ہے۔ اور
قرآن مجید کی قرأت کیوقت سارا قالب (بدن) تمام
ہی زبان ہو جاتا ہے، اور نسبت کی بلندی اس جگہ تو اس
درجہ کی ہے، کہ کمالات کی نسبت باوجود اس ہی تمام
علو و وسعت کے بلکہ حقیقت کعبہ معظمہ باوجود اس
عظمت و کبریائی کے حقیقت قرآن کے تحت میں مشہود
ہوتی ہے، اور اس مقام میں بیچوں حضرت ذات کی
وسعت کے مبدا کا مراقبہ کرتے ہیں، اور ان مقامات
کے فیض کا محل و مورد سالک کی ہیبت وحدانی ہی ہے
ازان بعد حضرت پیر دستگیر نے دائرہ حقیقت صلوٰۃ
میں توجہ فرمائی، اس دائرہ میں بیچوں حضرت ذات
کی کمال وسعت مشاہدہ میں آئی، اس مقام کی وسعت
اور بلندی کا کیا حال بیان کرے، مگر اسقدر تو ضرور
جان لو، کہ حقیقت قرآن مجید اس کا ایک جزو ہے
اور دوسرا جزو حقیقت کعبہ ہے، اس مقام کے
واردات و کیفیات کی کیا وصف بیان کرے
بالفرض اگر کچھ بیان کرے بھی تو کون سمجھے۔
کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے، بیت بطرز دامن ناز

گفت　　بیت

بطرازِ دامنِ نازِ او چہ ز خاکساری ما رسد
نہ زد آنکہ مژہ بہ بلندی کہ زگرد سرمہ دعا رسد

دریں جا مراقبہ کمالِ وسعت بیچوں حضرت ذات میفرمایند، سالکے کہ ازیں حقیقتِ مقدسہ حظے یافتہ دارا دائی وقتِ صلوٰۃ گویا ازیں نشاۃ می برآید و دنشاۃ اُخرویٰ می درآید، و شبیہ رویت اُخروی حاصل می نماید، در وقت تحریمہ دست از ہر دو جہان شستہ و ہر دو جہان را پس پشت انداختہ اللہ اکبر گویاں در حضور حضرت سلطان ذیشان جلّ شانہٗ حاضر میشود، و پیش ہیبتِ عظمت و کبریائی آنحضرت جلّ جلالہٗ خود را مبتذل و لاشی محض دانستہ قربان محبوب حقیقی میگرداند و در وقت قرأت بوجود موہوب کہ لائق آنمرتبہ است موجود گردیدہ متکلم با حضرت حق سبحانہ و مخاطب ازآنجناب مقدس میشود، لسان او گویا

اوالخ ترجمہ اس کے دامن ناز کے سنجاف تک ہماری خاکساری و نیازمندی کی رسائی کہاں اس نے اپنی آنکھ کی پلک تک بلندی پر نہیں جھپکی، کہ اس کے سر کے گرد اگر دہماری دعا ہی کی رسائی ہو جائے، اس مقام میں حضرت ذات بیچوں کی کمال وسعت کا مراقبہ کرتے ہیں جس سالک نے اس مقدس حقیقت سے کچھ بھی حظ حاصل کیا ہے، وہ گویا ادائے نماز کیوقت عالم دنیا سے نکلکر عالم آخرت میں داخل ہو جاتا ہے اور رویت اُخروی کے مشابہ حالت حاصل کر لیتا ہے تکبیر تحریمہ کیوقت دونوں جہان سے ہاتھ اٹھا اور دونوں جہان پس پشت ڈالکر اللہ اکبر کا نعرہ لگاتا ہوا حضرت سلطان ذی شان جل شانہ کے دربار میں حاضر ہوتا ہے، اور بارگاہ جل جلالہ کی عظمت و کبریائی کی ہیبت کے آگے اپنے آپ کو ذلیل و ناچیز خیال کر کے محبوب حقیقی پر قربان ہوئے جاتا ہے، اور قرأت کیوقت موہوب وجود سے جو اس مرتبہ کے لائق ہے موجود ہو کر حضرت حق سبحانہ کیساتھ متکلم اور اس جناب سے مخاطب ہوتا ہے، اس کی زبان گویا موسیٰ

لہ طراز بکسر نقش و نگار ہر چیز و نقش و عَلم جامہ و بمعنے سنجاف ۱۲ منہ۔ شہ تخصیص ماقبل ست بایں نہج کہ در وقت تحریمہ الخ ۱۲ - منصور سلمہ اللہ تعالیٰ

شجرہ موسوی میگردد، کما مر انفاً فی حقیقۃ القرآن و وقتیکہ برکوع میرود، و غایت خشوع می نماید، بمزید قرب ممتاز میشود و در وقت قرات تسبیح بکیفیتے دیگر مشرف میگردد، لاجرم برایں نعمت تحمید گویان قومہ می نماید، و باز در حضور حضرت حق راست می ایستد، و سر در ادائے قومہ آنچہ در فہم قاصر بندہ می درآید، آنست کہ چونکہ قصد ادائے سجود دارد، پس از قیام بسجود رفتن موجب مزید تذلل و انکسار ست ازانکہ از رکوع بسجود در رود و قربیکہ در حین ادائے سجود حاصل میشود چہ بیان نمودہ شود، کہ عقل در ادراک آن عاجز و قاصر ست، مفہوم میگردد کہ خلاصہ ہمہ نماز سجود ست. اَلسَّاجِدُ یَسْجُدُ عَلٰی قَدَمَیِ اللہِ حدیث شریف است و آیۃ کریمہ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ایمائے باین قرب میفرماید، خوش گفت

بیت

سر در قدمش بروں ہر بار چہ خوش باشد
راز دل خود گفتن با یار چہ خوش باشد

شجرہ بن جاتی ہے، چنانچہ ابھی ابھی حقیقت قرآن میں اس کا ذکر ہوا، جب رکوع کرتا ہے، اور غایت درجہ کا خشوع بھی، تو بالضرور زیادہ قرب کے ساتھ ممتاز ہوتا ہے، اور تسبیح کرنیکے وقت ایک اور خاص کیفیت سے مشرف ہوجاتا ہے، پھر اب تو خواہ مخواہ حمد و ثنا کرتا ہوا قومہ کرتا ہے، اور دوبارہ حضرت حق کے حضور میں برابر سیدھا کھڑا ہوجاتا ہے، اور قومہ کرنے میں میرے فہم ناقص میں یہ راز ہے، کہ چونکہ اب ادائے سجود کا ارادہ کرتا ہے، تو قیام سے سجدہ کیطرف جانے میں رکوع سے سجود کی جانب جانیکی نسبت تذلل اور انکسار زیادہ ہے ادائے سجود کیوقت ایک خاص جو قرب حاصل ہوتا ہے، اُسکا کیا بیان کیا جائے، اُسکے ادراک میں تو عقل بھی عاجز و قاصر ہے، معلوم ہوتا ہے، کہ ساری نماز کا خلاصہ سجود ہی سجود ہے، حدیث شریف میں ہے، کہ سجدہ کرنیوالا تو اللہ تعالیٰ کے دو قدموں پر سجدہ کرتا ہے اور آیہ کریمہ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ اور سجدہ کر اور نزدیک ہوا سی قرب کیطرف اشارہ کرتی ہے۔ کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے

بیت سر در قدمش بروں الخ ترجمہ بار بار اُس کے قدموں پر سر رکھنا کیا ہی اچھا معلوم ہوتا ہے۔ یار سے اپنے

لہ چنانچہ در بیان حقیقت قرآن مجید عنقریب گزشتہ - لمصحہ سلمہ اللہ تعالے

وچوں دریں قرب توہم آں شدہ بود، کہ [1]
عنقا بدام افتاد، باز تکبیر گویاں در جلسہ بر
نشست یعنی [2] اللّٰہ اکبر من ان اعبدہ
حق عبادتہ واقرب الیہ حق قربہ
و در جلسہ سوال مغفرت میکند، از جرم
ایں توہم کہ ناشی [3] شدہ بود، باز بجہت طلب
مزید قرب بسجدہ میرود، و باز در تشہد
نشستہ شکر و تحیات بجناب باری بر احسان
ایں قرب بجا مے آرد، و کلمۂ شہادتین از
جہت آنست کہ دولت ایں قرب بدوں
تصدیق و اقرار توحید و رسالت محال ست
باز درود میخواند، از جہت آنکہ ایں نعمت
بطفیل و تبعیت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم حاصل گشتہ و اختیار صلوٰۃ
ابراہیمی برائے آنست کہ در حین ادائے
نماز خلوتی با محبوب حقیقی دست دادہ بود و
ندیمی خاص و مصاحبت باختصاص کہ
عبارت از منصب خلت ست، نصیب

دل کا بھید کھولنا گویا ہی خوش آتا ہے، اور چونکہ قرب
سجود سے خیال ہوا تھا، کہ عنقا (مطلوب حقیقی) دام
میں آپھنسا ہذا اللہ اکبر کہتا ہوا جلسہ میں بیٹھ گیا یعنی
اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے، کہ میں اسکی کما حقہ
عبادت کر سکوں، اور کما ینبغی اس کا قرب حاصل
کروں، اور اسی سابق جرم کی جلسہ میں معافی مانگتا
ہے، کہ اللّٰھم اغفر لی وارحمنی الخ پھر اور زیادہ
قرب طلب کرنیکے واسطے دوبارہ سجدہ کرتا ہے
ازاں بعد تشہد میں بیٹھکر اس نعمت قرب کے احسان
وانعام پر بارتعالےٰ کی جناب میں شکر و تحیات بجا
لاتا ہے، اور کلمہ شہادت کی یہ وجہ ہے، کہ یہ سارا
قرب وغیرہ کا معاملہ توحید و رسالت کی تصدیق و اقرار
کے بغیر ناممکن ہے، پھر درود شریف اس واسطے
پڑھتا ہے، کہ یہ تمام نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ہی کی طفیل حاصل ہوئی ہیں، اور ابراہیمی درود شریف اس
وجہ سے اختیار کیا گیا ہے، کہ ادائے نماز کے وقت محبوب حقیقی
کیساتھ خلوت میسر آتی ہے، اور خاص ہمنشینی اور
بالخصوصیت مصاحبت (منصب خلت) تو صرف حضرت

[1] یعنی مطلوب حقیقی را یافتم وبمراد خود رسیدم ۱۲ [2] یعنی معنی ایں تکبیر چنیں خیال کند و فہمد کہ اللہ تعالےٰ برتر ست ازینکہ پرستم او را سزاوار پرستیدنش و نزدیک شوم باو چنانکہ شاید و باید در رنگ آنکہ گفتہ اند ما عبدناک حق عبادتک وما عرفناک حق معرفتک [3] یعنی ایں کہ من حق را یافتم ۱۲ — لمصنفہ سلمہ اللہ تعالےٰ —

حضرت خلیل ست علیٰ نبیّنا و علیہ الصّلوٰۃ والسّلام گویا کہ از برکت این درود آں نذیہی راطلب مے کند فافہم باید دانست، وقتیکہ در اداسئے نماز بسنن وآداب آں کماینبغی بجا آوردہ میشود مثلاً از آداب نماز ست، کہ در وقت قیام جائے سجود را نظر دارد و در رکوع بر قدمین و در سجود بر پرۂ بینی و در قعود بر ہر دو زانو ہمچنیں ہمہ آداب را رعایت کند، البتہ حقیقت صلوٰۃ جلوہ میفرماید وآنکہ برائے حضور وجمعیت در قیام چشم بند کردہ متوجہ میشوند، ازیں چیزہا حضور لطائف البتہ پیدا می شود، لیکن برائے ظہور نسبت ہائے فوقانی حاجت بند کردن چشم نیست، بلکہ اینجا ہر حضوریکہ ہست، قالب راست وحضور قالب در رعایت آدابیکہ موافق سنت خواہد افتاد البتہ خواہد شد، و بند کردن چشم در قیام نماز بدعت ست، اگرچہ برائے حضور جائز داشتہ اند، ہمچنیں در سماعت قرآن مجید اگر از شخصے خوش خوانے شنودہ

بند کردن چشم در نماز بدعت ست

خلیل علیٰ نبیّنا و علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ہی کا حصہ ہے، گویا درود شریف کی برکت کے باعث اسی نذہبی ومنشینی کو طلب کرتا ہے، خوب سمجھ جانا چاہیے کہ جب ادائے نماز میں اس کے سنن وآداب کما حقہٗ بجالائے جائیں، تو البتہ اس وقت نماز کی حقیقت اپنا جلوہ دکھاتی ہے، مثال کے طور پر جان لو کہ نماز کے آداب میں ایک یہ بھی ہے، کہ نمازی قیام کیوقت اپنی نظر سجدہ گاہ کیطرف رکھے، اور رکوع میں قدموں پر اور سجود میں ناک کے نرمہ پر اور قعود (بیٹھنے) میں دونوں گھٹنوں پر، اس کی اور ایسے ہی تمام آداب کی بھی رعایت کرے اور بعض لوگ جو حضور وجمعیت کے خیال سے قیام میں آنکھ بند کرکے متوجہ ہوتے ہیں، ان چیزوں سے لطائف کا حضور تو البتہ پیدا ہوتا ہے، مگر فوقانی نسبتوں کے حضور کیواسطے آنکھ بند کرنیکی ضرورت نہیں بلکہ اس جگہ تو ہر قسم کا حضور قالب ہی کے واسطے ہے، اور قالب کا حضور اُن ہی کی آداب کی رعایت سے ہوگا، جو سنت کے موافق ہوں، اور نماز میں آنکھ بند کرنا تو بدعت ہے، اگرچہ حضور کے خیال سے جائز رکھا گیا ہے، ایسے ہی قرآن مجید کی سماعت میں بھی اگر کسی خوش الحان سے سنا جاوے تو ولایت کی نسبت ظہور کرتی ہے، اور اگر صحیح

میشود نسبتِ ولایات ظہور میکند، واگر
از شخص درست خوانے شنودہ میشود،
نسبتِ حقائق فوقانی ظہور خواہد کرد، چہ
بآوازِ خوش قلب رامناسبتے کلی ست
لاجرم ظہور خواہد نمود، وچوں بصحتِ الفاظ
وادائے حروف از مخرج وترتیلِ قرأۃ
بخواند، اگرچہ خوش آوازی نباشد، ناگزیر
آں حقائق جلوہ خواہند فرمود، بعدازاں
حضرت پیردستگیر درمرتبہ مقدسہ معبودیّت
صرفہ توجہ فرمودند

دائرہ
معبودیت
صرفہ

ایں جا قدم راگنجائش
نماند، وسیر قدمی تمام
شد، کہ آں درمقاماتِ عابدیت بود، لیکن
بعنایت الٰہی نظر راموقوف نساختند، و
سیر نظری میشود، ؎

بلا بودے اگر ایں ہم نبودے

چوں بندہ را دریں مقامِ عالی توجہ فرمودند
درمعاملہ دیدم، کہ درمقامی ہستم فوق آں
مقام مقامی بس عالی ومتعالی دیر رنگ
ظہور فرمود، وہرچند خواستم، کہ درآں مقام
بروم میسر نشد، آنوقت معلوم گردید، کہ

پڑھنے والے سے سنا جائے، تو فوقانی حقائق
کی نسبت ظہور کریگی، کیونکہ خوش آوازی کے
ساتھ دل کو پوری پوری مناسبت ہے، الہٰذا
وہ مناسبت ظاہر ہوگی، اور جب الفاظ کی
صحت اور مخارج سے حروف کی ادائیگی اور
قرأت کی ترتیل کے ساتھ پڑھا جائے، اگو خوش
آوازی نہ ہو، تو خواہ مخواہ حقائق فوقانی جلوہ گر
ہونگی، ازاں بعد حضرت پیردستگیر نے مقدس
مرتبہ معبودیت صرفہ میں توجہ فرمائی، اس مقام
میں قدم کی گنجائش بالکل نہیں ہے، اور قدمی سیر تمام ہو چکی
کیونکہ وہ عابدیت ہی کے مقام تک تھی، لیکن خدا کی
عنایت ومہربانی سے نظر کو موقوف نہیں کیا گیا، اور
سیر نظری ہوتی رہتی ہے، مصرعہ بلا بودے الخ ترجمہ
اگر یہ بھی نہ ہوتا، پھر تو بڑی بھاری آفت تھی، پھر جب
حضرت پیردستگیر کو اپنے غلام کو اس عالی مقام میں
توجہ فرمائی، تو معاملہ میں کیا دیکھتا ہوں، کہ میں ایک
مقام میں ہوں، اس سے اوپر کی جانب ایک
بہت بڑا بلند دیر رنگ مقام ظاہر ہوا، میں نے
ہرچند اس مقام میں پہونچنا چاہا، مگر نہ ہوسکا
اسوقت معلوم ہوا، کہ یہ معبودیت صرفہ کا
مقام ہے، قدم کی وہاں گنجائش نہیں ہے، مگر

این مقام معبودیت صرفہ است، کہ قدم
را آنجا گنجائش نیست، اگر نظر تا ہر کجا کہ
تماشا کند، خوش گفت **بیت**

ما تماشا کنانِ کوتہ دست
تو درختِ بلند بالائی

وسر معنی کلمہ طیبہ لا معبود الا اللہ اینجا
جلوہ گر گردید، ظاہر شد کہ فی الحقیقت
استحقاقِ عبادت بہر نوعی کہ باشد، بغیر از
حضرت احدیتِ مجردہ کسی ندارد، اگرچہ
اسماء وصفات باشند، چہ جائے آنکہ
ممکنات لیاقتِ این امر داشتہ باشند
کان من کان حقیقتِ شرکت درین جا
نمی ماند، واز بیخ و بن کندہ میرود بدانکہ
سیر حقائق الٰہیہ تا اینجا بود، الحال بیانِ
حقائق انبیا علیہم السلام نمودہ میشود
بگوش ہوش استماع فرمایند،

فصل

دربیان حقائق انبیا کہ عبارت از
حقیقت ابراہیمی وحقیقت موسوی و
حقیقت محمدی وحقیقتِ احمدی ست علی

نظر جہاں تک پہنچے، اُس کو تو گنجائش ہے،
کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے **بیت** ما تماشا
کنان الخ ترجمہ تو تو بلند قامت درخت ہے
ہم تو صرف نظر باز دست نارس میں، اور کلمہ
طیبہ لا معبود الا اللہ کا راز اس مقام پر جلوہ گر
ہوا، صاف طور پر ظاہر ہوگیا، کہ درحقیقت ہر
نوع کی عبادت کا استحقاق بجز حضرت
احدیت مجردہ کے اور کسی کو بھی حاصل نہیں
اگرچہ اسماء وصفات ہی کیوں نہ ہوں ممکنات
بچارے سارے کے سارے جو بھی ہوں
ان کی حقیقت ہی کیا ہے، کہ اس امر کی لیاقت
رکھیں، شرک اس جگہ میں ہرگز نہیں رہتا،
بلکہ بیخ وبن سے اکھڑ جاتا ہے، مخفی نہ رہے
کہ حقائق الٰہیہ کی سیر یہیں تک تھی، اب انبیاءُ
علیہم السلام کی حقائق کا بیان ہوتا ہے
گوش ہوش سے سنو۔

فصل

حقائق انبیاء علیہم السلام یعنی حقیقت ابراہیمی
وحقیقت موسوی، حقیقت محمدی اور حقیقت
احمدی کے بیان میں جاننا چاہیے، کہ جیسے حقائق

خاتمھم اولاً و علیٰ اجمعھم ثانیاً الصلوٰۃ والسلام باید دانست کہ چنانکہ در حقائق الٰہیہ ترقی موقوف بر تفضل ست ہمچناں در حقائق انبیا علیہم السلام ترقی موقوف بر محبت ست، چوں حضرت پیر دستگیر غلام خود را در حقیقت ابراہیمی توجہ فرمودند مراقبہ ذاتیکہ منشأ حقیقت ابراہیمی ست ارشاد کردند از عنایت حضرت ایشاں در ہماں توجہ کیفیت آنمقام فائض گردید در چندے[1] انوار و اسرار آنمقام عالی کہ عبارت از خلت حضرت حق ست سبحانہ در ورود فرمود، دریں مقام انسے خاص و خلوتے با اختصاص

دائرہ
خلت یعنی
حقیقت
ابراہیمی

بحضرت ذات ہویدا شد، و ہمیں معاملہ از آنحضرت جلت و عظمت با ایں کس مفہوم گردید، و کیفیتے کہ دریں مقام عالی حاصل شدہ است در مقامات عالیہ دیگر بایں خصوصیت و کیفیت ظہور نہ فرمودہ، اگرچہ از قسم فضل جزئی باشد،

[1] یعنی در کمتر از مدتے ۱۲

الٰہیہ میں ترقی محض تفضل پر موقوف ہے ویسے ہی حقائق انبیاء علیہم السلام میں ترقی محبت پر موقوف ہے، جب حضرت پیر دستگیر نے اپنے اس غلام کو حقیقت ابراہیمی میں توجہ فرمائی تو ذات منشأ حقیقت ابراہیمی کا مراقبہ ارشاد فرمایا، حضور کی مہربانی سے اسی ایک توجہ میں اس مقام کی کیفیت مجھ پر وارد ہوئی، اور تھوڑے ہی عرصہ میں اس عالی مقام یعنی خلت حضرت حق سبحانہ کے انوار و اسرار فائض ہوئے، اس مقام میں حضرت ذات کے ساتھ ایک خاص انس اور باخصوصیت خلوت بھی پیدا ہوئی، اور حضرت ذات جلت و عظمت کی جانب سے بھی اس عاجز کے ساتھ یہی معاملہ مفہوم ہوا، اور جو کیفیت اس عالی مقام میں حاصل ہوئی ہے، وہ دوسرے عالی مقامات میں اس خصوصیت و کیفیت کے ساتھ ظاہر نہیں ہوئی، پس اس عالی مقام کو دوسرے عالی مقامات پر ایک نوع کی فضیلت ثابت ہے، گو یہ فضیلت جزئی فضیلت ہی کا قسم ہے، اس مقام کی خصوصیت

چه دریں مقام محبوبیت صفاتی جلوه گر
میشود، و در حقیقت محمدی و احمدی محبوبیت
ذاتی یعنی این عبارت آنست که چنانکه ۶
ذات متعالیه خود را دوست میدارد،
همچنیں صفات خود را نیز دوست میدارد
قسم اول حقیقت محمدی و احمدی ست
و قسم ثانی خُلت نام یافته حقیقت ابراہیمی
شد، محبوبیت صفاتی مثل محبوبیت خد
و خال و قد و عارض ست و ازیں جهت ۴۵
ایں قدر بیرنگی درینمقام نیست بخلاف
محبوبیت ذاتی کما سیأتی انشاء الله تعالی
و دریں مقام حضرت پیر دستگیر را بشانے
خاص دریافتم، و به یقین دانستم، که صاحب
منصب ایں مقام عالی هستند، و ایں معنی
را در حضور پرنور عرض کرده بودم فرمودند ۱۰
که من هم خصوصیت خود بحضرت خلیل علی
نبینا و علیه الصلوة والسلام دریافته ام
لیکن متوجه غیر از حبیب خدا صلی الله علیه
وسلم بطرف دیگرے نشوم، ولله درّه
ما احسن صدره دریں مقام سالک
را نحوے انس بحضرت ذات پیدا میشود

اس لئے ہے، کہ اس مقام میں صفاتی محبوبیت
جلوہ گر ہوتی ہے، اور حقیقت محمدی و احمدی
میں ذاتی، اس عبارت کا معنے یہ ہے، کہ اللہ
تعالیٰ کی متعالی ذات جیسے اپنے آپ کو دوست
رکھتی ہے، ویسے ہی اپنے صفات کو بھی دوست
رکھتی ہے پہلی قسم کو حقیقت محمدی و احمدی کہا
جاتا ہے، اور دوسری قسم خلت کے نام سے موسوم
ہو کر حقیقت ابراہیمی کہلاتی ہے، محبوبیت صفاتی
جیسے خد و خال، قد و رخسار کی محبوبیت اور اسی وجہ
سے اس مقام میں کامل بیرنگی نہیں ہے، برخلاف ذاتی
محبوبیت کے جیسا کہ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا ذکر
آئیگا، حضرت پیر دستگیر کو میں نے اس مقام خلت
ابراہیمی میں ایک خاص شان کے ساتھ موصوف پایا
اور یقیناً جان لیا، کہ آپ اس عالی مقام کے منصبدار
ہیں، اور یہ مضمون حضور پرنور کی خدمت عالی میں میں نے
عرض کیا، پھر فرمایا، کہ ہاں میں بھی حضرت خلیل علیٰ
نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اپنی ایک
خصوصیت پاتا ہوں، لیکن حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے غیر کی طرف میں متوجہ نہیں ہوتا، وللہ درّہ ما
احسن صدرہ ترجمہ اللہ سے اُس کی نیکی اور کیا ہی
غضب کا سینہ، اس مقام میں سالک کو حضرت ذات کیساتھ

کہ بطرفِ دیگر رُو نمی آرد، اگرچہ اُسما وصفات
باشند، و بطرفِ دیگر توجہ نمی فرماید اگرچہ
مزارات مشائخ کبار باشند، و استمداد
و استعانت از غیر او تعالیٰ خوش نمی آید
اگرچہ اَرواح و ملائکہ باشند، و دریں مقام
تکرارِ صلوٰۃِ ابراہیمی یعنی درودیکہ در نماز
میخوانند، ترقی می بخشد، بعد ازیں در دائرہ
محبت ذاتیہ صرفہ حضرت پیر دستگیر توجہ
فرمودند و درینجا
مراقبہ ذاتیکہ منشأ
حقیقتِ موسوی

ست، و محبِ خود ست، ارشاد کردند،
کیفیت اینمقام بقوتِ تمام وُرود فرمود
و محبیت او تعالیٰ مر ذاتِ خویش را کہ حقیقت
موسوی عبارت از آنست، آشکارا شد
و آنکہ بعضے بزرگان حضرتِ موسیٰ عَلَیْہِ
السَّلَام را محبوبیت اِثبات فرمودہ اند
مرادِ آں اکابر اگر آنست، کہ ایشاں
محبوب حضرتِ حق اند، سُبْحَانَہٗ، سَلَّمْنَا
کہ مرتبہ نبوت و رسالت و اولو العزم بے
محبوبیت حاصل نمیشود، کہ انبیاء کرام

اس نوع کا اُنس پیدا ہوتا ہے، کہ غیر کیطرف اگرچہ اسماء
وصفات ہی کیوں نہ ہوں، رُخ نہیں کرتا اور دوسری
طرف متوجہ نہیں ہوتا، گو مشائخ کبار کے مزارات
ہی ہوں، اور غیر سے استمداد و استعانت اُسکو خوش
نہیں آتی، اگرچہ ارواح و ملائکہ ہی ہوں، اور اس مقام
میں درود ابراہیمی کا جو نماز میں پڑھا جاتا ہے بار بار و
بکثرت پڑھنا ترقی بخشتا ہے، اس کے بعد حضرت
پیر دستگیر نے محبت ذاتیہ صرفہ کے دائرہ میں توجہ
فرمائی، اور اس جگہ اُس ذات کا مراقبہ ارشاد فرمایا
جو حقیقت موسوی کا منشأ ہے، اور خود اپنے آپکے
دوست رکھتی ہے، اور اس مقام کی کیفیت بڑے
زور کیساتھ وارد ہوئی، اور اللہ تعالیٰ کی محبیت یعنی
خدا تعالیٰ کی اپنی ذات سے محبت و دوستی جو حقیقت
موسوی کے نام سے موسوم ہے، آشکارا ہوئی،
اور بعض بزرگوں نے جو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ
السَّلَام کے واسطے محبوبیت ثابت کی ہے
اگر ان بزرگوں کی مراد یہ ہے، کہ حضرت موسیٰ
عَلَیْہِ السَّلَام حضرت حق سبحانہ کے محبوب
ہیں، تو یہ امر بالکل مسلم ہے، اس لئے کہ
نبوت و رسالت اور اولو العزم کا مرتبہ محبوبیت
کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا، انبیاء کرام علیہم

عَلَیْهِمُ السَّلَامُ محبوبانِ مرآنحضرتِ حق سبحانہ را اند و راہ ایشاں راہ اجتباست وایں سخن منافیِ مطلبِ مانیست ، واگر مراد آں اکابر آنست کہ حقیقتِ موسوی عبارت از محبوبیتِ ذاتی ست الطوریکہ حضرتِ مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقیقتِ احمدی را قرار دادہ اند ، پس محلِ تامّل ست و در فہمِ ناقص ایں نافہم نمی آید ، وخلافِ مکشوف صاحب طریقہ و تابعانِ آنحضرت ست ، روزی ایں کمترین بر شخصے از اصحاب خود دراں مقام توجہ میکردم بے اختیار کیفیتے روے داد ، کہ از زبانِ من آیہ کریمہ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْكَ بر آمد ، اگرچہ دراں مقاماتِ عالیہ ظہور ایں چنیں الفاظ کم میشود ، لیکن ازخصوصیاتِ ایں مقام ست ، عجب آنست ، کہ دریںجا باوجود ظہور محبت ذاتی شانِ استغنا و بے نیازی ظہور میفرماید وایں از اجتماع ضدین ست ، وہمیں سر معلوم میشود در آنچہ در بعضے مواقع از حضرتِ کلیم عَلَیٰ

السَّلَامُ حضرت حق سبحانہ کے محبوب ہیں ، اور ان کی راہ اجتبا کی راہ ہے ، اور یہ امر ہمارے مطلب کے ہرگز منافی و مخالف نہیں ، اور اگر ان اکابر کی مراد یہ ہے ، کہ حقیقت موسوی سے مراد محبوبیّت ذاتیہ ہے جس طور سے حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حقیقت احمدی قرار دی ہے ، تو یہ محل غور ہے ، اور مجھ نافہم کے ناقص فہم میں نہیں آتا ، اور صاحب طریقہ اور اس کے تبعین کے مکشوف کے بھی برخلاف ہے ، ایک روز یہ کمترین اپنے یاروں میں سے ایک شخص کو اس مقام میں توجہ دے رہا تھا کہ بے اختیار ایک کیفیت مجھ پر وارد ہوئی کہ بے ساختہ میری زبان پر یہ آیہ کریمہ جاری ہوئی ، رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْكَ یعنی اے مرے پروردگار دکھا مجھکو اپنا آپ کہ میں تیری طرف نظر کروں ، ان عالی مقامات میں ایسے الفاظ کا ظہور اگرچہ کم ہوتا ہے ، لیکن یہ . . . اس مقام کی خصوصیات سے ہے ، عجب معاملہ ہے ، کہ اس مقام میں باوجود ظہور محبت ذاتی کے استغنا و بے نیازی کی شان بھی ظاہر ہوتی ہے ، اور یہ ضدین کا اجتماع ہے ، حضرت کلیم علی

وہ اولٰی حضرت

لہ محبت و بے نیازی ۱۲ سلہ اتھلکنا بما فعل السفہاء ان ھی الا فتنتک تضل بہا من تشاء الخ ۱۲

نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ صدور
بعضے کلماتے[۱] کہ در ظاہر گستاخانہ مفہوم
میشود، واقع شدہ اند، وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰہِ
سُبْحَانَہٗ، دریں جا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَعَلٰی جَمِیْعِ
الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ خصوصًا علٰی کَلِیْمِکَ
مُوْسٰی نیز ترقی می بخشد، بعد ازیں حضرت
پیر دستگیر در حقیقت الحقائق کہ عبارت
از حقیقت محمدی ست، عَلٰی صَاحِبِہَا
الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بر غلام خود توجہ فرمودند
و درینجا مراقبہ ذاتیکہ محب خود و محبوب
خود ست، و منشا حقیقتِ محمدی ست
ارشاد کردند، و درینجا بہ عنایت حضرت
پیر دستگیر محبیت ممتزجہ با محبوبیت
ظہور فرمودہ،

و بیان اجتماع ایں
دو منشاء دریں دائرہ
کیفیتے دارد، کہ از تحریر راست نمے
آید، و دریں مرتبہ مقدسہ فنا و بقا دست
داد، و اتحاد خاص بآں سرور دین و دنیا

نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے بعض موقعوں
پر بعض ایسے کلمات صادر ہوئے، جو بظاہر گستاخانہ
مفہوم ہوتے ہیں، انکے صدور میں بھی یہ ہی راز مضمر
معلوم ہوتا ہے، اسجگہ یہ درود شریف (اَللّٰھُمَّ صَلِّ
عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَعَلٰی
جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ خُصُوْصًا عَلٰی کَلِیْمِکَ
مُوْسٰی) بھی ترقی بخشتا ہے، ازیں بعد حضرت پیر
دستگیر نے حقیقۃ الحقائق یعنی حقیقت محمدی
علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اپنے اس
غلام پر توجہ فرمائی، اور اس مقام میں اُس ذات
کا مراقبہ ارشاد فرمایا، جو آپ ہی اپنی محبت اور
آپ ہی اپنی محبوب ہے، اور نیز حقیقت محمدی کا
منشا بھی ہے، اور اسجگہ حضرت پیر دستگیر کی عنایت
و مہربانی سے محبیت نے جو محبوبیت کے ساتھ ممتزج
ہے ظہور فرمایا، اور اس دائرہ میں ان دو مرتبوں کے
اجتماع کا بیان ایک خاص کیفیت رکھتا ہے، جو
تحریر میں پورے طور پر نہیں آسکتی، اور فنا
و بقا اس مقدس مرتبہ میں بھی حاصل ہوئی، اور
سرور دین و دنیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
ساتھ ایک نوع کا اتحاد بھی میسر آیا، اور سید

[۱] اتہلکنا بما فعل السفہاء منا ان ھی الا فتنتک تضل بہا من تشاء، الخ ۱۲ لمصحح سلمہ اللہ تعالیٰ،

بتیسر آمد وبطفیل سید عالم صلی اللہ علیہ
وَسَلَّمَ بمرتبہ رسانیدند، واسرارے
بمیان آوردند، کہ اظہار آں موجب ایقاظ
فتنہ است، یعنی رفع توسط کہ اکابر اولیاءُ
بآں قائل اند، انجا ظاہر میشود ومشہود
میگردد، کہ ایں کس را با آنحضرت صَلَّی اللّٰہ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ معاملہ شدہ است کہ ہم
آغوش یک کنار اند، وہم بستر یک نگار
وبا ایں ہمہ محبتے خاص با حبیب خدا
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پیدا میشود، کہ
ہتر سخن حضرتِ امام الطریقہ مجدد رضی
اللّٰہ تعالیٰ عنہ ہویدا میگردد، آنجا کہ
فرمودہ اند، خدائے را جلشانُہٗ برائے
آں دوست میدارم کہ ربّ محمد ست،
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ودریں مقام
در جمیع امور جزئی وکلی ودینی ودنیاوی
مشابہتے ومناسبتے با حبیب خدا صَلَّی
اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خوش مے آید، و
بہمیں جہت ست آنچہ حضرت ایشاں
رضی اللّٰہ عنہ رغبت کلی درعمل بر
حدیث دارند، وتشویق وترغیب ایں امر

عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی طفیل ایک بہت
بڑے خاص مرتبہ میں مجھکو پہنچا یا گیا، اور ایسے ایسے
اسرار و راز ظہور میں لائے گئے، جنکا اظہار فتنہ
کے بیدار کرنیکا باعث ہے، رفع توسط کا معنی جس
کے اکابر اولیاء قائل ہیں، اس جگہ ظاہر ہوتا ہے،
اور یہ امر بھی مشہود ہوتا ہے، کہ اس شخص (صاحب
واقعہ) کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک
خاص قسم کا معاملہ (واقعہ) پیش آیا، کہ دونوں (صاحب
واقعہ اور حضور علیہ السلام) ایک ہی معشوق کے ہمکنار و
ہم بستر ہیں، اور با ایں ہمہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ ایک خاص قسم کی محبت پیدا ہوتی ہے
اور حضرت امام الطریقت مجدد رضی اللہ عنہ کے قول
کا راز بھی اس مقام میں کھلتا ہے، جو آپنے فرمایا،
کہ خدائے جلشانہٗ کو میں اس لئے دوست رکھتا ہوں
کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پروردگار ہے، اور
اس مقام میں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر امر
جزئی وکلی دینی و دنیوی میں مشابہت ومناسبت
اچھی معلوم ہوتی ہے، اور اسی وجہ سے حضرت پیر دستگیر
رضی اللہ عنہ خود بھی عمل بالحدیث کی پوری رغبت
رکھتے ہیں، اور دوسروں کو بھی اس کا شوق
اور رغبت دلاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو

میسر یابند، اللہ تعالیٰ الیشاں را بطورے
دریں مقام قوتے و رسوخے کرامت فرمودہ
است، کہ بواسطہ اتباعِ آنحضرت صَلَّی
اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ مجلس شریف ایشاں
شبیہ محفلِ صحابہ پیغمبر خدا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ
وَسَلَّمْ گردیدہ است، چنانچہ بعضے
از اصحاب کرام رضی اللہ عنہم فرمودہ
اند، کہ وقتیکہ در محفلِ مقدسِ نبوی حاضر
میشوم، معاملہ میگذرد، کہ کَاَنَّا رَأْیُ
عَیْنٍ وصفِ حالِ آنمقام ست، راقم
گوید عفی عنہ کہ ایں بندہ را ہمیں معاملہ
در حضور پر نور حضرت پیر دستگیر خود
بارہا گذشتہ است فَہِمَ مَنْ فَہِمَ،
بعد ازیں حضرت پیر دستگیر بندہ را در
حقیقتِ احمدی عَلٰی صاحبہا الصَّلٰوۃ
وَالسَّلَامْ توجہ
فرمودند، و در ینجا
مراقبہ ذاتیکہ محبوب
خود ست، و منشا حقیقتِ احمدی ست

دائرہ
محبوبیہ ذاتیہ
صرفہ

اس مقام میں اس طور سے قوت و مہارت عطا
فرمائی ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی متابعت کے باعث آپ کی مجلس شریف حضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام کی
مجلس مبارک کے مشابہ ہے، چنانچہ بعض
صحابہ کرام (حضرت حنظلہ) رضی اللہ تعالیٰ
عنہم فرماتے ہیں، کہ جب میں مجلس مقدس
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتا ہوں
تو وہاں یہ معاملہ پیش آتا ہے، کہ کانا رای عین
(گویا کہ ہم مغیبات کا مشاہدہ و معاینہ کر رہے ہیں)،
اس مقام کی حالت کا بیان ہے، راقم الحروف عفی عنہ
(مصنف رسالہ ہذا) کہتا ہے، کہ حضرت پیر دستگیر کے
حضور پر نور میں یہ معاملہ مجھ پر بارہا گذرا ہے، پانے
والوں نے پا لیا، اس کے بعد حضرت پیر دستگیر نے
حقیقت احمدی میں اپنے غلام کو توجہ فرمائی اور
اس مقام میں اس ذات کا مراقبہ ارشاد فرمایا، جو
آپ ہی اپنی محبوب ہے، اور نیز حقیقت
احمدی کا منشا بھی ہے، اس مقام میں نسبت
کی بلندی اور انوار کا غلبہ ظاہر ہوتا ہے اور

لہ ای کانا نری الجنۃ والنار رای العین فہو بالنصب مفعول مطلق او بالرفع علی الخبریۃ من قبیل زید عدل وہذا مقتبس من حدیث طویل رواہ مسلم عن حنظلۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ارشاد کردند، در اینمقام علو نسبت باشتغال
انوار ظہور میسر می باید، و در انجا بعضے اسرار
بمیان آوردند، روزے در حلقہ پیر دستگیر
حاضر بودم، و متوجہ اینمقام عالی گردیدم،
معاملہ گذشت، کہ خود را عریان محض ملقی
بین یدی الرحمٰن یافتم، از زیادہ ازین
چہ وانمایم، از مدتے بخاطر فاتر این
مسکین مے آمد، کہ حضرت مجدد رضی
اللہ تعالیٰ عنہ در جائے تحقیق فرمودہ
اند کہ حقیقت کعبہ معظمہ بعینہ حقیقت
احمدی ست، معنی این سخن در فہم قاصر
نمی آمد، چہ حقیقت کعبہ در حقائق الہیہ
ست و حقیقت احمدی در حقائق انبیاء
است، پس چہ طور یک حقیقت باشد
روزے در حقیقت احمدی متوجہ بودم
ناگہاں دیدم، کہ ظہور حقیقت کعبہ معظمہ
واقع شد، و ندا، در دادند، کہ عظمت
و کبریائی ہم خاصہ محبوب ست و محبوبیت
و مسجودیت ہر دو از شیونات آنحضرت
ست پس در سخن صاحب الطریقہ جای
ریب و تردد نیست و حضرت پیر دستگیر

اس مقام میں بعض خاص اسرار مکشوف ہوئے
ایک روز میں حضرت پیر دستگیر کے حلقہ ذکر و
مراقبہ میں حاضر تھا، اور اس عالی مقام کیطرف
میں متوجہ ہوا، واقعہ یہ پیش آیا، کہ میں نے اپنے
آپکو حضرت رحمٰن جلشانہ کے سامنے برہنہ پڑا
ہوا پایا، اس سے بڑھکر میں اور کیا ظاہر کروں
ایک مدت دراز سے اس مسکین کے کمزور دل
میں یہ خطرہ گذرتا تھا، کہ حضرت مجدد رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے کسی جگہ تحقیق فرمایا ہے کہ حقیقت
کعبہ معظمہ بعینہا حقیقت احمدی ہی ہے آپکے
اس کلام کا معنی میرے قاصر فہم میں نہیں آتا
تھا، کیونکہ حقیقت کعبہ حقائق الٰہیہ میں سے
ہے، اور حقیقت احمدی حقائق انبیا میں
سے ہے، پس یہ دونو کیونکر ایک ہو سکتی
ہیں، ایک روز حقیقت احمدی میں میں متوجہ
تھا، کہ یکایک کعبہ معظمہ کی حقیقت کا ظہور ہوا
ندا آئی، کہ عظمت و کبریائی بھی محبوب کا خاصہ
ہے، اور محبوبیت اور مسجودیت بھی دونوں
کے دونوں آنحضرت کے شیونات ہی سے
ہیں، پس صاحب طریقہ کا کلام ہرگز شک و
شبہ کا محل نہیں، اور میں نے اپنے پیر دستگیر کو

خود را دریں مقام عالی بشان خاص یافتم
و دریں مقام محبوبیت ذاتی منکشف میشود
چنانچہ در خُلّت محبوبیت صفاتی بود و معنی
محبوبیت ذاتی آنست، کہ محبوب را قطع
نظر از صفات جمیلہ او کہ عبارت از مثل
خط و خال وغیرہ است، دوست میدارند
فقط در ذات او چیزی می باشد، کہ موجب
تعشق میگردد، شاعرے میگوید،

بیت

شاہد آں نیست کہ موئے میانے دارد
بندۂ طلعتِ آں باش کہ آنے دارد

درانجا درود اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَفْضَلَ
صَلَوٰتِكَ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِكَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
كَذَالِكَ ترقی می بخشد، بعد ازیں بندہ را
پیر دستگیر در حب صرفہ ذاتیہ توجہ فرمودند
درانجا مراقبہ حبِّ
صرفہ ذاتیہ ارشاد
کردند، درانجا کمالِ
علو و بیرنگی نسبت باطن ظاہر میشود،
ایں مرتبہ بحضرت اطلاق ولاتعین اقرب

دائرہ
حبّ صرفہ
ذاتیہ

اس بلند مقام میں ایک خاص شان کے ساتھ پایا
اور اس مقام میں ذاتی محبوبیت کا انکشاف
ہوتا ہے، اور خلت میں صفاتی محبوبیت کا
اور ذاتی محبوبیت سے یہ مراد ہے، کہ اپنے
محبوب کو اُس کی صفات جمیلہ مثلاً خط و
خال وغیرہ سے قطع نظر کرکے دوست رکھیں
سرف اُس کی ذات ہی ذات اُس کے تعشق
کا موجب ہو، کسی شاعر نے کہا ہے،
بیت شاہد آں الخ ترجمہ معشوق وہ
نہیں، جو سیاہ زلف اور باریک کمر رکھتا ہو
بلکہ اُس زیبا صورت کا بندہ بن، جو ناز و ادا والی
ہو، اس مقام میں یہ درود شریف ترقی کا موجب ہے
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ اَفْضَلَ صَلَوٰتِكَ عَدَدَ
مَعْلُوْمَاتِكَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ كَذَالِكَ اس
کے بعد حضرت پیر دستگیر نے اپنے غلام کو حُبّ ذاتی
محض میں توجہ فرمائی، اس جگہ حب صرفہ ذاتیہ
کا مراقبہ ارشاد فرمایا، اس مقام پر نسبت باطن
کی بلندی و بے رنگی ظاہر ہوتی ہے، یہ مرتبہ
حضرت اطلاق ولاتعین سے بہت ہی قریب
ہے، اور یہ مقام بھی ہمارے پیغمبر صلی اللہ

ست و این ہم از مقامات مخصوصہ پیغمبر ما
است صلی اللہ علیہ وسلم حقائق انبیاء
دیگر درین مقام نزد فقیر ثابت نمیشود چہ
نزد صاحب الطریقہ امام ربانی اول تعینے
کہ حضرت لاتعین را لاحق گردیدہ تعین
حب ست وہمان تعین اول را حقیقت
محمدی قرار دادہ اند بعد ازین مرتبہ
لاتعین وحضرت اطلاق ست، درینجا
حضرت پیر دستگیر
نیز غلام خود را
بتوجہ خود

سرفراز فرمودند، واین ہم از مقامات
خاصہ حضرت رسالت پناہی ست صلی
اللہ علیہ وسلم درینجا ہم سیر قدمی نمیشود
اما سیر نظری البتہ میشود، لیکن نظر تا کجا
کار خواہد کرد خوش گفت

بیت

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گل چین بہار تو ز دامان گلہ دارد

این ست بیان سلوکے کہ حضرت پیر
دستگیر این بندہ شرمندہ را در آن مقامات

علیہ وسلم کے مقامات مخصوصہ میں سے ہے، دوسرے انبیاء کرام کے حقائق میرے نزدیک اس مقام میں ثابت نہیں، اس لیے کہ صاحب طریقہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حضرت لاتعین کو پہلا تعین جو لاحق ہوا ہے، وہ تعین حب ہی ہے، اور اُسی تعین اول ہی کو اُنہوں نے حقیقت محمدی قرار دیا ہے، ان تمام مراتب کے بعد لاتعین وحضرت اطلاق کا مرتبہ ہے، اس مقام میں بھی حضرت پیر دستگیر نے اپنے اس غلام کو اپنی توجہ کے ساتھ سرفراز فرمایا، اور یہ مقام بھی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامات مخصوصہ میں سے ہے، یہاں پر بھی قدمی سیر کا حصول نہیں ہے، البتہ نظری سیر تو واقع ہوتی ہے، مگر نظر کہاں تک کام کرے گی، کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے،

بیت دامان نگہ تنگ الخ **ترجمہ** نگاہ کا دامن تو بہت ہی تنگ ہے اور تیرے حسن کے پھول ڈھیروں کے ڈھیر، تیری بہار کے پھول چننے والے دامن کی تنگی کے شاکی ہیں، یہ ہے بیان اُن مقامات کے سلوک کا کہ حضرت پیر دستگیر

توجہ شریف ممتاز فرمودہ اند، اگر تمام عمر
مصروفِ شکر ایں احسان شوم وخود را
باخاک برابر ساختہ از خود نامے و
نشانے نگذارم، ہنوز از ہزار یکے را
ادا نکردہ باشم ؎

گر بر تن من زبان شود ہر موئے
یک شکر وے از ہزار نتوانم کرد

فصل

در بیان بعضے مقامات کہ

از راہ[1] سلوک علیحدہ افتادہ اند، و در
بعضے ازاں ایں بندہ را حضرت پیر دستگیر
توجہ خود ممتاز فرمودہ اند، اظہاراً للشکر
بیان مینماید، بدانکہ دائرہ سیف قاطع
محاذی دائرہ ولایت کبریٰ واقع شدہ
است، اگرچہ ایں

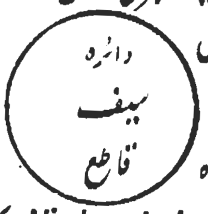

بندہ را دراں
دائرہ توجہ نشدہ
است، لیکن بندہ از حضور پر نور استفسار

نے اپنے اس شرمسار غلام کو اپنی توجہ کے ساتھ
ممتاز فرمایا، اگر میں اپنی تمام عمر اس احسان کے شکریہ
میں صرف کر دوں، اور اپنے آپکو انکے قدموں کی
خاک کے برابر کر کے اپنا نام و نشان مٹا دوں، تو
بھی میں نے ہزار میں سے ایک شکریہ بھی ادا نہیں کیا
بیت گر بر تن من الخ ترجمہ میرے بدن کا بال
بال اگر زبان ہو جائے، تو آپکے ہزار شکر میں سے ایک
بھی ادا نہیں کر سکتا،

فصل

بعض اُن مقامات کے بیان میں

جو سلوک کی راہ سے علیحدہ واقع ہوئے ہیں،
اور حضرت پیر دستگیر نے اُن میں سے بعض میں
اس غلام کو اپنی توجہ سے ممتاز فرمایا ہے، اظہار
شکر کے لئے ان کو بھی بیان کرتا ہوں معلوم
رہے کہ سیف قاطع کا دائرہ ولایت کبریٰ کے
دائرے کے سامنے واقع ہوا ہے، حضرت پیر
دستگیر نے اگرچہ اپنے اس غلام کو اس دائرہ میں
توجہ تو نہیں فرمائی، لیکن اس غلام نے حضور
پُر نور سے اس دائرے کے حالات دریافت

[1] یعنی از یں راہ مذکور کہ حضرت پیر دستگیر ایں بندہ را ممتاز فرمودہ اند، مصحح سلمہ اللہ تعالیٰ،

احوال این دائرہ کردہ بودم و عرض بیان
وجہ این اسم مر این دائرہ را نمودہ ارشاد
فرمودند، کہ سیف قاطع نام این دائرہ
برائے آنست کہ وقتیکہ سالک درین
دائرہ قدم مے نہد، مانندِ شمشیر برندہ ہستی
سالک را نیست و نابود میسازد، و از سالک
نامے نشانے نمیگزارد، لہذا این دائرہ
را سیف قاطع نام نہادہ اند، و دائرہ قیومیت
از دائرہ کمالاتِ اولوالعزم ناشی شدہ
است اگرچہ در راہ

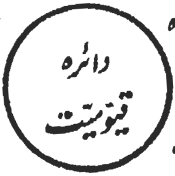

سلوک واقع ست
لیکن معمولِ حضرت
پیر دستگیر برائے توجہ درین دائرہ نبود
سر ش آں تواند بود، کہ قیومیت منصب
انبیائے اولوالعزم ست، و باین منصب
عظیم الشان درین امت مرحومہ اللہ تعالیٰ
حضرت مجدد الف ثانی را و حضرت ایشاں
و بعضے فرزنداں و خلفائے ایشاں را
رضی اللہ عنہم سرفراز فرمودہ چنانچہ
دراں وقت حضرت پیر دستگیر قیوم زماں
و قطب دوراں ہستند، ہر کسی را کہ مشیت

کئے تھے، اور اس دائرے کی وجہ تسمیہ بھی دریافت
کی تھی، ارشاد فرمایا، کہ اس دائرے کا نام
سیف قاطع اس لئے ہے، کہ سالک جب
اس دائرے میں قدم رکھتا ہے، تو شمشیر براں
کی طرح یہ دائرہ سالک کی ہستی کو نیست و
نابود کر دیتا ہے، اور سالک کا نام ونشان
تک نہیں چھوڑتا، اسی واسطے اس دائرہ کا نام
سیف قاطع رکھا گیا ہے، اور نیز معلوم رہے، کہ
دائرہ قیومیت دائرہ کمالات اولوالعزم سے پیدا ہوا
ہے، اگرچہ یہ دائرہ بھی اثناء راہ سلوک میں
واقع ہے، لیکن اس میں توجہ دینا حضرت پیر
دستگیر کا معمول نہیں ہے، اس کا راز یہ
ہو سکتا ہے، کہ قیومیت انبیاء اولو العزم
علیہم الصلوٰۃ والسلام کا منصب ہے
اور اس امت مرحومہ میں اس منصب عظیم الشان
کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی اور
حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم صاحب) اور
حضرت ایشاں کے بعض فرزندوں اور خلفاء
رضی اللہ عنہم کو سرفراز فرمایا ہے، چنانچہ
حضرت پیر دستگیر اس وقت قیوم زماں اور
قطب دوراں ہیں، اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے

ایزدی تعلق میگیرد، باین منصب سرفراز
میفرمایند، حاجت توجہ نیست، روزے
بندہ فاتحہ پیراں خواندہ متوجہ این دائرہ
بودم، احوالے واسرارے بمیاں آوردند
کہ تعبیر آں بزبان راست نے آید، وفیضے
خاص دریں دائرہ مشرف گردیدم این
معنی را بحضور پرنور ایشاں عرض نمودہ
بودم، فرمودند، دریں دائرہ متوجہ شدہ
باشی، ازیں سخن امیدوارم، کہ اللہ تعالیٰ
بتصدق فرق حضرت پیر دستگیر سرفراز فرماید

بیت

فیض روح القدس از باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

الحمد للہ کہ بعد مدتے در سال یکہزار
دو صد وسی وسوم نصف ماہ جمادی
الاول حضرت ایشاں بندہ را بشارت
قیومیت عطا فرمودند، وارشاد کردند
کہ مرا الہام شد، لہذا بتو ارشاد کردم، ودر
مرض اخیر بندہ را از بلدہ لکھنؤ طلبیدند
و فرمان والا شان بجہت طلب بندہ
فرستادند، دراں مکتوبات عالی وسرفراز

اس منصب کے ساتھ سرفراز فرماتا ہے، اس میں
توجہ کی کوئی حاجت ہی نہیں، میں ایک بار بزرگان
مشائخ فاتحہ پڑھکر اس دائرہ میں متوجہ تھا، کہ
ایسے ایسے حالات واسرار منکشف ہوئے
کہ زبان سے ان کا بیان نہیں ہو سکتا، اور نیز
اس دائرہ میں ایک خاص فیض کے ساتھ مشرف
ہوا، اور یہ مضمون حضور پرنور کی خدمت میں
عرض کیا، آپ نے فرمایا، کہ تم اس دائرہ میں
متوجہ رہا کرو، آپکی اس بات سے میں امیدوار
ہوں، کہ اللہ تعالیٰ حضرت پیر دستگیر کے سر کے تصدق
سے مجھکو اس دائرے کے فیض سے بھی سرفراز فرمائیگا،
بیت فیض روح القدس الخ **ترجمہ** فیض روح القدس گر
دے مدد تو اور بھی کر دکھائیں کام جو کچھ کہ مسیحا نے کیا
الحمد للہ کہ ایک مدت دراز کے بعد سن یکہزار دو سو
تینتیس ۱۲۳۳ ماہ جمادی الاول کی پندرھویں کو حضرت
پیر دستگیر نے بندہ کو قیومیت کی بشارت عطا
فرمائی، اور ارشاد فرمایا، کہ چونکہ مجھکو الہام
ہوا ہے، اسی واسطے میں نے تجھکو یہ خوش
خبری دی ہے، اور آخری مرض میں بندہ کو
لکھنؤ شہر سے طلب کیا، اور فرمان عالیشان بندہ
کی طلب کیواسطے بھی بھیجا، جو مکاتیب سرفراز نامے

نامہہائے متعالی نیز بشارت ایں منصب
عالی بہ بندہ عنایت فرمودند، ازانجملہ
دو مکتوبات رانبرکًا ایراد مینماید،

مکتوب اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت شریف صاحبزادۂ عالی نسب والا
حسب حضرت شاہ ابوسعید صاحب سلّمکم
ربکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ دریں
ولا ایں فقیر رامرض خارش وضعف و
شدت تنفس مستولی گردیدہ کہ طاقت
نشست وبرخاست نیطلے دشوار علاوہ
اینکہ درد درکمر ازچندے طاری شدہ
کہ نماز برقُعا خواندن ہم محال حضرت
شاہ رفیع الدین صاحب میفرمودند کہ
حضرت شاہ ابوسعید صاحب بالضرور
پیش شما باشند پس دریں وقت
شدت امراض بحدے رسیدہ کہ طاقت
نشستن نماند، وفتور کلی در ستہ ضروریہ
آمدہ دریں وقت آمدن شما بسیار
مناسب ست جلد تر خود را برسانید و

بندہ کے نام پر پروانہ فرمائے، انہیں بھی اس عالی منصب
کی بندہ کو بشارت عطا فرمائی، انہیں سے دو
مکتوب تبرکًا درج کئے جاتے ہیں

مکتوب اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت شریف صاحبزادہ عالی نسب والا حسب حضرت
شاہ ابوسعید سلمکم ربکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ اسوقت
اس فقیر پر مرض خارش اور کمزوری اور شدت تنفس
اسقدر غالب ہوگئی ہے، کہ بیٹھنا اٹھنا بھی بہت ہی دشوار
ہوگیا ہے، علاوہ بریں درد کمر اس قدر لاحق ہوا ہے
کہ ادائے نماز بحالت اقعا (زمین پر دونوں ہاتھ رکھکر
گھٹنے کھڑے کرکے سرینوں کے بل بیٹھنا) دشوار بلکہ
محال ہے، حضرت شاہ رفیع الدین صاحب فرماتے تھے
کہ حضرت شاہ ابوسعید صاحب کا اسوقت آپکے پاس ہونا
نہایت ہی ضروری امر ہے، پس سوقت امراض کی شدت
اس حد تک پہنچ گئی ہے، کہ بیٹھنے کی طاقت بھی نہیں
رہی، اور میرے ستہ ضروریہ (تنفس، کھانا پینا، سونا
جاگنا، حرکت وسکون، پاخانہ پیشاب، رنج وراحت)
میں پورا خلل واقع ہوگیا ہے، پس سوقت آپکا آنا
بہت ہی مناسب ہے، لہٰذا بہت جلد تشریف لے آؤ

قبل ازیں خطوط متواتر در طلب شما مع برکات تبرکات جدیدہ روانہ کردہ شدہ تعجب ست، کہ قصد آمدن اینجا نکردہ اید این فقیر را بحسب ظاہر صحت محال افسوس کہ شما این قدر تاخیر مینمائید ؎
خوباں دریں معاملہ تاخیر مے کنند
می بینم کہ منصب آخر مقامات این خاندان عالیشان بشما متعلق و وابستہ شد و پیشتر ازیں در بیماری سابق دیدہ بودم کہ شما بر چہار پائی ما نشستہ اید، و قیومیت بشما عطا کردند، سوائے شما قابل این توجہات غریبہ و عجیبہ کسے نیست بمجرد رسیدن این خط خود را جریدہ روانہ اینصوب نمایند، و برخوردار احمد سعید را بجائے خود بگذارند و بدعا حسن خاتمہ و درود و استغفار و ختم کلمہ طیبہ و قرآن مجید و ختم پیران کبار و لقائے جان افزا، و اتباع حبیب خدا محمد مصطفےٰ ممد فرمایند والسلام انتہی مکتوبہ الشریف

مکتوب ثانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس سے قبل متواتر خطوط اور جدید تبرکات روانہ کئے گئے تعجب ہے، کہ آپنے یہاں آنیکا قصد نہیں کیا اس فقیر کی صحت بظاہر محال معلوم ہوتی ہے افسوس ہے، کہ تم اسقدر تاخیر کر رہے ہو، مصرع خوباں دریں معاملہ الخ ترجمہ محبوب اس معاملہ میں تاخیر کیا ہی کرتے ہیں، میں دیکھ رہا ہوں، کہ اس عالیشان خاندان کے مقامات کا آخری منصب تمہارے متعلق کیا گیا ہے۔ اور اس سے قبل اپنی سابق بیماری میں میں نے دیکھا تھا، کہ تم میری چارپائی پر بیٹھے ہو اور منصب قیومیت تم کو عطا کیا گیا ہے، ان توجہات عجیبہ غریبہ کے قابل تمہارے سوا اور کوئی نظر نہیں آتا، لہٰذا اس خط کے دیکھتے ہی تن تنہا اس طرف روانہ ہو جاؤ اور برخوردار احمد سعید کو اپنی جگہ چھوڑ آؤ، اور دعا حسن خاتمہ اور درود شریف اور استغفار اور ختم کلمہ طیبہ اور قرآن مجید اور ختم پیران کبار اور جان افزا ملاقات اور اتباع حبیب خدا صلی اللہ علیہ سلم سے امداد کرو، آپکا پہلا مکتوب شریف یہاں ختم ہوگیا،

دوسرا مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بجناب صاحبزادہ عالی نسب والاحسب
حضرت شاہ ابوسعید صاحب واحمد سعید
صاحب جعلہما اللہ للمتقین اماماً
بعد از سلام مسنون ودعائے عافیت
مشحون واضح مینماید، کہ مکرر رقیمہ ہائے
فقیر برائے طلب شما فرستادہ شد معلوم
نیست، کہ بخدمت میرسند، یا در راہ
تلف مے شوند، احوال مزاج فقیر
بسیار سقیم ست. طاقت نشستن نماند،
ہجوم امراض وندائے الرحیل در داد فقیر را
بجز دیدن شما ہیچ آرزوئے نیست بلکہ
از غیب القامی شود، کہ ابوسعید را باید
طلبید، و روح مبارک حضرت مجدد
رضی اللہ تعالیٰ عنہ برایں باعث ست
و دیدہ ام کہ شما را بر ران راست خود نشاندہ
ام و منصبے کہ آثار آں عنقریب عائد شما
میشود، مفوض نمودہ خانقاہ شمارا مبارک
باد، جلد تر بیایند و توکلاً علی اللہ اینجا
آمدہ بہ نشینید، اگر اللہ تعالیٰ مرا بیامرزید
بصدقہ پیران کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم
از توجہ و ہمت قاصر نیستم ہرچہ فتوح آنہ

بجناب صاحبزادہ عالی نسب والاحسب حضرت
شاہ ابوسعید صاحب واحمد سعید صاحب اللہ
تعالیٰ تم دونوں کو متقین کا پیشوا بنائے، سلام
مسنون اور عافیت سے بھری ہوئی دعا کے
بعد واضح کیا جاتا ہے، کہ فقیر کے مکرر خطوط تمہاری
طلب کیواسطے بھیجے گئے، معلوم نہیں، کہ آپ
تک پہنچے ہیں، یا راستہ ہی میں ضائع ہو جاتے
ہیں۔ فقیر کی حالت بہت ہی نازک ہے، بیٹھنے
کی طاقت بھی نہیں رہی، امراض کا ہجوم ہے، اور
صدائے کوچ بلند فقیر کی بجز آپکے دیدار کے اور کوئی
بھی آرزو ہی نہیں، بلکہ غیب سے القا ہو رہا ہے
کہ ابوسعید کو طلب کرنا چاہیے، اور حضرت مجدد رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مبارک بھی اسپر باعث ہے
اور میں نے دیکھا ہے، کہ تمکو میں نے اپنی دائیں
ران پر بٹھایا ہے، اور وہ منصب جس کے
آثار عنقریب تم پر وارد ہونگے، تمہارے سپرد
کیا ہے، یہ خانقاہ تم کو مبارک ہو، بہت جلد
تشریف لائیں، اور توکلاً علی اللہ یہاں بیٹھ جائیں
اگر اللہ تعالیٰ نے پیران کبار رض کے صدقے میں
مجھکو بخشدیا، تو توجہ اور ہمت سے میں قاصر
نہیں ہوں، غیب سے جو کچھ آمد ہو، اپنی اور

غیب برسد صرفِ مایحتاج خود و وابستہ ہائے
خود نمایند، وآنچہ باقی ماندہ بر فقرا تقسیم
کنند، ہمہ اہل خانقاہ واکثر مردمانِ شہر
شمارا میخواہند، مثل احمدیار و ابراہیم بیگ
و میر خورد و مولوی عظیم و مولوی شیر محمد
بلکہ جمیع مردمان شہر بارہا میگویند، کہ میاں
ابوسعید لائق اند، کہ درانیجا نشینند، و
حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب واکثر اعزہ
شہر بر اخلاق حسنہ و مسکنت وشکست
وحفظ و مشغولی و بردباری شما نظر کردہ
مجوزِ طلبیدن شما بلا شرکت غیر میشوند بہر
صورت عازم اینجا شوند، در چوپالہ یا در
گاڑی بیایند، اجرۃ کہاراں اینجا دادہ خواہد
شد، اجتماعِ اہل خانقاہ برایں شد، کہ ایشاں
را یعنی شمارا باید طلبید، و مرا نیز الہام کردند
کہ قابلیت ایں کار فقط در شماست بعد
استخارہا بیایند، و حاجت دیگرے نیست
اینجا باشید و رواج طریقہ شریفہ فرمائید
و تدبیر معاش را حوالہ بخدا کنید حسبنا اللہ
ونعم الوکیل وعدہ الٰہی کافی ست بگذار
تیا سا یعنی آرام بکن و در راحت باش)

اپنے متعلقین کی ضرورتوں میں صرف کریں، اور باقی
ماندہ فقراء پر تقسیم فرمادیں، خانقاہ والے اور شہر
کے اکثر لوگ تمہارے ہی خواہاں ہیں، جیسے
احمد یار، ابراہیم بیگ، میر خورد، مولوی عظیم
اور مولوی شیر محمد، بلکہ تمام لوگ شہر کے بار بار
کہتے ہیں، کہ میاں ابوسعید خانقاہ کی سکونت و
بود و باش کے لائق ہیں، حضرت شاہ عبدالعزیز
صاحب اور شہر کے اکثر رؤساء آپ کے اخلاق
حسنہ اور مسکنت طبع اور شکستہ حالی و سادگی
مزاج اور امانتداری اور ذکر و شغل اور تحمل و صبر
پر اعتماد کرکے آپ کے بلوانے کو بلا شرکت احدے
صحیح و درست سمجھ رہے ہیں، بہرحال اسطرف آنے
کا عزم مصمم فرمائیں، پینس یا گاڑی پر تشریف
لاویں، کہاروں کی اجرت یہاں سے دیجائیگی، اہل خانقاہ
اس امر پر متفق ہیں، کہ آپ ہی کو طلب کیا جائے اور
مجھکو بھی الہام ہوا ہے، کہ اس کام کی قابلیت صرف
آپ ہی میں ہے چند بار استخارہ کرکے تشریف لے آویں
کسی دوسرے کی ضرورت نہیں، یہاں رہو، اور
طریقہ شریفہ کو رواج دو، اور روزگار و معاش کی تدبیر
بحوالہ خدا کرو حسبنا اللہ ونعم الوکیل خدا تعالیٰ
کا وعدہ کافی ہے، آؤ اور آرام اٹھاؤ ہمارا آپ آخری

وقت ما آخر رسید چند انفاس باقی مانده را
به بینید، و فیضها بردارید شاید این آرزو
بوقوع آید،

بیت

مرگ آرزو کنم چو شوی مهربان من
یعنی به بختِ خویش مرا اعتماد نیست

جنابِ حضرتین[1] در وقتِ انتقال حضرت
مجدد رضی الله تعالیٰ عنه حاضر بودند رضی
الله تعالیٰ عنهم و مردمان میگویند، که
ازین هر دو شخص یکی را جانشین کنید تا بعد
شما نزاع واقع نشود، اگرچه در کاغذ وصیت
نامه مهر فقیر بگواهی هر سه میان[2] صاحب و
دیگر اعزه نام شما را اولیٰ و الیق نوشته ام.
بالفعل شما را ترجیح دادم و برخوردار احمد
سعید را آنجا گذاشته بمجرد رسیدن رقیمه
همه را جواب داده نزد ما بیایید، قبر ما در
صحن همین مکان خواهد شد و تبرکات بر
بالین. بر گنبد ضیق و مردمان وابسته شما
هر دو فقیناه خواهند آمد، در هر دو[2] حویلی باشند
و شما اینجا بجای ما باشید و اخراجات خانقاه

وقت ہے ہمارے باقی ماندہ چند سانس کو پاؤ، اور
فیض اٹھاؤ، شاید یہ آرزو پوری ہو جائے بیت
مرگ آرزو کنم الخ ترجمہ جب کبھی تو مجھپر
مہربان ہو جائے، تو اسی وقت ہی میں موت
کی تمنا کروں گا، کیونکہ اپنے اس بخت کمبخت پر
تو مجکو ہرگز اعتماد ہی نہیں، یہ واقعہ ایسا ہی ہے،
جیسا کہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال
پر ملال کیوقت دونوں حضرات خواجہ محمد سعید و خواجہ
محمد معصوم رضی حاضر ہیں، اور لوگ کہتے ہیں کہ ان دونوں
حضرات میں سے اپنی جانشینی کیواسطے ایک کو متعین فرمایئے
تاکہ جناب کے بعد کسی قسم کی نزاع وقوع میں نہ آئے اگرچہ
میں نے وصیت نامہ میں ہر سہ میاں صاحبان (شاہ رفیع الدین
وشاہ عبدالقادر وشاہ عبدالعزیز) اور دیگر معزز حضرات
کی شہادت کے ساتھ تمہارے نام کو اولیٰ و الیق لکھا ہے
ولیکن اب میں تمکو ترجیح دیکر متعین کرتا ہوں، برخوردار
احمد سعید کو وہاں چھوڑ کر اس خط کے پہنچتے ہی سبکو جواب دیکر
ہمارے پاس آپہنچ جاؤ، ہماری قبر اسی مکان کے صحن میں
ہوگی، اور تبرکات ہمارے سرہانے تنگ گنبد میں رکھے جائیں
اور تمہارے متعلقین جب یہاں آکر دونوں حویلیوں

---

[1] یعنی حضرت خازن الرحمت خواجہ محمد سعید و حضرت ایشاں خواجہ محمد معصوم رح [2] یعنی شاہ رفیع الدین
وشاہ عبدالقادر وشاہ عبدالعزیز صاحبان رحمہم اللہ تعالیٰ ۱۲ لمصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ

ہمہ بر طور شناسیت بہر طور کہ مناسب دانید
و بردباری و تحمل بسر برید و دعائے حسن خاتمہ
ولقائے جان افزا و اتباع حبیب خدا محمدؐ
مصطفےٰ فرمائید زیادہ والسلام انتہی کلامہ
الشریف ⁂ دائرہ
حقیقت صوم محاذی
حقیقت قرآنی واقع

دائرہ
حقیقت
صوم

شدہ است در رمضان در سال یکہزار و
دو صد و بست و ہفت حضرت پیر دستگیر
بندہ را درین حقیقتِ عالی توجہ فرمودند و
آثار و انوار این حقیقت عالی برین ذرہ
بمقدار ورود فرمودند و عدمیتے خاص
و صمدیت باختصاص ظہور نمودہ ازین حقیقت
حظے وافر فرا گرفت فالحمد للہ علی ذلک
استغنا ۱۲
بدانند کہ از سالہا آرزوئے آں داشتم کہ
حضرت پیر دستگیر بندہ را بضمنیتِ خود
سرفراز فرمایند چہ ضمنیت آنحضرت بعینہ
ضمنیت حبیب خدا است صلی اللہ علیہ
وسلم چہ حضرت پیر دستگیر را حضرت
ایشاں شہید میرزا صاحب قبلہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ بضمنیت خود بشارت فرمودہ اند

میں رہیں، اور تم اس جگہ ہمارے مزار پر رہو، اور خانقاہ
کے سارے اخراجات تمہاری رائے کے موافق ہونگے جس
طرح تم مناسب سمجھو صرف کرو، اور تحمل اور بردباری سے
کام لو، اور دعا حسن خاتمہ اور جان افزا ملاقات اور
اتباع حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد رکھو والسلام
آپکا کلام شریف ختم ہوا، اب معلوم رہے، کہ حقیقت
صوم کا دائرہ حقیقت قرآنی کے مقابل واقع ہوا ہے
سن ہجری ایک ہزار دو سو ستائیس کے رمضان شریف
میں حضرت پیر دستگیر نے اس غلام کو اس حقیقت عالیہ
میں توجہ فرمائی، اور اس عالی حقیقت کے انوار و آثار
اس ذرہ بیمقدار پر وارد ہوئے اور ایک قسم کی خاص
عدمیت ذہنیتی اور باختصاص صمدیت و بے نیازی
نے ظہور کیا، اور اس حقیقت سے میں نے بہت کچھ حصہ
لیا، فالحمد للہ علی ذلک جاننا چاہیے، کہ مجھ کو
برسوں سے یہ آرزو تھی، کہ حضرت پیر دستگیر مجھے اپنی
ضمنیت سے سرفراز فرمائیں، کیونکہ آپکی ضمنیت بعینہ
حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ضمنیت ہے،
اس لئے کہ حضرت پیر دستگیر کو حضرت میرزا
مظہر جان جاناں شہید قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
اپنی ضمنیت کی بشارت فرمائی ہوئی ہے، اور
حضرت میرزا صاحب قبلہ کو حضرت شیخ الشیوخ

وحضرت میرزا صاحب قبلہ را حضرت شیخ الشیوخ شیخ محمد عابد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بضمنیت خود مبشر ساختہ و حضرت شیخ از پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بضمنیت کبریٰ امتیاز یافتہ و این معنی را بارہا بخدمت فیضدرجت حضرت پیر دستگیر عرض کردہ بودم تا آنکہ در سال ہزار و دو صد و سی ہجری در ماہ صفر بندہ ختم قرآن مجید کہ در حضور در نوافل اوابین ختم میکردم، باختتام رسید، بعد از ختم بہ بندہ ارشاد کردند کہ از ما چیزے خواہشے داری بخواہ بندہ عرض کردم، کہ امیدوار ضمنیت حضرت ہستم بندہ را از غایت بندہ نوازی نزدیک خود طلبیدہ بسینہ مبارک چسپانیدہ تا دیر توجہ فرمودند احوالے بر من ورود نمودہ کہ اظہار آن اسرار ممکن نیست و در انوار مبارک آنحضرت استغراقے بہم رسید، دیدم کہ باطن من آئینہ وار مقابل باطن مبارک آنحضرت ایشان شدہ ہرچہ در باطن آنحضرت موجود است بعینہ در باطن بندہ نمودار گردیدہ است، بر نہجے کہ فرق درمیان ہر دو باطن باقی نماندہ اِلّا ما شاء اللہ سبحانہ قربان حضرت پیر دستگیر خود

شیخ محمد عابد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ضمنیت سے بشر فرمایا، اور حضرت شیخ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ضمنیت کبریٰ کی امتیاز حاصل کی ہے اور اس امر کو بارہا حضرت پیر دستگیر کی خدمت فیضدرجت میں مینے عرض کیا، یہانتک کہ سن ہجری ایک ہزار دو سو تیس کے ماہ صفر میں حضور کے روبرو نوافل اوابین میں قرآن مجید جو پڑھا کرتا تھا، ختم کیا، ختم قرآن مجید کے بعد حضرت نے بندہ کو ارشاد فرمایا، کہ ہمسے کچھ خواہش رکھتے ہو تو کہو، بندہ نے عرض کیا کہ حضرت کی ضمنیت کا امیدوار ہوں، اسپر آپنے غایت بندہ نوازی سے بندہ کو اپنے نزدیک طلب فرماکر اپنے سینہ مبارک سے لگاکر دیرتک توجہ فرماتے رہے ایسے حالات مجھہ پر وارد ہوئے، کہ اُن کا اظہار ممکن نہیں، اور حضور کے مبارک انوار میں مجکو پورا استغراق حاصل ہوا، مینے دیکھا، کہ میرا باطن آئینہ کی مانند حضور کے باطن مبارک محاذی و مقابل ہوا، اور جو کچھہ بھی حضور کے باطن میں موجود ہے، بعینہٖ میرے باطن میں اس طرح نمودار ہوا، کہ ہر دو باطن میں کچھہ بھی فرق نہ رہا اِلّا ما شاء اللہ سبحانہ حضرت پیر دستگیر کے قربان جاؤں، اللہ تعالیٰ نے جناب کو کیا ہی کمال

شوم کہ او تعالیٰ چہ کمالے وچہ قوتے حضرت ایشان را عطا فرمودہ است کہ سگ گرگین را از یک توجہ بمرتبہ قرب مے نوازند، و مرغکے بے بال و پر را باز اشہب مے سازند، رَزَقَنَا اللّٰہُ تعالیٰ مِنْ بَرَکَاتِہٖ وَ نَفَعَنَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ عَنْ کَمَالَاتِہٖ وَ جَعَلَنِیَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ فِی الدَّارَیْنِ مِنْ عَبِیْدِ خِدْمَتِہٖ وَ یَرْحَمُ اللّٰہُ عَبْدًا قَالَ اٰمِیْن وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ چوں دریں مقاماتِ مسطورہ بندہ را توجہ فرمودند نقل اجازت نامہ تمام کہ وعدہ ترقیم آں نمودہ ام تبرکا ایراد مینمایم، در اجازت نامہ سابق بعضے عبارات زیادہ فرمودہ، بندہ را عنایت کردند،

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فقیر عبداللہ معروف غلام علی عفی عنہ گذارش مینماید، کہ فضائل و کمالات مرتبت صاحبزادہ والانسب حضرت حافظ محمد ابو سعید را اَسْعَدَہُ اللّٰہُ فِی الدَّارَیْنِ اشتیاق کسب نسبت باطنی آباء کرام خود رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ

اور کیا ہی قوت عطا فرمائی ہے، کہ خارش زدہ کتے کو ایک ہی توجہ سے مرتبہ قرب کے ساتھ سرفراز فرماتے ہیں، اور کمینے بے پر و بال مرغ کو باز اشہب (باز سفید) بنا دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمکو اُن کے برکات عطا فرمائے اور اُنکے کمالات سے نفع پہنچائے، اور مجکو دارین میں انکے خدمتگار غلاموں سے بنائے، اور اس دعا پر آمین کہنے والے پر بھی رحم فرمائے، و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین چونکہ حضرت نے ان تمام مقامات مسطورہ میں اس عاجز بندہ پر توجہ فرمائی، اور بعد ازاں اجازت نامہ بھی عطا فرمایا، لہٰذا اب پورے اجازت نامہ کی حسب وعدہ تبرکا نقل کرتا ہوں، سابق اجازت نامہ میں بھی کچھ اور عبارتیں اضافہ فرما کر اپنے غلام کو اجازت نامہ عنایت فرمایا، وہ یہ ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فقیر عبداللہ المشہور بہ غلام علی عفی عنہ گذارش کرتا ہے، کہ فضائل و کمالات مرتبت صاحبزادہ والا نسب حضرت حافظ محمد ابو سعید اللہ تعالیٰ اُس کو دارین میں سعادتمند کرے، کو اپنے آباء کرام رحمۃ اللہ علیہم کی باطنی نسبت حاصل کرنیکا اشتیاق پیدا ہوا، بناءً علیہ

پیدا شد، رجوع بہ فقیر آوردند، برعایت حقوق بزرگان
ایشان با این ہمہ عدم لیاقت خود از اجابت سؤل
چارہ ندیدم، و توجہات بر لطائف ایشاں کردہ شد
بعنایت الٰہی بواسطہ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم
در چندی لطائف ایشاں را جذبات الٰہیہ در رسید
زیرا کہ معمول منست کہ توجہات بر لطائف خمسہ
معًا میکنم، و توجہ و حضور با کیفیات و بعضے اسرار
ایشاں را دست داد، و آں توجہ استہلاکے یافت
و رنگے از فنا در باطن ایشاں طاری شد و ظہور
پرتوی از توحید حالی افعال عباد را از نظر ایشاں
مستور گردانید، و منسوب بحضرت حق سبحانہ
یافتند، پس توجہ بر لطیفہ نفس کردہ شد بعروج
و نزول در آنجا مستہلک آں حالات گشتند
و انتساب صفات خود بحضرت حق سبحانہ یافتند
و انانا را شکستگی رسید، کہ اطلاق لفظ انا بر خود
متعذر دانستند و نوری از وحدت شہود بر
باطن ایشاں تافت، ممکنات مرایای وجود و
توابع وجود حضرت حق سبحانہ شناختند، بعد ازاں
توجہ و القائے انوار نسبت بر عناصر ایشاں
کردہ میشود، و جذبی و توجہی عناصر را در یافتہ
فالحمد للہ علی ذالک و آنچہ در ینجا نوشتہ ام

انہوں نے اس فقیر کی طرف رجوع فرمایا، فقیر نے
باوجود اپنی اس تمام عدم لیاقت کے اُن کے بزرگوں
کے حقوق کی رعایت کرکے اُنکے سوال کی اجابت سے
کوئی چارہ نہ دیکھا اور اُنکے لطائف پر توجہات کی
گئیں، خدا تعالیٰ کی مہربانی سے بطفیل پیران کبار
رحمۃ اللہ علیہم تھوڑے ہی عرصہ میں اُنکے لطائف کو جذبات
الٰہیہ نے آ پایا، کیونکہ میرا معمول یہ ہے، کہ لطائف
پنجگانہ پر یکبارگی ہی توجہ کرتا ہوں، اور نیز اُنکو توجہ
اور حضور اور کیفیات اور بعضے اسرار حاصل ہوئے
اور اُس توجہ کی وجہ سے اُن میں ایک نوع کا استہلاک
پیدا ہوا، اور فنا کا رنگ اُنکے باطن میں لاحق ہوا،
اور توحید حالی کے پرتو کے ظہور نے بندوں کے افعال
کو اُنکی نظر سے پوشیدہ کر دیا، اور انہوں نے ان افعال کو
حضرت حق سبحانہ کی جانب منسوب پایا، بعد ازاں اُنکے
لطیفہ نفس پر اُس کے عروج و نزول میں توجہ کیگئی تو وہ
اُس مقام کے حالات میں وہاں مستہلک ہو گئے، اور انہوں
نے اپنی صفات کو حضرت حق سبحانہ کیطرف منسوب پایا
اور اُنکے انا کو اسقدر شکستگی حاصل ہوئی کہ انہوں نے اپنے
اوپر لفظ انا کا بولنا دشوار جانا، اور اُنکی باطن پر وحدت شہود کا کچھ
نور چمکا، اور تمام ممکنات کو حضرت حق سبحانہ کے وجود و
توابع وجود کا آئینہ شناخت کیا، بعد ازاں اُنکے عناصر پر توجہ

باظہار و اقرار ایشاں نوشتہ شد و انہمہ حالات و واردات ایشاں من ہم دریافتہ ام، و اصحاب من ہم شہادت آں ہمہ بعنایت الٰہی سبحانہ در بارہ ایشاں دادند فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک و از کرم کریم کارساز سبحانہ بواسطہ مشائخ کرام رحمۃ اللّٰہ علیہم امیدوارم، کہ بشرط التزام صحبت ترقیات کثیرہ فرمایند، وما ذالک علی اللّٰہ بعزیز پس در نیصورت ایشاں را اجازت تلقین طریقہ نقشبندیہ احمدیہ دادہ شد، کہ تعلیم اذکار و مراقبات و القائے سکینہ در قلوب سالکان نمایند بعنایت الٰہی و فاتحہ برارواح طیبہ قادریہ و چشتیہ رحمۃ اللّٰہ علیہم بجہت حصول توسل ایشان باں کبرائے عظام و افاضہ فیوض آں اکابر در باطن ایشاں نیز خواندہ شد تا دریں دو طریقہ علیہ ہر کہ از ایشاں توسل خواہد بیعت از ایشاں گیرند و شجرہ ایں حضرات باو عنایت نمایند و تلقین و تربیت بطریقہ نقشبندیہ احمدیہ فرمایند اللّٰھم اجعلہ للمتقین اماما پس وصیت میکنم، ایشاں را بدوام

اور نسبت کے انوار کا القا کیا جا رہا ہے، اور انہوں نے عناصر کے جذبات اور انکی توجہ کو بھی معلوم کر لیا ہے، فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک اور اسجگہ میں نے جو کچھ بھی لکھا ہے۔ تمنے اظہار و اقرار سے لکھا ہے اور انکے ان تمام حالات و واردات کو میں نے خود بھی معلوم کر لیا ہے اور میرے یاروں نے بھی انکے بارے میں خدائے حق سبحانہ کی ان عنایات کی شہادت دی ہے، فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک اور خدائے کریم کارساز سبحانہ کے کرم سے بطفیل مشائخ کرام رحمۃ اللّٰہ علیہم میں امیدوار ہوں کہ بشرط التزام صحبت انکو بہت کچھ ترقیات عنایت ہونگی اور اللّٰہ تعالیٰ پر یہ امر ہرگز ہرگز دشوار نہیں۔ پس اس صورت میں انکو طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی تعلیم کی اجازت دیدی گئی کہ خدائے پاک کی عنایت و مہربانی سے اذکار و مراقبات کی تعلیم دیا کریں، اور طالبوں کے دلوں میں سکینت و اطمینان بھی ڈالا کریں، اور فاتحہ بہ نیت ایصال ثواب بارواح طیبہ مشائخ قادریہ و چشتیہ رحمۃ اللّٰہ علیہم بھی پڑھی گئی تاکہ انکو ان کبرائے عظام کیساتھ توسل حاصل ہو، اور نیز انکے باطن میں ان اکابر کے فیوض و برکات حاصل ہوں اور ان دو طریقہ علیہ میں جو کوئی ان سے توسل چاہے یہ اس سے بیعت لیں اور ان حضرات کا شجرہ اس کو عنایت فرمائیں اے خدا تو انکو متقین اور پرہیزگاروں کا پیشوا بنا، آمین

اب میں ان کو امور ذیل کی وصیت کرتا ہوں
نمبر ۱ اپنی باطنی نسبت کو ہمیشہ محفوظ رکھنا نمبر ۲

حفظ نسبت باطن و پرداخت حضور و توجہ
و یاد داشت، در جمیع اوقات و اوضاع
و در جمیع اعمال اتباع سنن حبیب رب
العالمین صلی اللہ علیہ وسلم و تعمیر
اوقات بنوافل و عبادات و ادائ صلوٰۃ
بکمال تعدیل ارکان و اذکار و تلاوت
و درود و استغفار و تفویض امور بحضرت
کارساز سبحانہ اللھم کن لہ کفیلا فی الامور
کلھا برحمتک یا ارحم الراحمین، الحمد
للہ کہ بعد از این در مدتی بالتزام صحبت
کار سلوک بآخر مقامات برسانیدند، و با
جمیع درجات طریقہ احمدیہ مناسبت پیدا
کردند، اللہ تعالیٰ در عرض و طول نسبتہائے
احمدیہ ایشانرا رسوخے عطا فرماید، و از
انوار و اسرار و کمال و تکمیل این طریقہ بہرہ
وافر عطا و کرامت فرماید و طالبانرا از جمیع
مقامات این طریقہ بتوجہات ایشان از
نسبت قلبی و نسبت فوقانی بہرہ ور گردانند
فالحمد للہ علی ذالک مقصود از سلوک
طریقہ تہذیب اخلاق و دوام توجہ بجناب
الہی ست تا انکسار و نیاز و اخلاص نقد

حضور و توجہ میں مشغول رہنا، ۲ جملہ اوقات
وحالات میں یاد داشت کو نہ چھوڑنا، ۳ تمام
اعمال میں حضرت حبیب رب العالمین کے سنن کی
متابعت کرنا، ۴ اپنے تمام اوقات کو نوافل و عبادت
کے ساتھ گذارنا اور کمال تعدیل ارکان کیساتھ ادائے نماز
کرنا اور دوسرے اوراد و اذکار و تلاوت کلام مجید
و درود و استغفار و تفویض امور بحضرت کردگار سبحانہ
سے معمور رکھنا، اے خدا انکے تمام امور میں انکا کفیل
بنا رہو، برحمتک یا ارحم الراحمین، الحمد
للہ کہ اس کے بعد انہوں نے کچھ مدت میں التزام صحبت
کیوجہ سے سلوک کا کام آخر مقامات تک پہنچایا اور
طریقہ مجددیہ کے تمام مدارج سے مناسبت حاصل
کی، اللہ تعالیٰ زمین کے عرض و طول میں انکی مجددیہ
نسبتوں کو رسوخ عطا فرمائے، اور اس طریقہ کے
انوار و اسرار و کمال و تکمیل سے کامل حصہ عنایت
کرے، اور اس طریقہ کے تمام مقامات سے انکی توجہات
کے باعث طالبوں کو نسبت قلبی اور نسبت فوقانی
سے بہرہ مند کرے، فالحمد للہ علی ذالک طریقہ
کے سلوک سے مقصود اخلاق کی آراستگی اور جناب
الہی میں ہمیشہ متوجہ رہنا ہے، تاکہ شکستگی و نیازمندی
اور اخلاص ہر وقت موجود رہے، اس کا ظاہر

وقت باشد، بظاہر تبع سنن حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم و باطن مُعرِض از ماسوای متوجہ بجناب کبریائی سبحانہ گردد،

مثنوی

قرب نے بالا و پستی رفتن ست
قربِ حق از قیدِ ہستی رستن ست

واقعات را از تقدیر الٰہی یا از افعال الٰہی سبحانہ دیدہ، بتوکل و رضا و تسلیم باید پرداخت والحمد للہ اولاً و اخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہٖ محمد وّ آلہ و اصحابہ کذالک راقم گوید، بعد ترقیم ایں رسالہ در حضور حضرت پیر دستگیر بردم. بعد مطالعہ ایں عبارت ارقام فرمودند، آں عبارت را تبرکاً ایراد مینمائم،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والمنہ والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ محمد وّ آلہ و اصحابہ کہ فقیر عبداللہ عرف غلام علی عفی عنہ ایں رسالہ را مطالعہ نمودہ از آنچہ دریں رسالہ مذکور ست بسیار مسرور و محفوظ گردید، و برائے صاحب ایں رسالہ دعائے خیر کرد، و میکند

حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا پابند اور باطن ماسوائے حق سے روگرداں اور جناب کبریائی سبحانہٗ کی طرف متوجہ رہے،

مثنوی

قرب نے بالا والخ ترجمہ

اوپر اور نیچے جانا قرب حق نہیں ہے، قرب حق تو قید ہستی سے چھوٹنا ہے، واقعات و حوادث زمانہ کو تقدیر الٰہی یا اللہ تعالیٰ کے افعال سے خیال کرکے توکل اور رضا و تسلیم کے ماتحت رہنا چاہیئے، والحمد للہ اولاً و اخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وّ آلہ و اصحابہ کذالک راقم الحروف (مصنف رسالہ) کہتا ہے کہ یہ رسالہ لکھکر حضرت پیر دستگیر کے حضور میں پیش کیا، آپنے مطالعہ فرمانے کے بعد یہ عبارت تحریر فرمائی تبرکاً نقل کرتا ہوں،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والمنہ والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ محمد وّ آلہ و اصحابہ کہ فقیر عبداللہ عرف غلام علی عفی عنہ نے اس رسالہ کا مطالعہ کیا، اس میں جو کچھ مذکور ہے، اس سے بہت ہی مسرور و محظوظ ہوا، اور صاحب رسالہ کے حق میں دعائے خیر کی اور کرتا ہے، اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم ایشان را وسیلہ شیوع طریقۂ احمدیہ کثر اللہ سبحانہ اھلھا فرماید، وآنچہ دریں اوراق نوشتہ اند مستفیدان ایشاں برساند چنانچہ آبا کرام ایشاں را رحمۃ اللہ علیہم امام و مرشد و مروّج ایں طریقہ عالیہ فرمودہ است، ایشاں را نیز سراج ہدایت و شمس رشادت گردانند و در عمر ایشاں برکت نمودہ معمّر و صالح نماید وآنچہ تحریر کردہ اند، موافق علوم و معارف حضرت مجدد ست، رضی اللہ عنہم اللّٰھم زِد فزِد ذکر ایں بندہ ناچیز در ایں رسالہ ضروری نیست آرے اظہار نعمت و شکر منعم لازم ست و ذکر واسطۂ آں ست اَلحمدُ للہِ وَالصَّلوٰۃُ وَ السَّلامُ علیٰ سیّدِنا محمّدٍ وّ آلِہٖ وَاَصحابِہٖ وَالبرکاتُ وَالزّاکیاتُ *

الحمد للہ والمنہ کہ بفضلہ و کرمہ تعالیٰ تصحیح ایں رسالہ مبارکہ بر دست فقیر حقیر نور احمد عفی عنہ مصحح مکتوبات مجددیہ باختتام رسید ناظرین کرام بدعا بخیر یاد دارند

بطفیل پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم انکو طریقہ مجددیہ کے شیوع کا ذریعہ بنائے، اللہ سبحانہ اس طریقہ کے اہل کو ترقی و کثرت عنایت فرمائے اور جو کچھ انہوں نے ان اوراق میں تحریر کیا ہے، انکے مستفیدین کو پہنچائے، اور جیسے انکے آبا کرام رحمۃ اللہ علیہم کو امام و مرشد اور اس طریقہ عالیہ کا مروج فرمایا، انکو بھی ہدایت کا چراغ اور رشد کا آفتاب بنائے، اور انکی عمر میں برکت عطا کرکے دراز عمر اور صالح کرے اور اس رسالہ میں جو کچھ انہوں نے درج کیا ہے، وہ تمام حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوم و معارف کے موافق اور مطابق ہے، اللّٰھم زد فزد اس ناچیز بندہ کا تذکرہ اس رسالہ میں ضروری نہ تھا، ہاں البتہ نعمت کا اظہار اور منعم کا شکر تو واجب و لازم ہے اور ذکر ذکر اس کا ذریعہ ہے، اَلحمدُ للہِ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ علیٰ سیّدنا محمّدٍ وّآلہٖ واصحابہٖ والبرکاتُ والزّاکیاتُ

* الحمد للہ والمنہ کہ اس مبارک رسالہ کا اردو ترجمہ اس خاکسار سے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم کے ساتھ آخر تک پہونچایا، تاریخ اختتام ترجمہ ۲۹ ذی الحج ۱۳۴۴ھ — ناظرین کرام خاکسار کو دعائے خیر سے فراموش نہ فرمائیں

فہرست جدید رسالہ ہدایۃ الطالبین از تالیف شاہ ابو سعید صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

نمبر صفحہ	مضمون
۱و۲و۳	سبب تالیف رسالہ ہذا
۴و۵	رسیدن مصنف بخدمت پیر خود
۵	توجہ نمودن پیر ایشان بر لطائف ایشان
۵و۶	فصل در بیان لطائف عشرہ و مشغولی آں و بیان دائرہ امکان
۶	بیان معنی عالم امر و عالم خلق
۶و۷	بیان محلہائے لطائف عالم امر از بدن انسان
۸	امر فرمودن پیران نقشبندیہ بہ توسط و اعتدال در عبادات و اعمال
۸	ترجیح ذکر خفی بر ذکر جہر و فضیلت آن
۹	بیان اشغال سہ گانہ کہ معمول بہا است در طریقہ نقشبندیہ
״	شغل اول ذکر است اسم ذات با شرائط نفی و اثبات
״	بیان طریق ذکر اسم ذات و تصور صورت شیخ
۱۰	بیان معنی وقوف قلبی و شرط بودن آں
۱۰	بیان سلطان الاذکار
״	بیان طریق ذکر نفی و اثبات
۱۱	بیان معنی بازگشت و وقوف عددی
۱۲	بیان علامت تصفیہ باطن
۱۲	بیان رنگہائے انوار لطائف
״	بیان حدود سیر آفاقی و انفسی
۱۳	بیان فرق بیان کشف عیانی و وجدانی

نمبر صفحہ	مضمون
۱۳	شغل دوم مراقبہ است
״	بیان معنی مراقبہ
۱۴	مراقبہ احدیت
״	شغل سوم ذکر رابطہ است
״	بیان معنی ذکر رابطہ
۱۵	ذکر تنہا بے رابطہ و بے فنا فی الشیخ موصل نیست بخلاف رابطہ
״	فصل در بیان سیر سلوک کہ باب قلوب در دائرہ ولایت صغریٰ
״	بیان طریق توجہ کردن
۱۶	بیان معنی جمعیت و حضور
۱۷	تمثیل دل انسان قبل از بیعت با شیخ و بعد از آں
	بیان معنی فتح باب در طریقہ مظہریہ
۱۸	بیان معنی برآمدن لطیفہ از قالب
״	بیان اختلاف استعداد طالبان
״	بدون توجہ شیخ پائے سعی درین راہ لنگ است
۱۹	تقدم جذبہ بر سلوک درین طریق و بیان خلاصہ سلوک
״	بیان مقامات عشرہ مشہورہ
	بیان تضرع و زاری کردن خواجہ نقشبند نزد روز سر بسجدہ نہادہ طلب طریقہ کہ البتہ موصل باشد
۱۹	لابد و ضرور بودن شیخ کامل و مکمل کہ ظاہر شرع بکمال متابعت

نمبر صفحہ	مضمون
۳۰	اکابر نقشبندیہ بنائے کار برحضور وجمعیت داشتہ اند
۳۰	ایشاں طالب را بچہار چیز رغبت میفرمایند
"	بیان معنی واردات وجذبات وعدم ووجود عدم
۳۱	وقت تحقق فنائے قلب ومحل آں
از ۳۱ تا ۳۴	بیان معنے توحید وجودی واحوال صاحب آن
۲۵	بیان سیر قلب در دائرہ امکان بتفصیل تمام
"	بیان سیر قلب در دائرہ ولایت صغریٰ
"	بیان معنی عالم ملک وملکوت
"	بیان غلطی بسیارے از صوفیہ نارسیدہ
۲۶	دائرہ ولایت صغریٰ ومعنی آں
	قول شاہ نقشبند کہ اہل اللہ بعد از فنا وبقا ہرچہ مے بینند الخ
"	علامت رسیدہ قلب در دائرہ ولایت صغریٰ
۲۷	بیان منشاء اسرار توحید وجودی
۲۸	دور بودن ارباب توحید وجودی از ملامت وطعن
۲۹	قبل از رسیدن قلب در دائرہ ثانی سخناں توحید گفتن خلاف شریعت ست
"	مشایخ وقت را غرانصاف دہد کہ لمحدانہ اعتقاد بر بعض تعین میفرمایند وازراہ راست منحرف میسازند
۲۸ و ۳۰	باید دانست کہ بعضے سالکان را قبل از قطع کردن دائرہ امکان بلکہ قبل از برآمدن لطیفہ حالتے شبیہ توحید وجودی وہمہ اوست الخ
۳۱	وبعضے بسبب انکشاف عالم ارواح فریفتہ آں عالم آنرا قیوم عالم تصور مینمایند وبخدائی مے پرستند الخ

نمبر صفحہ	مضمون
۳۲	صوفیہ کہ احوال توحید دارند وبوحدت وجود قائلند وجود را پنج مراتب معین کردہ اند
۳۲	مرتبہ اولیٰ را وحدت میگویند وتعین اول حقیقۃ الحقائق وحقیقت محمدی ومرتبہ لاہوت نامند
"	مرتبہ ثانیہ را واحدیت وتعین ثانی ومرتبہ تفصیل اسما وصفات ومرتبہ جبروت میگویند
"	مرتبہ ثالثہ را مرتبہ عالم ارواح وملکوت مے نامند
۳۲ و ۳۳	مرتبہ رابعہ را مرتبہ عالم مثال ومرتبہ خامسہ را مرتبہ عالم اجسام وناسوت قرار دادہ اند
"	بہ تعمق نظر معلوم میشود کہ ایں ہمہ داخل ولایت صغریٰ اند
۳۳	اسم وحکم یک مرتبہ برمرتبہ دیگر اطلاق کردن وجاری ساختن نزد ایشاں کفرست
۳۵	بیان رسیدن فیوضات بہر فردے از افراد عالم علی التواتر
"	معنی ایں قول کہ الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق
۳۶	بیان فنا لطیفہ روح وولایت حضرت آدم علیہ السلام
۳۷	ولایت حضرت نوح وابراہیم علیہما السلام
"	سوال متعلق بولایت ابراہیمی وجواب اول
۳۸	جواب دوم وسوم
۳۹	جواب چہارم وفنا لطیفہ سر وولایت موسوی
۴۰	فنا لطیفہ خفی واخفی وولایت عیسوی

نمبر صفحہ	مضمون
۴۱	بیان تہذیب لطائف نزد امام ربانی و حضرت ایشاں و شاہ غلام علی رح
۴۲ و ۴۳	بیان طریق مراقبہ لطائف خمسہ عالم امر
۴۴	فصل در بیان ولایت کبری و بیان مکشوفات
۴۵ و	حضرت مصنف اندریں باب
۴۶	بیان معنے توحید شہودی و اقربیت و فرق درمیان آں و معیت
۴۷	بیان دائرہ ولایت کبری کہ متضمن سہ دائرہ
۴۸ و	و یک قوس است
۴۹	بیان طریق مراقبہ ایں دوائر
۵۰	علامت قطع شدن و تمام شدن ہر دائرہ و تمام شدن دائرہ ولایت کبری،
۵۱	علامت شرح صدر بطریق وجدان
۵۲	فصل در بیان ولایت علیا و سیر عناصر ثلثہ سوائے عنصر خاک
۵۳	مناسبت بملائکہ کرام و زیارت ایشاں
"	فرق درمیان اسم الظاہر و اسم الباطن
"	ظہور دائرہ ولایت علیا
۵۴	ولایت علیا مانند مغز است و ولایت کبری مانند پوست
۵۶	عطا فرمودن پیر دستگیر خلعت خلافت و مرحمت نمودن ملبوس خاص خود بحضرت مصنف رح
"	توجہ دادن در خاندان قادری و چشتی
۵۶	زیارت نمودن مصنف در مراقبہ مر حضرت غوث
۵۷ و	الثقلین و پیران چشت رح

نمبر صفحہ	مضمون
۵۸	عنایت فرمودن اجازت نامہ مزین بمہر و دست خاص خود
از ۵۸	نقل اجازت نامہ بالاختصار
تا ۶۱	فصل در بیان کمالات ثلثہ یعنی نبوت و رسالت
تا ۶۱	و اولوالعزم
۶۱	دائرہ کمالات نبوت و بیان تجلی ذاتی دائمی
و ۶۲	و معارف ایں مقام و وسعت آں
۶۳	بیان معاملہ شبیہ بردیت و فضیلت عنصر خاک و بدایت احکام شرعیہ نسبت بغیب و معاملہ قبر و حشر و جنت و دوزخ
۶۴	معاملہ عجیب تر بشنو
۶۵	مقام انکشاف سر قاب قوسین او ادنیٰ
۶۶	مقام انکشاف سر دنی فتدلی و دائرہ کمالات رسالت
۶۶	بیان ہیئت وحدانی مجموع عالم امر و خلق و
و ۶۷	توجہ برآں و بیان عروجات
۶۸	دائرہ کمالات اولوالعزم و محل مراقبہ ایں مقام و کشف اسرار مقطعات قرآنی الخ
۶۹	مقام ترقی باطن بمحض تفضل کہ اسباب را ہم دخلے نہ باشد،
۷۰	مقام ترقی بواسطہ قرآن مجید،
۷۰	از مقام کمالات اولوالعزم بدو طرف سلوک کردہ میشود
۷۱	فصل در بیان حقائق الٰہیہ یعنی حقیقت کعبہ و قرآن و صلوۃ
"	دائرہ حقیقت کعبہ ربانی و محل مراقبہ ایجائے الخ
۷۲	فنا و بقا بایں مرتبہ مقدسہ و نتائج آن
۷۳	معنی ایں قول کہ حقائق نسبت بکمالات مانند امواج اند

رباعی

ما در دو جہاں غیرِ حق کار نداریم
ما یار بجز حضرتِ جبّار نداریم
مستانئے خدا ایم سر و پا برہنہ
حاجت بکسی جبّہ و دستار نداریم

۱؎ فدائے دوست نکردیم عمر و مال دریغ
کہ کارِ عشق زماں ایں قدر نمی آید

۲؎ چو غلامِ آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

فقیر حقیر خاکپائے بزرگان لاشے مسکین
عبد الجبّار عفی عنہ نقشبندی مجددی سامانوی

زیارت حضرت تمیم انصار (رض) واقع شهدای صالحین کابل

زیارت و مسجد شاه دو شمشیره (رح) واقع کابل

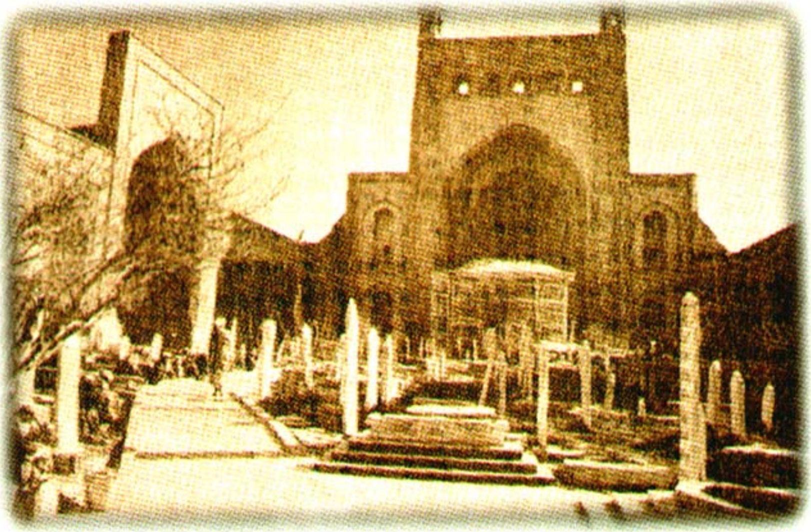

گازرگاه شریف ، مرقد حضرت خواجه عبدالله انصاری ، هرات

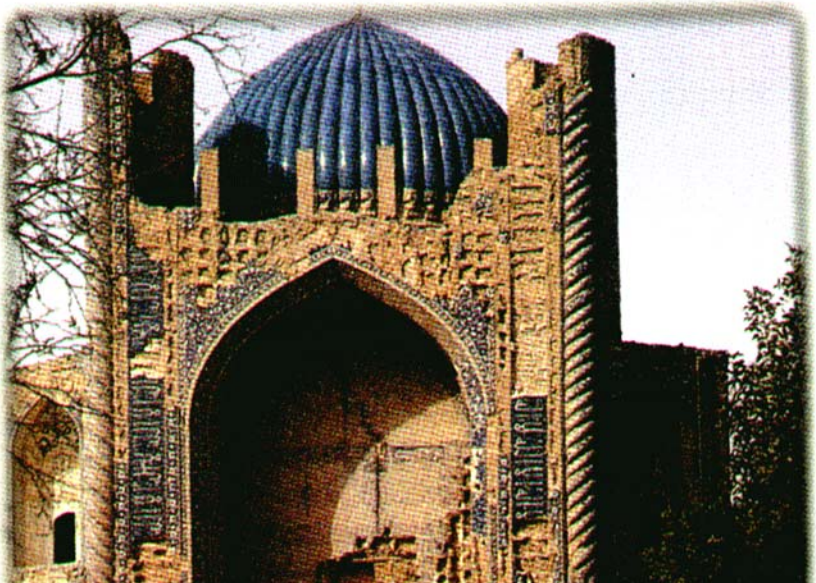

زیارت خواجه ابوالنصر پارسا بلخ شریف

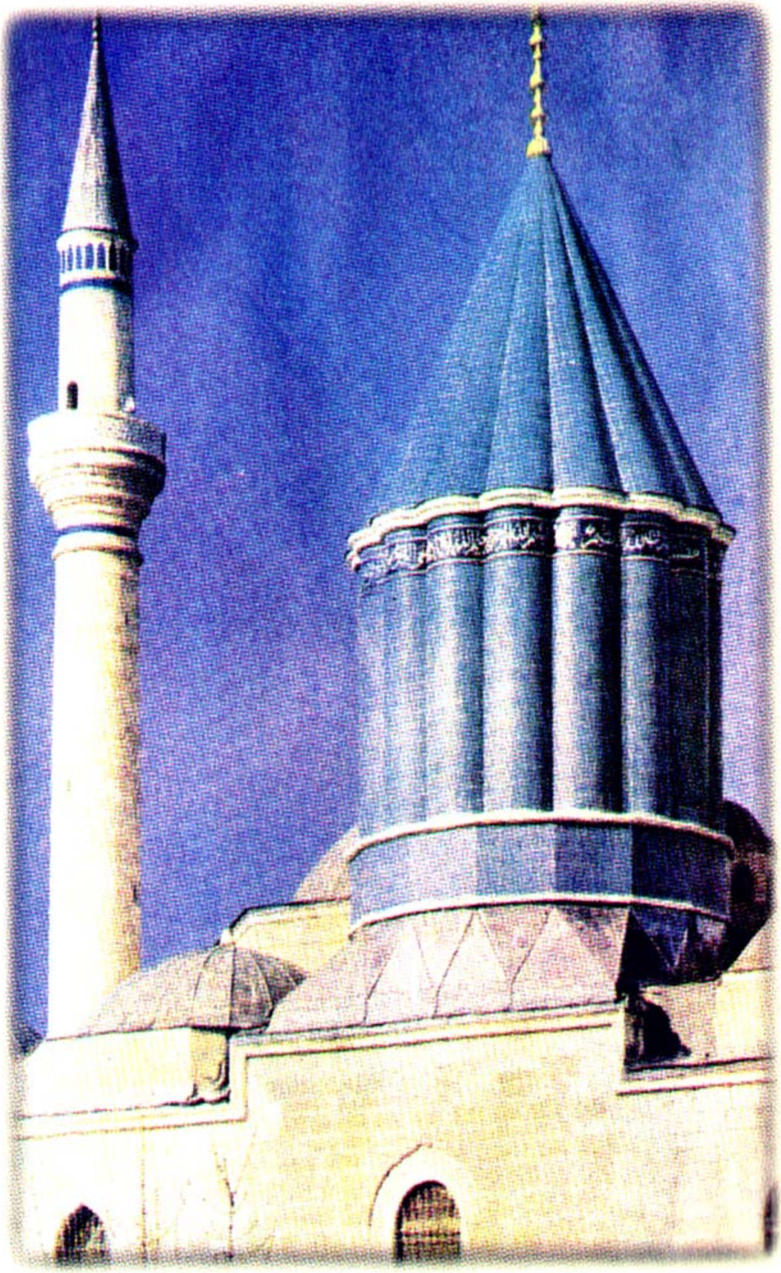

قبة الخضرا - تربت حضرت مولانا جلال الدین محمد بلخی در قونیه - ترکیه .

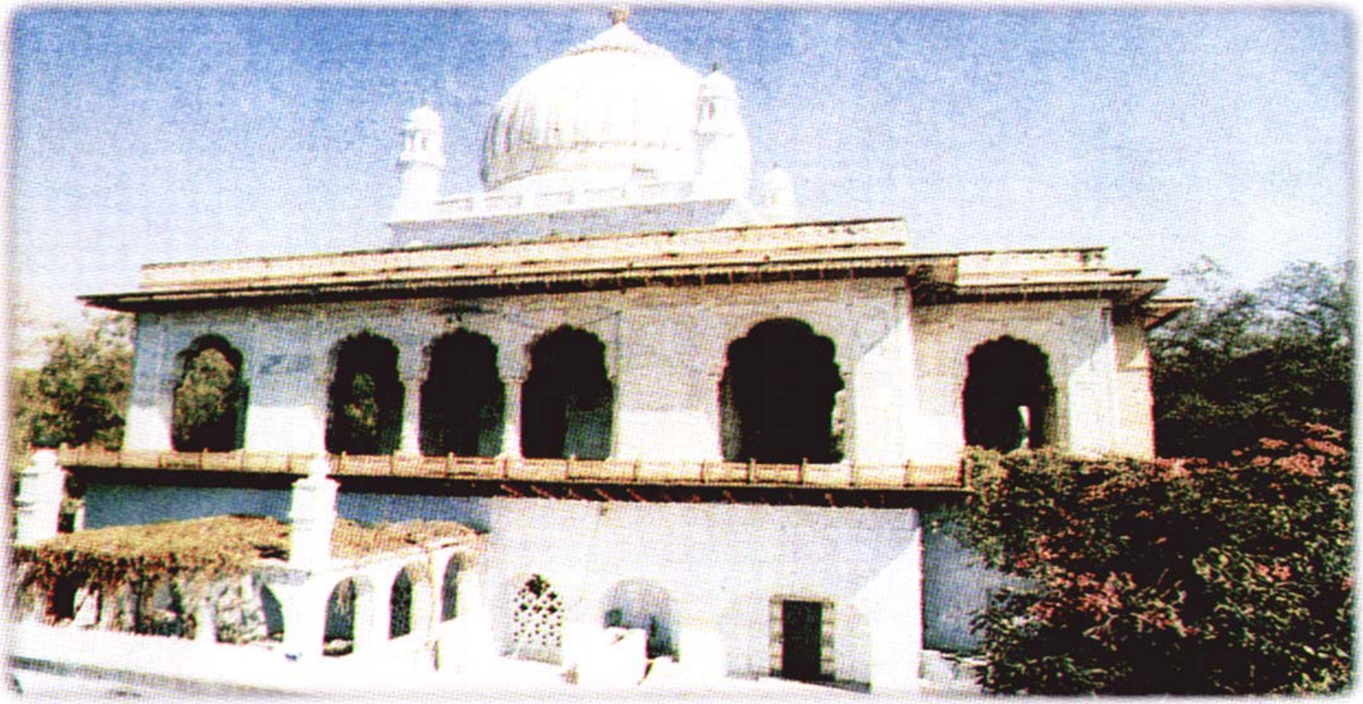

نمای خارجی مزارفیض آثارحضرت امام ربانی مجددالف ثانی شیخ احمد فاروقی کابلی «قدس سره»
سهرند - هندوستان